OSMANIA UNIVERSITY

جامعۂ عثمانیہ

سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

اصول قانون شہادت

(جلد دوم)

جس کے ساتھ

گواہوں پر سوالاتِ ابتدائی اور سوالاتِ جرح کرنے کے آسان اصول بھی بیان کیے گئے ہیں

تصنیف

ڈبلیو۔ اے۔ ایم بسٹ۔ اے۔ ایم۔ ایل ایل۔ بی

طبع دوازدہم

از

سڈنی۔ ایل۔ فیپسن۔ ایم اے۔ (کینٹب) بیرسٹرایٹ لا (انرٹمپل)

مترجمہ

ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب رضا۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مولوی فاضل۔ بی۔ سی۔ ایل ڈی۔ فل (آکسن) بیرسٹرایٹ لا لنکنزان (لندن)
رفیق و سابق پروفیسر قانون کلیہ جامعۂ عثمانیہ

۱۳۶۳ھ ۱۳۵۳ف ۱۹۴۴ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکارِ عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

جلد دوم

صفحات کتاب انگریزی - صفحات ترجمہ

کتاب چہارم

عدالتی عملدرآمد اور گواہوں کا اظہار لینا

کتاب پنجم

۱۰

صفحات کتاب انگریزی | صفحات ترجمہ

ضمیمہ (الف)

ضمیمہ (ب)

۴۳۴

باب ششم

رایوں کی شہادت

دفعہ ۱۱۵: چونکہ گواہوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ عدالت کو واقعات کی اطلاع دے۔ ان کی رائیں عام طور پر شہادت میں ناقابل ادخال ہوتی ہیں۔[1]

---

[1] اس موضوع پر موجودہ قانون، اور اس کی تاریخ کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ فیبن طبع ششم

یہ اصول شہادت کے دوسرے اصولوں کو عملاً بے کار ہونے سے بچانے کے لیے ضروری ہے۔ قانون کے لیے یہ امر بے کار ہوگا کہ وہ جوری کو متنازع فیہ واقعات کا فیصلہ کرنے والی جماعت قرار دے۔ اصلی شہادت نہ پیش ہونے کی صورت میں مکسوبی شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرائے اور یہ اعلان کرے کہ کسی شخص کو ان اقوال و افعال سے ضرر نہیں پہنچے گا۔ جن سے کہ اس کو کوئی تعلق نہ ہو۔ اگر عدالتوں پر ان واقعات سے متعلق ان اشخاص کی رایوں کا اثر ہو جو ان کے سامنے گواہوں کی حیثیت میں پیش ہوتے ہیں۔ یہ رائیں جو اس طرح سے پیش ہوں اگر کسی شہادت پر مبنی نہ ہوں یا کسی ناجائز شہادت پر مبنی ہوں تو ان کو سننا نہیں چاہئیے۔ اور اگر وہ قانونی شہادت پر مبنی ہوں تو اس شہادت کو اہالیان جوری کے سامنے پیش کرنا چاہئیے جن کے متعلق قانون قیاس کرتا ہے کہ وہ بھی اس سے از روئے انصاف جو نتائج ضروری ہوں نکالنے کے کم سے کم اتنے ہی قابل ہوتے ہیں جتنے کہ گواہ۔ "گواہوں کو چاہئیے کہ اپنے علم کے وجوہات ظاہر کرے" [1] گواہوں کو صرف اُس امر کی شہادت دینی چاہئیے جس کا ان کو یقین ہو جس کو انھوں نے دیکھا یا سنا ہو۔ [2] "ہر بیان حلفی حقیقی علم پر مبنی ہونا چاہئیے" [3]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۲۸۲ تا ۳۰۴۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۴۱۴ تا ۱۴۲۵۔ نیز اس سے پہلے کے نظائر کے لیے دیکھئے شہادت از پیک ص ۱۹۵ طبع پنجم۔ شہادت مصنفہ فلپس و ایامس ۸۹۹۔ شہادت از فلپ مور ۵۲۰۔ طبع دہم۔ شہادت از گرین لیف جلد ۱۔ ۴۸۰۔ طبع شانزدہم۔ ۳ بروس ۱۹۱۸۔ ۵ بارنوال و اڈ الفس ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ اور دوسرے حوالے جو ذیل کے نوٹس میں دیئے گئے ہیں۔

[1] ہینکس بر پاناڈکٹس حصہ چہارم دفعہ ۱۴۴۔

[2] از تھارپ چیف جسٹس۔ ۲۴ کتاب اسس ساریم صفحہ ۱۱۔

[3] ۴ انسٹی ٹیوٹ ۲۷۹۔

گواہ کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ کہے کہ اس کا یہ خیال ہے یا یہ کہ وہ یہ سمجھتا ہے۔ اور اس کے دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جج قطعی سزا سناتا ہے اور اس کی بنیاد خیال سے زیادہ یقینی ہونی چاہیے۔ اور دوسرے یہ کہ گواہ پر دروغ حلفی کا مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا ہے[1]۔ ۴۳۵

دفعہ ۵۱۲: لیکن اس اصول کو غلط نہیں سمجھنا چاہیئے۔ قانون کے منصوبے سے اس سے زیادہ کوئی امر دور نہیں ہے کہ وہ جوری کے سامنے کوئی ایسا امر پیش نہ ہونے دے جس سے ان کو امور مختلف فیہ کے متعلق رائے قایم کرنے میں کوئی جائز مدد ملتی ہو۔ اس اصول کے معنی صرف اتنے ہیں کہ گواہ پر ایسے سوالات نہیں کرنا چاہیئے جن سے ارکان جوری کی رائے کے بجائے اس کی رائے قایم ہو جانے سے عملاً جوری کا کام گواہ انجام دے۔ اس کی اصل ماہیت کی ایک اچھی مثال مقدمۂ ڈینس وغیرہ بنام ہارٹلے[2] (Daines & another v. Hartley) سے ملتی ہے۔ اس میں مدعیوں نے نالش کی تھی کہ ان کی تجارتی معاملات میں توہین تقریری کی گئی تھی۔ سماعت مقدمہ پر ایک گواہ نے گواہی دی کہ مدعی علیہم نے بعض ہنڈیات کے متعلق جو مدعیان نے ایک کوٹھی کو جس کا گواہ رکن تھا۔ دیے تھے حسب ذیل الفاظ استعمال کیئے تھے کہ "تمھیں اسے دیکھتے رہنا چاہیئے کہ وہ ان ہنڈیوں کو چکالیں گے بھی"۔ مدعیوں کے وکیل نے اس پر یہ سوال کرنا چاہا کہ "تم نے ان الفاظ کا کیا مطلب سمجھا"۔ اس سوال پر اعتراض کیا گیا۔ اور جج نے اس کی اجازت نہیں دی۔ بعد میں اس بنا پر کہ یہ سوال بیجا نامنظور کیا گیا۔ مقدمے کی دوبارہ سماعت

---

[1] ڈایر (Dyer) ۵۳ ب پلوڈن ۱۲۔ بر حاشیہ طبع ۱۷۹۲ء۔

[2] (۳) اکسچیکر ۲۰۰۔

کے لیے ایک حکم اظہار وجہ حاصل کیا گیا جس کو بحث کے بعد نامنظور کر دیا گیا۔ اور بالک چیف بیرن (Pollock, C. B.) نے عدالت کی جانب سے حسب ذیل فیصلہ سنایا کہ "اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سامعین اس کی توجیہ کر سکتے ہیں کہ الفاظ کے ظاہری معنی کے سوا اور ان سے بالکل ہی جدا اور معنی تھے۔ سامعین سمجھ سکتے ہیں کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ طنزاً کہا گیا ہے۔ اور اسی لیے اس کا مطلب ظاہر الفاظ کے بالکل برعکس ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے کچھ گزرا ہو جس سے بعض الفاظ کے خاص معنی و مفہوم ہو گئے ہوں۔ اور بعض الفاظ جو معمولاً اور عام طور پر ایک معنی میں استعمال کئے جاتے ہیں کسی سابقہ واقعے کی وجہ سے کسی خاص مفہوم میں محدود یا ان کے معنی ان کے عام و معمولی معنی سے جدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس وکیل کے لیے جو ان الفاظ کے جو مدعی علیہ نے مدعی کے متعلق استعمال کئے ہوں صاف و ظاہر معنی کو چھوڑ دینا چاہتا ہو۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ گواہ سے یہ نہ پوچھے کہ "تم نے ان الفاظ کے کیا معنی سمجھا" بلکہ یوں پوچھے کہ "کیا ان الفاظ کے معمولی معنی لیے جانے میں کوئی امر مانع تھا" کیونکہ اگر کوئی ایسا امر مانع ہو تو اس کی شہادت دی جا سکتی ہے اور اس کے بعد مذکورہ بالا سوال کیا جا سکتا ہے۔ جب آپ اس کی بنیاد ڈال دیں تو آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ "تم نے ان الفاظ کے کیا معنی سمجھے" یعنی جب یہ ظاہر ہو کہ کوئی واقعہ ایسا ہوا ہے کہ جس سے گواہ نے الفاظ کے معنی ان کے معمولی معنی سے سوا سمجھے۔ میری دانست میں ہم کو عام طور پر کہنا چاہئے کہ کوئی سوال اس شکل میں نہیں کیا جا سکتا جس سے خلاف قانون جواب کی طرف ہدایت ہو سکتی ہو۔ ملحوظ رہے کہ کسی شخص کا جس نے کہ کوئی جملہ سنا ہو صرف سمجھنا بنفسہ اس جملے کی توضیح کا قانونی طریقہ نہیں ہے اگر الفاظ کہے یا چھاپے گئے ہوں تو ان الفاظ کے معمولی معنی ہی کو

۴۳۶

کہنے والے کا مطلب سمجھنا چاہئے۔ لیکن بلاشبہ کسی اور واقعے کے وقوع کو ظاہر کر کے ایک بنیاد ڈالی جا سکتی ہے کسی اور امر کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسا کرنے کے بعد اس امر کے حوالے سے گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اس نے ان الفاظ کو جس معنی میں سمجھا وہ کیا تھے؟ لیکن محض یہ سوال کہ "تم نے اس جملے سے کیا سمجھا؟ ہمارے خیال میں اس سوال کو کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہے"۔

دفعہ ۵۱۳: یہ اصول بھی مستثنیات بغیر نہیں ہے چونکہ وہ اس قیاس پر مبنی ہے کہ واقعات کے متعلق عدالت بھی اسی طرح رائے قائم کر سکتی ہے جس طرح گواہ۔ تو جب حالات سے اس قیاس کی تردید ہو تو یہ اصول بھی باقی نہیں رہتا ہے۔ "موجب قانون کی وجہ باقی نہ رہے تو قانون بھی باقی نہیں رہتا ہے"[1]۔ مسائل علم۔ مہارت۔ تجارت اور ایسے ہی امور کے متعلق جو اشخاص واقفیت رکھتے ہیں اور جن کو خارجہ ممالک کے قانون داں "ماہر" کہتے ہیں (یہ جملہ اب ہماری زبان کا بھی لفظ ہو گیا ہے) ــــ انھیں اپنی رایوں کو شہادت میں بیان کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ اس اصول قانون پر مبنی ہوتی ہے کہ جو شخص اپنے فن میں ماہر ہو اس کا اعتبار کرنا چاہئے[2] اور مسٹر اسمتھ (Mr. Smith) نے کارٹر بنام بوہم (Carter v. Boehm) کے مقدمے پر تنقید کرتے ہوئے جس میں مخبر بیان کردہ واقعات کی اہمیت کے متعلق بیمے کے ایک دلال کی رائے کو ناقابل ادخال شہادت قرار دیا گیا[3]۔ اس اصول کو اس طرح بیان کیا گیا

---

[1] ثلثن مصنفہ لگ، ۷، ب ہمیشہ دفعہ ۴۸۶۔

[2] ثلثن مصنفہ لگ صفحہ ۱۲۔ الف ۴ لگ ۹ ۷۔ الف اصول متعارفۂ قانون مصنفہ بروم طبع ہشتم ۹۳۱ وغیرہ۔

[3] لیڈنگ کیسس (جلد ۱) مصنفۂ اسمتھ۔ طبع دوازدہم۔ کارٹر بنام بوہم ۱۷۶۶ء ۳ بر[illegible]

ہے کہ ''ایسے گواہوں کی رائیں جنہیں خاص مہارت حاصل ہو جب کبھی امر تنقیح طلب ایسا ہو کہ ناتجربہ کار اشخاص اس کے متعلق صحیح رائے ان کی مدد کے بغیر قایم نہیں کر سکتے قابل ادخال ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر جب کبھی وہ امر اس حد تک سائینس یا علم سے تعلق رکھتا ہو کہ اس کے معلومات حاصل کرنے کے لیے سابقہ اطلاع یا مشق کی ضرورت ہو'' کتابوں میں اس اصول کے اطلاق کی بیشمار مثالیں ملتی ہیں[1]۔ بیماری یا موت کے وجوہات یا زخموں کے اثرات یا کسی شخص کی سیانگی یا دیوانگی کی ذہنی حالت، جس کا متعدد واقعات سے پتا چلایا گیا ہو اور پیشہ ورانہ مہارت کے دوسرے مضامین[2]۔ وہ امور ہوتے ہیں جن کے متعلق اطبا کے آرا مسلسل قابل ادخال ہوتے رہتے ہیں۔ کسی مہر کے متعلق مہرکنوں کی رائے پوچھی جا سکتی ہے کہ وہ بیان کریں کہ کیا وہ نقش کسی اصلی مہر سے

۴۳۷

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کے نوٹس جہاں فوکس بنام چائلڈ ۳ ڈگلاس ۱۵۷ - اور دوسرے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے اور دیکھیے فیصلہ لارڈ ڈالن بروبہ مقدمہ بک وتھ بنام سائیڈ بوتھام ۱۸۰۷ء ایکیمبل ۱۱۶ - ۱۱۷ رسل وریان ۶۵۲ - اور مقدمہ فن وک بنام بل کیا رہ بگٹن وکرون جلد ا صفحہ ۴۱۴ نوٹ - الف۔

[1] مقدمہ کارٹر بنام بھونم (بہ حوالہ مذکورۂ بالا) کے نوٹس میں جن مقدمات کو جمع کیا گیا ہے ملاحظہ کیجیے۔

[2] شہادت مصنفۂ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۴۴۰ - اس نوع کی علمی شہادت سے کام لینے کا عملدرآمد ہرگز کوئی نئی ایجاد نہیں ہے۔ ۲۸ لبراسیس ساریم حصۂ پنجم میں مذکور ہے کہ لنگڑے کرنے کے استغاثہ پر مدعی علیہ نے درخواست کی کہ عدالت زخم کا معائنہ کرے تا کہ ظاہر ہو کہ لنگڑا کیا گیا ہے یا نہیں۔ اس پر عدالت حیران تھی کہ کیا فیصلہ کیا جائے کیونکہ زخم تازہ تھا تب مدعی علیہ نے ادعا کیا کہ زخم ایسا نہیں ہے کہ جس سے لنگڑ پیدا ہو جائے اور درخواست کی کہ اس کا معائنہ کرایا جائے۔ عدالت نے شریف کے نام حکمنامہ جاری

کیا گیا ہے یا کسی چھاپے سے کسی تصویر کے اصلی ہونے کی تنقیح میں مصوّر کی رائے شہادت ہوتی ہے۔ کوئی جہاز ساز ان لوگوں کی شہادت سننے کے بعد جنھوں نے جہاز کا امتحان کیا ہو اپنی رائے بیان کر سکتا ہے کہ کیا وہ سمندر میں چلنے کے قابل تھا یا نہیں۔ اور جب سوال یہ تھا کہ آیا ایک بند نے جو سمندر کے سیلاب کو روکنے بنایا گیا تھا۔ ایک بندرگاہ کے ریت سے بھر دینے کا سبب ہوا یا نہیں تو اس بند کے بندرگاہ پر اثر کے متعلق انجینیروں کے آرار قابل ادخال شہادت قرار دیے گئے[1]۔ ان میں یہ بھی اضافہ کرنا چاہیے کہ قدیم خطوط کی تاریخ کے متعلق ماہرین آثار قدیمہ کی رائیں سنی گئی ہیں[2]۔ اور "خط یا دستخط کے ماہروں" کی رائیں یہ ثابت کرنے کے لیے کہ آیا کوئی خاص خط کسی شخص کا لکھا ہوا ہے یا نہیں[3]۔ جب چالان ایک جعلی دستاویز کے چالانے کا تھا۔ اور اس میں سوال یہ تھا کہ آیا ایک کاغذ پر ابتداً پنسل کے نشانات تھے اور ان کو مٹا کر دوسری تحریر ان کی جگہ لکھی گئی تھی۔ تو ایک مہرکن کی رائے کو ـــ جس کو کاغذوں پر باریک لکیروں کے دیکھنے کی عادت تھی اور جس نے اس دستاویز کو آئینے سے دیکھا تھا ـــ کہ ایسے نشانات موجود تھے قابل ادخال شہادت اس شرط سے قرار دیا گیا کہ اس شہادت کی وقعت دوسری شہادت سے اس کی توثیق ہونے پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کیا کہ "بہترین ڈاکٹروں اور جراحوں کو شہر لنڈن سے طلب کیا جائے تاکہ ان کے آقا بادشاہ اور اس کی عدالت پر ان امور کو واضح کر دیں جو بادشاہ کی جانب سے ان پر عائد کیے گئے ہیں"۔ نیز دیکھیے پلوڈن ۱۲۵۔

[1] شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۴۴۰۔

[2] ٹریسی پیریج کیس ۱۸۴۳ء۔ ۱۰ کلارک وفنلی رپورٹس (دارالامرا) ۱۵۴-۵۹ رسل وریان ۵۹۔

[3] دیکھیے سی مان بنام نیدرکلفٹ ۲ کامن پلیس ڈیویژن ۵۳۔ ایسے گواہ کے امتیاز کے لیے۔

موقوف ہوگی[۱]۔ اسی اصول پر پیشہ ور اشخاص یا عہدہ داروں کی رائے ان کے اپنے خارجہ قانون[۲] کے ثبوت کے متعلق قابل ادخال ہوتی ہے[۳]۔ اس موضوع کی ماہیت ہی کے لحاظ سے یہ لوگ صرف اپنے گمان یا رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔

۴۳۸ **دفعہ ۱۵[۴]**: اس شہادت اور ہر دوسری قسم کی شہادت کی وقعت کا تصفیہ عدالت کو کرنا چاہئے۔ عدالت کو اس کے سامنے پیش شدہ امور کے متعلق رائے قائم کرنی اور کسی گواہ کی رائے پر چاہے وہ کتنا ہی قابل ہو انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ یہ کام ہمیشہ آسان ہوتا ہے ـــــ زیر غور شہادت کی وقعت سے زیادہ کسی اور شہادت کی وقعت مختلف نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ کسی اور شہادت کے متعلق پہلے سے کوئی اصول مقرر کرنا اتنا دشوار ہے۔ اس کا نہایت ہی کار آمد جائز و حیرت ناک اطلاق زہر خورانی کے الزامات میں ہوتا ہے۔ جن میں نعش سے کیمیائی تجزیے کے ذریعے سے زہر نکالا جاتا ہے[۵]۔ ڈاکٹر بک[۶] کہتے ہیں کہ "یقیناً یہ انسانی مہارت کی کوئی ادنیٰ کوشش

---

[۱] از پارک بیچ و ٹنڈل چیف جسٹس بمقدمہ ملک بنام ولیمس۔ ۸ کیارنگٹن و پین ۴۲۴-۴۳۵۔

[۲] ان دی گڈس آف بونلی۔ ا یہ۔ و بیٹ ڈیویژن-۶۹۔

[۳] دی سکس پیریج کیس ۱۸۴۴ء ۱۱ کلارک و فنلی ریپورٹس (دارالامرا) ۸۵-۹۵ رسل و ریان-۱۱، ال نلسن بنام لارڈ برڈ پورٹ ۵۲۷۔ دی بیرن ڈی بوڈس کیس (۱۸۴۵ء) ۸ کوئنس بنچ ۲۰۸-۲۰۷ رسل و ریان ۸۴۴- برسٹو بنام سیکوے ول-۵ ماکسچیکر ۲۷۵- وانڈر ڈانکٹ بنام تھیلوسن (Vander Donckt v. Thelusson) ۱۸۴۶ء ۸ کامن بنچ ۸۱۲-۷۹ رسل و ریان ۷۶۱- پرتھ پیریج کیس ۲ مقامات دارالامرا ۸۷۴۔

[۴] پیچھے دفعہ ۴۴۸۔

[۵] طبی اصول قانون از بک ۱۰۸۵- طبع ہفتم۔

نہیں ہے جو ایک مردہ جسم کی گندہ حالت کا امتحان کرتی ہے — ایسا مردہ جسم جو مہینوں بلکہ برسوں بعد قبر سے کھود کر نکالا جاتا ہے — اُس کے عروق کا (جو اکثر نہایت ہی کم مقدار میں ہوتے ہیں) تجزیہ کرتی ہے۔ اور مسلسل اور ٹھیک ٹھیک منطقی نتائج کے ذریعے سے ایک ایسی رائے ظاہر کرتی ہے جو متعدد قراین یا مجرم کے اقبال جرم سے صحیح ثابت ہوتی ہے۔" یہ ایسی ہی قابلیت سے انجام دیے ہوئے فرایض ہوتے ہیں جن سے ہمارا پیشہ دنیا کی نظروں میں اعلیٰ حیثیت حاصل کرتا ہے۔ اور جن کی وجہ سے گنوار لوگ جو ہمیشہ طب کے غیر مفید ہونے کے متعلق غل مچاتے رہتے ہیں۔ اس عجیب وغریب مخفی طاقت پر حیرت کرنے لگتے ہیں۔ جس سے سنکھیا کے ایک ذرے کو جو معدے کی دوسری اشیا کے طومار میں ملا ہوا ہو دریافت کر لیا جاتا ہے۔ یہ اور بھی زیادہ امور انجام دیتے ہیں۔ وہ ان قاتلوں کے دلوں پر جو زہر سے کام لیتے ہیں پکڑے جانے سے بچنے کے سخت ناممکن ہونے کو نقش کر دیتے ہیں۔" "اور ان فرایض کو اگر صحیح طور پر انجام دینا ہے تو افواہ کا لحاظ کئے اور تعصبات کو عمل کرنے کا موقع دیے بغیر انجام دینا چاہئے۔ نیز بہت سے اطبا نے اپنی تحقیقات کے ذریعے سے معصوم اشخاص کو بچا لیا ہے۔ کیونکہ "انھوں نے بتلا دیا کہ "اتفاقی یا قدرتی اسباب نے تمام مظاہر پیدا کئے تھے۔" بہت سے مشکل و نازک مقدمات میں نہ صرف اطبا و علمائے تعلیمات بلکہ علم و ہنر و تجارت کے مختلف شاخوں کے تجربے کار اشخاص و علما کی دی ہوئی شہادت کی اہمیت اور قدر و قیمت میں مبالغہ کرنا آسان نہیں ہے لیکن چونکہ پیش از پیش کسی گواہ کی دیانت یا کسی خاص علم، ہنر یا تجارت کے جاننے والے شخص کی مہارت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ عدالت کو ضرورۃً ان تمام اشخاص کو سننا پڑتا ہے جو بطور گواہ پیش ہوتے ہیں۔ پس اس قدرتی طرفداری

کے لیے جو گواہ معمولاً ان مقدمات کے لیے محسوس کرتے ہیں جن میں وہ پیش ہوتے ہیں۔ ہر تخفیف کرلینے اور نیک نیت رایوں کے لیے چاہے وہ کتنے ہی بے بنیاد و خیالی ہوں جو اشخاص ایسے مضامین پر جو وہم و قیاس پر مبنی ہوتے ہیں لازماً قایم کر لیتے ہیں۔ نہایت ہی وسیع میدان چھوڑنے کے بعد بھی ـــــ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری عدالتوں میں روزانہ "سائنٹفک یا علمی شہادت" کے نام سے ایسی شہادت منظور ہوتی رہتی ہے جس پر اس لفظ کا اطلاق بھی ایک آلودگی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ فہم معمولی کے بھی سخت خلاف اور گواہوں کی معمولی دیانت کے بھی سخت مغایر ہوتی ہے۔ فی الحقیقت ایسے گواہوں کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ جس مضمون پر وہ اظہار دے رہے ہیں اس سے ان کے سامعین کے لاعلم ہونے پر بہت کچھ بھروسا کرلیں۔ اور انھیں دروغ حلفی کی بنا پر چالان کیے جانے کا کچھ خوف نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ اس جرم پر کسی ایسے شخص کو مجرم ٹھیرانا جو صرف اپنا خیال و رائے بیان کرنے پر حلف اٹھا رہا ہو اگر تقریباً ناممکن نہیں تو سخت دشوار ضرور ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ شخص علمی مضامین کے متعلق اپنا خیال بیان کر رہا ہو۔[1] لیکن اس کے برخلاف کبھی کبھی سائنٹفک شہادت کو کافی وقعت نہ دینے سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں۔ اور یہ زیادہ تر اس وقت ہوتا ہے

[1] بلنٹ نے اپنی کتاب شہادت میں چھٹے فرمان کو ذکر کرنے کے بعد جس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم روما میں یہ بدچلنیاں اچھی طرح سمجھی جاتی تھیں طنزاً کہتے ہیں کہ "ماہروں کی مروت کچھ ہمارے زمانے سے شروع نہیں ہوئی ہے" دفعہ ۹۰۔ اسی طرح وہ پرزور طریقے پر کہتے ہیں کہ "ماہر مثل ایک شیشے کے نہیں ہے جو تصویروں کو بڑا کر دکھائے جج کو چاہئے کہ اس کی تہ تک سے زیادہ اٹھائے اور کامل آزادی سے ان تصویروں کو جو وہ اس کے سامنے پیش کرتا ہو جانچے اور یہ دیکھے کہ آیا وہ صاف آئے ہیں۔"

جب کہ عدالت اور عام طور پر معاشرے کی بھی معلومات گواہ کے سائنٹفک معلومات سے بہت کم ہوتے ہیں۔ قانون شہادت کے ایک جلد یا مصنف نے اس کی ایک نہایت ہی عجیب مثال بیان کی ہے خشکی پر بذریعہ انجن کے ذریعے سے سفر کرنے کے ایام طفولیت میں ایک بہت ہی مشہور انجینیر نے ایک پارلیمنٹی کمیٹی کے روبرو بیان حلفی دیا کہ دخانی گاڑیاں آہنی پٹریوں پر دس میل فی گھنٹے کی رفتار سے چل سکتی ہیں۔ اس پر سوال کرنے والے وکیل نے حقارت سے اسے حکم دیا کہ وہ بیٹھ جائے کیونکہ وہ کوئی اور سوال نہیں کرے گا اور اس سے پہلے جو شہادت اس نے دی تھی اس کی وقعت بہت کم ہو گئی۔[۱]

دفعہ ۵۱۵: فرانس میں ماہروں کو عدالت کی جانب سرکاری طور پر واقعات کی تحقیق کرنے اور رپورٹ کرنے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور ان کا رتبہ ہمارے پاس کے معمولی یا سائنٹفک گواہوں کے رتبے سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ تاہم وہاں بھی یہ اصول قانون ہے کہ "ماہروں کے مقولات کبھی بھی عدالتی فیصلے نہیں ہوتے"[۲] لیکن ہمارے قانون نے اس بلا شبہ صحیح اصول کو قائم کرنے کے لیے کہ عدالتی و تحقیقاتی وضائف کو علحدہ علحدہ رکھنا چاہئیے عدالتوں کو کافی اختیار شہادت کے پیش کرنے پر مجبور کرنے کے نہیں دیے ہیں۔ کیونکہ گو ماہروں کی شہادت کو حاصل کرنے کے اختیارات میں جدید قوانین

---

[۱] نصفتی شہادت مصنفۂ گریسلے صفحہ ۳۶۹۔ لیورپول و مانچسٹر ریلوے کے مسودۂ قانون کی کمیٹی کے روبرو اسٹیفن سن کی شہادت بھی ایسی ہی بے اعتباری سے سنی گئی دیکھو سوانح عمری اسٹیفن سن مصنفۂ اسمائیلس (Smile's Life of Stephenson.)

[۲] کتاب شہادت مصنفۂ بانٹئے دفعہ ۴۷۔

موضوعہ کی رو سے بہت اضافہ ہوا ہے۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام ان اختیارات کو بحیثیت عہدے کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں، بلکہ ان کو صرف فریق مقدمہ کی درخواست پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔[1]

۳۴۴

دفعہ ۵۱۶: جہاں تک طبی شہادت کا تعلق ہے طبی قانون دانوں کو شکایت ہے کہ تمام ان لوگوں کو جو ڈاکٹر کہلاتے ہیں بطور گواہ سننے میں بہت کم امتیاز سے کام لیا جاتا ہے۔ ایک قابل مصنف جن سے ہم تراشے لے چکے ہیں کہتے ہیں[2] کہ انگلستان میں نہ صرف اطبا، جراح اور عطار جن کے علاوہ کسی اور کو نہیں سننا چاہیے۔ بلکہ دواخانوں کے زخم باندھنے والوں۔ طلبا اور اناڑیوں کو بھی طبی گواہوں کی حیثیت سے گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اڈنبرا میڈیکل سرجیکل جرنل (Fdinburgh Medical and Surgical Journal) کے مدیروں نے کہا ہے کہ ہم زہرخورانی کا ایک ایسا مقدمہ بتا سکتے ہیں جس میں شہادت کا نہایت اہم جزو ایک اناڑی حکیم کی شہادت پر مشمول تھا

---

[1] قانون تعیین قانون برطانوی ۱۸۵۹ء اور قانون تعیین قانون ممالک خارجہ ۱۸۶۱ء ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۳ - اور ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۱ (دیکھئے قوانین موضوعہ مصنفہ چیٹی عنوان شہادت) کی رو سے عدالتوں کو بعض صورتوں میں بحیثیت عہدے کے کارروائی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اول الذکر قانون کی رو سے بادشاہی قلمرو کے ایک حصے کی عدالتوں کو کسی دوسرے حصے کی عدالت کو کسی ایسے امر سے متعلق جس پر اس دوسرے حصے کا قانون مختلف ہو مقدمات کو رائے لینے کے لیے بھیجنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور آخر الذکر قانون کی رو سے کسی مقدمے کو مع سوالات ممالک خارجہ کی عدالتوں کو اس غرض سے بھیجنے کا اختیار دیا گیا ہے تاکہ ان ممالک کا قانون متعین اور معلوم کیا جا سکے۔

[2] طبی علم اصول قانون مصنفہ ٹیلر صفحہ ۱۰۹۱ طبع ہفتم۔

اور اس شہادت کو قابل ادخال ٹھیرایا گیا" لیکن ان مصنفوں کا انہیں
کی زبان میں جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جو علاج وہ تجویز کرتے ہیں وہ بیماری
سے بدتر ہے۔ کیا جج کو اس شخص کی گواہی سننے سے پہلے جو فن شفا کے
جاننے کا اظہار کرتا ہے اس امر کی تحقیق کرنی چاہئیے کہ وہ قانونی حکیم
کی تعریف میں آتا ہے — یہ لفظ زبان کے نہایت مبہم الفاظ میں
سے ہے' اور خاص افراد پر اس کے اطلاق کی صحت ہمیشہ ایک مختلف
رائے کا سوال رہے گی۔ اس کے علاوہ یہ ہمارے قوانین
کی آزاد منشی کے خلاف ہوگا کہ تمام ان اشخاص کی جن پر جرائم کا الزام
ہو جان و آزادی کو ان کو ایسے دوسرے اشخاص کی گواہی سے فائدہ
اٹھانے سے منع کر کر جنھوں نے زیر بحث مضمون کو پڑھا اور اس پر
عمل کیا ہو ایک امتیازی حیثیت رکھنے والی جماعت کے ہاتھوں
میں دیدے۔ تاہم اتنا ماننا چاہیئے کہ اس خصوص میں ہمارا عملدرآمد
بہت بے قاعدہ ہے" اور یہ کہ جب طبی یا دوسرے سائنٹفک گواہ
پیش ہوتے ہیں تو ہمارے جج اور اہل جوری کافی حد تک وجوہات علمی
— یعنی ان ذرائع کو جن کے استعمال سے ماہروں نے رائے قائم کی
— دریافت نہیں کرتے ہیں۔ ان صاف و صریح صورتوں سے
قطع نظر کرتے ہوئے بھی جن میں مطالعہ اتنا کم یا تجربہ اتنا محدود ہو
کہ جج کو چاہئیے کہ ایسے گواہ کو کلیتہً مسترد کردے — یہ بھی اکثر پیش آتا ہے
کہ جو لوگ سائنس یا پیشے کی ایک شاخ میں امتیاز و شہرت رکھتے ہوں
ان کو اس کی دوسری شاخوں کے صرف سطحی معلومات ہو سکتے ہیں۔
ایک نہایت ہی قابل طبیب یا جراح کو زہر [illegible] کی شناخت
کے طریقے یا علم طب کے دوسرے پیچیدہ مضامین کے متعلق نسبتہً بہت کم
معلومات ہو سکتے ہیں۔ اور اسی لیے ایک کیمیا داں یا عالم طبعیات
جو ہر دوسرے خصوص میں اس سے بے اندازہ کم درجے کا ہو
کسی ایسے مقدمے میں جس میں ایسے معلومات درکار ہوں

کہیں زیادہ کارآمد گواہ ہو سکتا ہے[1]۔

دفعہ ۵۱۷: ایک دوسرے قسم کے مستثنیات وہ ہوتے ہیں۔ جن میں کسی ایسے امر پر جس کا لحاظ کرنا عدالت کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے گواہ کی رائے یا فیصلہ ایسے پیچیدہ واقعات پر مبنی ہوتا ہے کہ ان کی ماہیت ہی کے لحاظ سے ان کو عدالت میں پیش کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً کسی گواہ کا کسی شخص یا شے کی شناخت کرنا لازماً اس کی قوت فیصلہ کا استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اشخاص و اشیا دونوں کی شناخت میں بہت سی غلطیاں کی گئی ہیں۔ اشخاص کے درمیان مشابہت اکثر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور کسی شناخت کے صحیح ہونے کا قرینہ شناخت کرنے والے، شناخت کئے جانیوالے اور شناخت کے وقت کے بہت سے اور مختلف خصوصیات پر موقوف ہوتا ہے جس شخص کی شناخت کی گئی ہو اس سے شناخت کنندہ یا تو اکثر دیکھتے رہنے کی وجہ سے خوب واقف ہوتا ہے یا یہ کہ اس میں کوئی جسمانی خصوصیت مثلاً لکنت یا ترچھاپن ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں شناخت آسان اور سہل ہوتی ہے۔ دوسری صورتوں میں ہو سکتا ہے کہ شناخت کنندہ نے اس شخص کو جس کی وہ شناخت کرتا ہو صرف ایک مرتبہ

---

[1] مشہور جان ہنٹر جو ایک بڑے جراح تھے اور جن کا ڈونلن (Donellan) کے اہم مقدمہ میں جس کو اپنے سالے کو زہر دینے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اظہار لیا گیا تھا۔ اپنے لکچروں میں علی الاعلان افسوس ظاہر کیا کرتے تھے کہ عدالت انصاف میں رائے دینے کی جرأت کرنے سے پہلے انھوں نے سمیات کے مضمون پر اور زیادہ توجہ نہیں کی تھی۔ قول سر آسٹلے کوپر (Sir Astley Cooper) مندرجہ طبی علم اصول قانون مصنفہ بک صفحہ ۱۰۸۹ طبع ہفتم۔

تھوڑی دیر کے لیے اور عرصے قبل دیکھا ہو۔ اور اسی لیے شناخت بہت زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔ نیز داروغۂ محبس[1] کی ماہرانہ شناخت یا ایک قدرتی طور پر غور سے دیکھنے والے شخص کی شناخت اور ایک ایسے شخص کی شناخت میں جو قدرتی طور پر گھبراہٹ بھرا ہو۔ یا جو انتقام کے جذبات کے تحت شناخت کرنے میں حد سے زیادہ زود باز ہو۔ بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ ٹیلر کی طبی علم اصولِ قانون (Tayler's Medical jurisprudence) کے بیان کردہ بائیس شناخت کے ذرائع میں سے حسب ذیل طریقے بہت اہم ہیں:-

"تعلیم۔ بول چال۔ خط۔ پیشے کے نشانات۔ زخموں کے نشانات۔ پیدائش وغیرہ کے نشانات۔ کپڑے۔ زیور اور جیب کا سامان۔ گالٹن (Galton) کے نشاناتِ ابہام۔ قد و قامت دانت۔ زخموں کے داغ۔ بال۔ عمر۔"

۲۴۲ "گالٹن کے نشانات ابہام" ایسے کاغذ پر جس پر مطبع والوں کی سیاہی پھیلی ہوئی ہو۔ یہ نام سر ڈگلاس گالٹن (Sir Douglas Galton) کے انکشافات کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ کے متعلق

---

[1] مسٹر جسٹس ولس (دیکھو ان کی شہادت از ولس طبع ششم بر صفحہ ۱۸۷) بیان کرتے ہیں کہ ان کی ججی کے سترہ اٹھارہ سال کے تجربے میں سابقہ سزایابی کے سوال پر غلطی کی صرف ایک مثال ملی جس کو لندن کے بڑے محبسوں میں سے ایک کے داروغہ نے کی تھی اور جب اس سے اس غلطی کے سنگین ترین ہونے کے متعلق کہا گیا تو بطور عذر کے کہا کہ "حضور! میں سالانہ تین ہزار اشخاص کی شناخت کرتا ہوں"۔

مسٹر سکریٹری آکرس ڈگلاس (Mr Secretory Akers Douglas) نے جون ۱۹۰۵ء میں دارالعوام کے ایک سوال کے مطبوعہ جواب میں کہا کہ قابل چالان جرائم پر سزایابیوں کی سالانہ تعداد ۴ ہزار ہے اور ان میں سے پچھلے دس برسوں میں ۲ کو معافی دی گئی اور ۱ بندہ کو باقی سزا معاف کر دی گئی۔

کہا جاتا ہے کہ ایک بدنی تشخص کے نقوش ابہام مستقل و غیر تبدیل پذیر ہوتے ہیں اور دو جدا اشخاص کے نقوش ابہام کبھی بالکل منطبق نہیں ہوتے ہیں۔ اور کسی ایسے شخص کی جس کے نقوش ابہام معلوم ہوں۔ اس ذریعے سے شناخت کو پولیس بہت پسند کرتی ہے[1]۔

شاہراہ عام میں مزاحمت پیدا کرنے کے ایک مقدمے میں مقام مزاحمت کو بتلانے عکسی تصویروں کو قابل ادخال شہادت قرار دیا گیا ہے[2] اور اسی طرح ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے مقدمے میں پہلے شوہر کی شناخت کے لیے بھی[3]۔ لیکن باستثنا نہایت ہی خاص حالات کے ازدواجی مقدمات میں عدالت صرف عکسی تصویر کے ذریعے سے شناخت پر یقیناً عمل نہیں کرے گی۔ کیونکہ اس قسم کی شہادت پر بہت سے صاف و صریح اعتراضات عاید ہوتے ہیں[4]۔

دفعہ ۵۱۷: الف۔ کتابوں میں غلط شناخت کے بہت سے قدیم و جدید مقدمات ملتے ہیں۔ مثلاً اُس فیشن والے شخص کا مقدمہ جو ڈاکو سمجھا گیا اور مجرم قرار دیے جانے سے بال بال بچا۔ اور جس میں سر ٹامس ڈاون پورٹ (Sir Thomas Davenport) ایک ممتاز بیرسٹر نے دو اشخاص کے ڈاکو ہونے پر حلف اٹھایا لیکن ان کے عذر عدم موجودگی کے ثابت ہو جانے پر اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ اور داروغہ مجلس کی شناخت کا ولیس والا مقدمہ جس کی سماعت اور

---

[1] طبی علم اصول قانون۔ طبع پنجم جلد ا ص ۱۰۰۔

[2] ملکہ بنام یونائیٹڈ کنگڈم الکٹرک ٹیلگراف کمپنی ۳ فاسٹر و فنالسن رپورٹس ۷۴۔

[3] ملکہ بنام ٹولسن ۴ فاسٹر و فنالسن ۱۰۳۔

[4] فرت بنام فرت۔ (۱۸۹۶ء) پروبیٹ ۷۴۔ از بلارنس جسٹس۔

[5] طبی اصول قانون از ٹیلر طبع ہفتم بر صفحہ ۴۰۸۔

ذکر دونوں مسٹر جسٹس ولس (Mr. Justiee wills) نے کئے ہیں[1]۔ غلط شناخت کے دو مقدمے، یعنی مقدمہ ٹچ بورن (Tichborne's Case) جس میں، ایک چانسری کے مقدمے کے نتیجے بطور ایک دیوانی اور ایک فوجداری سماعت ہوئی۔ اور مقدمۂ بک (Beck Case) جس کے اچھی طرح سمجھنے کے لیے چار سماعتوں کا مطالعہ ضروری ہے ہماری قانونی تاریخ میں تمام دوسرے مقدمات سے بلحاظ اہمیت پیچیدگی اور اس عظیم دلچسپی کے جو عوام نے اس میں لی۔ نہایت ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ٹچ ابورن کا مقدمہ ۱۸۷۴ء میں ایک شخص آرتھر اورٹن (Arthur Orton) کے دروغ حلفی کی بنا پر مجرم قرار دیے جانے پر ختم ہوا۔ اس شخص نے غلط طور پر ظاہر کیا تھا کہ وہ سر چارلس ٹچ بورن ہے جو جہاز کی تباہی سے بچ نکلا ہے۔ حالانکہ سر چارلس ٹچ بورن دراصل اسی تباہی میں ہلاک ہو گیا تھا۔ بک کا مقدمہ ۱۹۰۴ء میں مسٹر بک کے قید سے رہا کئے جانے پر ختم ہوا۔ ان صاحب کو ۱۸۹۶ء اور ۱۹۰۴ء میں غلطی سے ایک دوسرے شخص اسمتھ (Smith) کے بجائے جس کو ۱۸۷۷ء (اور ان کی رہائی کے بعد) ۱۸۹۰ء میں سزا دی گئی۔ مجرم ٹھیرایا اور قید کیا گیا تھا۔

ذیل میں ان دو مقدمات کے مختصر حالات بیان کئے جاتے ہیں:۔

دفعہ ۵۱۷: (ب) روجر چارلس ڈفٹی ٹچ بورن[2] (Roger Charles Daughty Tichborne) ۱۸۲۹ء میں پیرس میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۴۵ء تک

---

[1] قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۱۸۵ تا ۱۸۶

[2] پوری تفصیل کے لیے دیکھئے لغت ''قومی سوانح عمری'' ضمیماتی عنوان '' اورٹن'' (Dectionary of National Biography, Supplemental Volume, tit. Orton)-

قانون جاگیرات ٹچ بورن اور ڈفنی ۱۸۶۷ء۔ ۲۴ و ۲۵۔ وکٹوریا باب ۶، (خانگی)۔ مقدمۂ ملکہ بنام

اس کی عمر وہیں گزری تھی۔ اس سال وہ تعلیم کے لیے اسٹونی ہرسٹ Slonyhurt میں انگلستان۔ بھیجدیا گیا۔ اس کے ماں اور باپ

۴۴۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- کیاسٹرو (Req. v. castro) ۲ جلدیں از سویٹ ۱۸۷۵ء میں کاکبرن میر مجلس کی فرد جرم۔ مقدمۂ ملکہ بنام کیاسٹرو کے مختصر نوٹس۔ اور خصوصاً "صدی کے مشہور مقدمات" معنفہ جے۔ بی اٹلے بیرسٹر ایٹ لا "(Famous Trials of the Century." by J. B. Atlay, M. A. Barister-at-law) (مطبوعہ گرانٹ رچرڈس ۱۸۹۹ء) جو مصنف "سماعت مقدمہ لارڈ کاکرین" (The Trial of Lord Cochrane)' ہیں اور "لغت قومی سوانحعمری" میں مضمون "آرتھر اورٹن" کے مصنف بھی: نیز دیکھئے مقدمۂ ملکہ بنام کیاسٹرو یا آرتھر اورٹن یا سر روجر چارلس ڈفتی ٹچ بورن بیرونٹ (۱۸۷۳ء) لا رپورٹ ۹ کوئنس بنچ ۲۱۹۔ جس میں مسٹر آنسلو و مسٹر والی اراکین پارلیمنٹ۔ مسٹر اسکیپ ورتھ اور مدعی علیہ (جو جرم دروغ حلفی کے ارتکاب کے بعد ضمانت پر رہا کیا گیا تھا) کو مدعی علیہ کی جواب دہی کی تائید میں عوام کے سامنے تقریریں کرکے ہتک عدالت کرنے کے جرم میں سزا دی گئی تھی۔ اور دیکھئے کیاسٹرو بنام مَرے ۱۸۷۵ء۔ لا رپورٹ ۹ اکسچیکر ۲۱۴۔ اور ٹامس کیاسٹرو وغیرہ بنام ملکہ۔ ۱۸۸۱ء ۶ مقدمات مرافعہ ۲۲۹۔ جہاں قرار دیا گیا کہ اورٹن کے دو دروغ حلفیاں اگرچہ ایک ہی مقصد کے لیے کی گئی تھیں لیکن ان کی سزا علٰحدہ علٰحدہ دی جا سکتی تھی۔ اور اسی لیے چودہ سال کے حبس دوام کی سزا صحیح تھی۔ اور دیکھئے مباحثہ جات پارلیمنٹ از ہانسارڈ جلد ۲۲۳۔ (سلسلۂ ثالث) مورخہ ۲۳ اپریل ۱۸۷۵ء جس میں اس طویل مباحثے کی رپورٹ ہے جس میں سر ہنری جیمس مسٹر برایٹ اور بہت سے دوسروں نے اس تحریک پر تقریریں کیں جو ۴۳۳ رایوں سے مقابلہ ڈاکٹر ڈینیلی کینو سی۔ رکن پارلیمنٹ برائے اسٹوک اور کونسل مدعی علیہ کی ایک رائے کے مسترد کی گئی۔ اور جو اس لیے کی گئی تھی کہ مقدمے کی سماعت کی دریافت کے متعلق ایک شاہی کمیشن مقرر کیا جائے۔ اور آرتھر اورٹن کے دستخطی اقبال جرم کے لیے اخبار "پی پل" دیکھئے جس کو بعد میں ایک ایک آنہ قیمت کے رسالے کی شکل میں بھی شایع کیا گیا (اور جس سے صفحات ۴۴۳ تا ۴۴۴ کتاب انگریزی آگے کے خلاصے لیے گئے ہیں) اور جس کا عنوان تھا کہ "آرتھر اورٹن دعویدار جاگیرات ٹچ بورن کی مکمل سوانحعمری اور اقبال جرم (نوشتہ خود) اور تاریخی سماعت

دونوں رومن کیتھولک تھے۔ ۱۸۴۹ء میں اسے چھٹی ڈراگون گارڈس (Dragoon Guards) ــ قرابینوں ــ کی فوج میں عہدہ افسری ملا جسے اس نے آخر ۱۸۵۲ء میں فروخت کر دیا۔ اور مارچ ۱۸۵۳ء میں پیرس میں اپنے ماں باپ سے وداعی ملاقات کرکے ہاورے (Havre) سے ایک فرانسیسی جہاز میں سوار ہو کر والپریسو (Valparaiso) چلا گیا۔ اس کی آمدنی بہت تھی۔ ٹچ بورن جاگیرات کی آمدنی اور ان کی بیرنی و خطاب جن کا وہ وارث تھا سالانہ پچیس ہزار پونڈ تھی جنوبی امریکا میں تقریباً ایک سال رہنے کے بعد وہ ۲۰ اپریل ۱۸۵۴ء کو ایک انگریزی جہاز بلا (Bella) میں جمیکا (jamaica) جانے کے لیے ریو (Rio) سے سوار ہوا۔ یہ جہاز جلد ہی بعد سمندر میں ڈوب گیا۔ اور کسی پسماندگوں کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ بیمے کی رقم ادا کر دی گئی۔ اور روجر ٹچ بورن کا وصیت نامہ بھی ثابت کیا گیا۔ لیکن اس کی ماں کو اس کے بچ جانے کا اصرار کے ساتھ یقین تھا اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد (جو سر جیمس ٹچ بورن ہو گیا تھا۔ اور جس کا جانشین اس کا چھوٹا بیٹا الفرڈ (Alfred) ہوا تھا) اس نے ۱۸۶۲ء میں اپنے بیٹے کی خبر کے متعلق بہت سے اخباروں اور بہت سی زبانوں میں اشتہار دیا خصوصاً سڈنی (Sydney) میں اس نے ایک کارندے کے خدمات آسٹریلیا کے اخباروں میں اشتہار دینے کے لیے حاصل کیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ واگا واگا (Wagga Wagga) موقوعہ کوئینس لانڈ (Queensland) کے ایک اٹرنی نے اشتہار کا اس کے ایک موکل کے بیانات سے مقابلہ کرکے لیڈی ٹچ بورن کے کارندے کو اطلاع دی کہ اس نے "گم شدہ" شخص کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ بہ اجلاس کامل انڈو اکٹر نیلی جنھوں نے اورٹن کی جانب سے وکالت کی تھی۔

دریافت کرلیا ہے۔ اور اس کے جلد ہی بعد لیڈی ٹچ بورن کو یہ خط ملا:۔

"میری پیاری اماں: میرے پچھلے خط مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۶۶ء کے بعد سے جو تاخیر واقع ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ سے اس خط کو شروع کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔ میرے اس سے پہلے نہ لکھنے سے جو تکلیف و تردد آپ کو ہوا ہوگا اس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ لیکن وہ میرے اٹرنی کو معلوم ہیں۔ اور اور زیادہ خانگی حالات اور تفصیلات کو میں خاص آپ کے سننے کے لیے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں...... مسٹر گبس (Mr. Gibbes) اس کو ناگزیر سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو ایسی باتیں یاد دلاؤں جو صرف آپ کو معلوم ہوسکتی ہیں اور جن سے آپ کو میری شناخت یقینی طور پر ہوجائے۔ میری پیاری اماں میں اس کو ضروری نہیں سمجھتا گو میں ان کو لکھ بھیج رہا ہوں۔ یعنی میرے بازو کا بھورا نشان اور برائٹن کا کارڈ والا معاملہ (The Card Case at Brighton) میری پیاری اماں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اس کے بعد جو آپ سے اقرار کیا تھا اس کا ہمیشہ پابند رہا ہوں۔ میرے نام آپ کے خط کو براہ کرم مسٹر گبس کے پاس بھیج دیجئے تاکہ غیر ضروری دریافت نہ ہو۔ کیونکہ میری یہ خواہش نہیں ہے کہ اس ملک میں میں مشہور ہوجاؤں۔"

لیڈی ٹچ بورن بھورے نشان کو بھی نہیں۔ اور برائٹن والے معاملے کو نظر انداز کردینا پسند کرلی تھی اور اس نے "اپنے پیارے اور چہیتے روجر" کو ایک خط لکھا۔ اور دستخط ایچ۔ ایف ٹچ بورن کئے۔ خط میں اس نے اپنے فرضی بیٹے سے درخواست کی تھی کہ وہ انگلستان آئے۔ چنانچہ وہ چند مہینوں کے وقفے سے انگلستان آیا اس سے پہلے اس نے ایک وصیت نامہ تیار کیا تھا جس میں اپنی ماں لیڈی ہانا فرانسس ٹچ بورن (Lady Hanah Frances Tichborne)

۴۴۴

کو (حالانکہ لیڈی ٹچ بورن کا نام ہنریٹ فلی سٹی (Henreitte Felicite) تھا کاؤس (Cowes) موقوعۂ جزیرۂ وایٹ (Isle of Wight) کی اپنی کل جایداد وصیت کی تھی۔ (واقعہ یہ تھا کہ اس جزیرے میں ٹچ بورنس کی کوئی جایداد نہیں تھی)۔ اور اس نے خاندان ٹچ بورن کے دو قدیم ملازموں سے گفتگو بھی کی۔ جن سے اس کو بہت ہی قیمتی معلومات حاصل ہوئے تھے اور ان میں سے بوگل (Bogle) ایک حبشی نے اس کے ساتھ انگلستان تک سفر کیا تھا۔ ڈسمبر ۱۸۶۶ء میں وہ پہلے اور فوراً ہی واپنگ (Wapping) گیا۔ اور خاندان اورٹن کے اکثر ارکان کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے بعد وہ ٹچ بورن کے خاندانی مقام موقوعہ ہامپ شیر (Hampshire) گیا۔ اس کے سامان پر حروف آر۔ سی۔ ٹی ("R.C.T.") تھے۔ شروع میں ٹیسلر کے نام سے موسوم ہوتا گیا۔ اور بعد میں ٹچ بورن کے نام سے۔ اور پھر وہ مسٹر ہومس (Mr. Holmes) سالیسٹر کے ساتھ جن سے ایک شناسائی نے تعارف کرادیا تھا پیرس گیا تاکہ لیڈی ٹچ بورن اس کی شناخت کرے۔ ان کو اس نے لکھا تھا کہ:۔

”پیاری اور چہیتی اماں: میں ٹچ بورن گیا تھا۔ اور اس پیاری پرانی جگہ کو ایک نظر دیکھا۔ اس کی تباہی کو دیکھ کر میرا دل خون ہو گیا لیکن چونکہ میرا بھائی مرگیا ہے ہمیں اس کا ذکر نہیں کرنا چاہئیے۔ گزشتہ را صلواۃ اور اس کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہئیے“

پیرس کی ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسٹر ہومس نے ”ٹائمز“ کو ۲۳ جنوری ۱۸۶۷ء کو ایک خط لکھا جس کا عنوان ٹچ بورن بیرونٹی ("Tichborne Baronetcy".) تھا:۔

عہ املا غلط لکھا۔ کیونکہ ٹچ بورن کی ٹ کو چھوٹی ٹی لکھا (مترجم)۔

عہہ۔ اس لفظ کا املا غلط ہے کیونکہ (As) کو (has) لکھا ہے۔ (مترجم)۔

"سر روجر چ بورن سے متعلق اخباروں میں اتنے بہت سے مبہم بیانات شائع ہوئے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اور ایک دوسرے صاحب ان کے ساتھ ۱۰ تاریخ کو پیرس گئے تھے۔ ان کی والدہ ڈونہ ویجر لیڈی جیمس ڈفنی چ بورن نے فوراً ہی ان کی شناخت کر لی۔ اور انھیں اپنا بیٹا سر روجر تسلیم کیا۔ اور گزشتہ دس دن سے ان کے ساتھ ہیں۔ میں کل شام ہی وہاں سے واپس آیا ہوں۔ اور سر روجر کی شناخت کے ضروری اعلانات کو جو برطانوی سفارت خانے میں ان کی اور ان کی والدہ اور پیرس کے دو ممتاز ڈاکٹروں کی موجودگی میں کیے گئے تھے اپنے ساتھ لایا ہوں۔ وکلا کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اب سر روجر جاگیروں کے قبضے کے لیے ضروری تدابیر اختیار کریں گے۔"

۴۴۵

عدالت چانسری کی کارروائیوں میں جو جلد ہی بعد شروع کی گئیں لیڈی چ بورن نے شناخت کا حلف نامہ داخل کیا۔ اس پر جرح نہیں کی گئی۔ وہ دعویدار کو فی ہفتہ بیس پونڈ دیتی تھیں۔ اور ۱۸۶۸ء میں دیوانی مقدمے سے کچھ قبل اپنی موت تک اکثر اس کے ساتھ رہتی تھی اسی طرح پر کھلی عدالت میں ان کا کبھی اظہار نہیں لیا گیا لیکن ان کے شناخت کرنے کے علم کا عوام پر بڑا اثر ہوا تھا۔ اور وہ اس کو صحیح تسلیم کرنے لگے تھے۔ پہلی ملاقات ایک اندھیرے کمرے میں ہوئی تھی۔ اور دعویدار کو اس میں بہت پس و پیش تھا۔ کسی قریبی قرابت دار نے اس کی سر روجر ہونے کی شناخت نہیں کی تھی۔ لیکن دور دور کے قرابت داروں اور روجر کی پرانی رجمنٹ کے بہت سے عہدہ داروں اور سپاہیوں نے ایسی شناخت کی تھی۔ بہت سی صورتوں میں شناخت دعویدار کے خاندانی واقعات حالات و دستاویزات کے معلومات کے اظہار سے حاصل کی گئی تھی۔ یہ معلومات ہوشیاری سے ایسے ذرایع سے حاصل کی گئی تھیں جن کا شناخت کنندہ کو علم نہیں تھا۔

خصوصاً یہ مسٹر ہاپکنس (Mr. Hopkins) ٹچ بورن کے خاندانی سالیسٹر کی صورت میں ہوا۔ لیکن وہ مقدمے کی سماعت سے پہلے انتقال کر گئے۔ اور نیز ان کے وکیل چاپمن باربر (Mr. Chapman Barber) کی صورت میں بائیس دن کی جرح میں دعویدار نے (جو ایک معمولی نیک نیتی پر مبنی مقدمے میں خود پہلا گواہ ہوتا نہایت ہی معزز چالیس گواہوں کے اس کی شناخت کرنے کے بعد پیش ہوا۔ ان میں کرنل لشنگٹن (Colonel Lushington) بھی تھے جو برائے نام مدعی علیہ تھے اور جنھوں نے خاندانی تصویروں سے واقف ہونے کا حلف لیا تھا) روجر کی زندگی کے اہم واقعات سے عظیم ترین لاعلمی اور ناواقفیت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اس کی ماں کا نام (جس کو اس نے ایک حلف نامے میں ہانا فرانسس کہا تھا) ہنرہیٹ فلی سٹی (جس کا تلفظ اس نے فلی سیٹ کیا) تھا سو سے زیادہ گواہوں نے اس کے روجر ہونے کا جس کو انھوں نے بیس سال سے زیادہ عرصے سے نہیں دیکھا تھا حلف اٹھایا۔ لیکن برخلاف اس کے بہت سے قریبی قرابت داروں نے اس کے خلاف حلف لیا۔ یہ امر ثابت کیا گیا تھا کہ روجر کو گوندا تھا اور ایک گواہ نے حلف اٹھایا کہ مدرسے میں اس نے روجر کو گوندا لگایا تھا۔ لیکن دعویدار پر گوندنے کے کوئی نشانات نہیں تھے۔ دعویدار بہت موٹا تھا۔ اور گو بعض خصوص میں وہ ٹچ بورن کے خاندان کے لوگوں کے مشابہ تھا۔ روجر سے بہت مختلف تھا جو بہ نسبت باپ کے اپنی ماں سے بہت مشابہ تھا۔ جوری کے مقدمے کو روک دینے پر دعویدار کے وکیل نے مقدمے کے خارج کر دیے جانے کو پسند کیا۔ اور بووِل چیف جسٹس (Bovill, C. J.) نے فوراً ہی دروغ حلفی کے لیے مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ اجلاس کاملہ (کاکبرن چیف جسٹس ملر اور لش جسٹس (Cockburn, C. J. v. Mellor Lush jj.) کے روبرو ۱۸۸ دن مقدمے کی سماعت کی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (جوری کے ایک گھنٹہ

غور و خوض کے بعد) چودہ سال کے حبس دوام کی سزا دی گئی لیکن معمولی عملدر آمد کے مطابق اچھے چال چلن کی بنا پر وہ اس مدت سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا۔

رہا ہونے کے کچھ عرصے بعد تک اورٹن انگلستان میں ادھر ادھر اپنی معصومی کا اظہار کرتے ہوئے پھرتا رہا اور حکومت نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا لیکن اپریل ۱۸۹۵ء میں اس نے کمشنر حلف کے روبرو ایک طویل و مکمل اقبال جرم کیا۔ اور اس پر حلف لیا اور جو اس کی منظوری سے اخبار "پیپل" ("People") میں ہر ہفتے شایع کیا گیا۔ اسی سے حسب ذیل خلاصہ لیا گیا ہے:۔

۴۴۶

"میں آرتھر اورٹن حلف اٹھاتا اور اعلان کرتا ہوں کہ میں جارج اورٹن مرحوم قصاب ۶۹۔ ہائی اسٹریٹ واپنگ۔ لندن کا چھوٹا بیٹا ہوں۔ میرے باپ کو آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں ...... میں مسٹر ہگنس (Mr. Higgins) کا قصاب تھا اور اس زمانے میں واگا واگا (Wagga Wagga) کی پہاڑی کے اس طرف ایک چھوٹے سے جھوپڑے میں رہتا تھا۔ ڈک سلیڈ (Dick slade) اور مجھ میں دوستانہ روابط تھے ...... سلیڈ مجھے ٹامس کیاسٹرو (Thomas Castro) کے نام سے جانتا تھا ...... وہ میرے پاس آیا اور کہا "ٹام میں تمہارے لیے ایک اخبار لایا ہوں۔ جس میں ایک عجیب اشتہار ہے۔" میں نے اس اشتہار کو جو "آسٹریلین ٹائمز" ("Australasian Times") میں تھا پڑھا ...... اس اشتہار کو پڑھتے وقت مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں سلیڈ سے ایک مذاق کر سکتا ہوں۔ میں اس سے اور واگا واگا بلکہ آسٹریلیا میں ہر شخص سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میں ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور یہ کہ میں اپنی موجودہ حیثیت سے برتر ہوں ڈک نے کہا۔ کہ "اس اشتہار کی تفصیلات تم پر صادق آتی ہیں" محض شرارت اور صرف مذاق کی غرض سے میں نے اپنا سر ہاتھوں

میں لے لیا اور اپنے پر رقت کے آثار ظاہر کیے۔ میں نے تو یہ محض مذاق سے کیا۔ لیکن ڈک اس کو صحیح سمجھ گیا.....''

(اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ سلیڈ نے گبس سے ذکر کیا جن سے ملاقات فیصلہ کن ثابت ہوئی)

''اس (گبس) نے مجھ سے کہا کہ 'ٹام یہ اشتہار تمہارے متعلق ہے' میں نے کہا نہیں۔ میرے متعلق نہیں ہے'۔ اس نے کہا۔ تمہارا کہنا کہ وہ تم سے متعلق نہیں ہے بے فایدہ ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ تمہارے متعلق ہے۔ اشتہار میں دیے ہوئے مرقع کی بنا پر میں اور میری بیوی نے تم کو پہچان لیا'۔ میں نے پھر کہا کہ ''نہیں وہ میرے متعلق نہیں ہے''۔ اس پر گبس نے کہا کہ ''دیکھو ٹام۔ اگر تم اقرار نہ کروگے تو میں انگلستان لکھ بھیجوں گا اور تمہاری ماں سے کہدوں گا کہ تم کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو''۔ میں نے اس پر بہت پریشانی کا اظہار کیا اور اس سے کہا کہ اپنے کام سے غرض رکھیے۔ دوسروں کے بیچ میں نہ آئیے''۔

(اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح سلیڈ نے جو ہامپشیر کا باشندہ تھا۔ ہامپشیر سے متعلق بہت مفید معلومات بہم پہنچائیں)۔

''اس کے بعد میں نے اس سے ہامپشیر کے متعلق بہت سے معلومات حاصل کیں۔ اور اس سے زیادہ معلوم کر لیا جتنا کہ میں اس کے متعلق کبھی جانتا تھا۔ دراصل ہامپشیر سے متعلق سب کچھ میں نے اسی سے معلوم کیا۔ کیونکہ جب تک کہ اس نے بیان نہیں کیا کہ ہامپشیر کہاں تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں تھا''۔

(اس معاملے میں بوگل کے حصے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:-)

''بوگل نے مجھے فوراً پہچان لیا۔ اور کہا کہ اس کو کچھ بھی شبہ نہیں ہے کہ میں کون ہوں میں بوگل سے سرے سے واقف ہی نہیں تھا۔

لیکن برک کی کتاب پیریج (Burke's Peerage) سے میں نے
بچ بورن خاندان کے اراکین کے متعلق معلومات حاصل کر لی تھیں
...... جن کی وجہ سے میں مختلف ارکان خاندان کے متعلق گفتگو
کر سکا...... بوگل کے مجھے سر رو جر سمجھ لینے کے بعد بھی میں نہیں
جانتا تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے...... لیکن ظاہر ہے کہ بوگل سے
بھی میں نے بہت کچھ معلومات حاصل کیں۔"

(لیڈی بچ بورن سے پہلی ملاقات کو اس طرح بیان
کیا گیا ہے:-)

"صبح کے دس بجے تھے جب وہ آئی۔ میں اس صبح ناشتے
کے لیے اٹھا تھا۔ لیکن کھانے کے بعد میری طبیعت بہت
ناساز ہو گئی تھی۔ میری ناسازیٔ مزاج کی اصلی وجہ میں بیان
نہیں کر سکتا۔ لیکن شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ایک ایسی خاتون
سے جس کو میں نہیں جانتا تھا ملنے کے خیال سے میں سخت
گھبرا گیا تھا...... اپنے کو سخت بیمار محسوس کرتے ہوئے میں
کپڑوں ہی میں بچھونے میں لیٹ گیا تھا...... میں بچھونے
میں ایسا لیٹا تھا کہ میرا منہ دیوار کی طرف تھا۔ اور اس طرح پر
لیٹنے کی وجہ سے میری پیٹھ لیڈی بچ بورن کی طرف ہوتی تھی.....
اس نے مجھے دیکھا اور اس کے بعد آگے آئی۔ اور مجھے پیار کیا اور
کہا کہ "اوہ۔ روجر۔ میں تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں"۔ وہ جذبات
سے بھری ہوئی اور بہت متاثر نظر آتی تھی...... وہ مجھ پر بہت
مہربان اور میری طرف بہت متوجہ تھی اور ہم نے فی الحقیقت
بہت ہی آزادی سے گفتگو کی۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس
موقع پر جو گفتگو ہمارے درمیان ہوئی وہ بہت اہم تھی"۔

"مجھے اپنے پہلے مقدمے کے دوران میں صبح کی ڈاک سے　　۴۴۷
ہر حیثیت اور ہر درجے کے عوام سے بہت سے خطوط ملا کرتے تھے

ان تمام خطوں میں جاگیروں کے لیے میں جو بڑی لڑائی لڑ رہا تھا۔ اس میں میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار ہوتا تھا اور ہر خط میں ایک چیک ہوتا یا بینک انگلستان کی کوئی نوٹ: رقمیں جو مجھے وصول ہوتی تھیں وہ مختلف مقدار کی ہوتی تھیں۔ لیکن اکثر خطوط میں چیک یا نوٹس پچاس تا ۱۰۰ اور ۵۰۰ تا ۱۰۰۰ پونڈ کے ہوتے تھے۔ ان خطوں کے متعلق ایک عجیب بات یہ تھی کہ اکثر رقم جو مجھے نوٹس میں بھیجی گئی تھی وہ غیر رجسٹر شدہ خطوں کے ذریعے سے بھیجی گئی تھی۔

"میں کٹہرے میں ۳۵ دن رہا۔ اور ۲۹ دن مجھ پر جرح ہوتی رہی۔ جس زمانے میں مجھ سے گیارہ ہزار سوال کئے گئے اور اختتام مقدمہ پر استغاثہ کو تسلیم کرنا پڑا کہ میں نے نو ہزار تین سو کے جواب صحیح دیئے تھے۔

"سارجنٹ بالنٹاین (Serjeant Ballantine) میرے بڑے وکیل تھے میرے دعوے کی تائید میں مقدمے کی ابتدا ایک تقریر کے ذریعے سے کی گئی جس میں کئی دن لگ گئے۔ اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ تقریر بہت ہی ہوشیاری سے کی گئی تھی۔ لیکن میرے خیال میں وہ لغو تھی۔ وہ مجھ سے وسٹ منسٹر ہال (Westminister Hall) میں ملے اور پوچھا کہ "ہاں مسٹر بورن۔ میری تقریر کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟" میں نے کہا "میں اس کو بہت اچھی نہیں سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں وہ لغو تھی۔" ظاہر ہے کہ اس سے انھیں برا لگا۔ اور بلا شبہہ ان کے مقدمے کو خارج کر دینے کی درخواست کرنے کی وجہ یہی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا مجھ سے آخری مرتبہ ایمانداری سے اور صحیح صحیح طور پر ان حالات کو جو میرے اس مفصل و مکمل اقبال جرم کا باعث ہوئے ہیں معلوم کر لے۔ سب سے پہلے میں یہ

کہنا چاہتا ہوں کہ میں ایک ضعیف آدمی ہوں۔ میری عمر کا باسٹھواں سال اب شروع ہونے والا ہے۔ اور گو جو کچھ میں کہنے والا ہوں اس کو سب لوگ صحیح نہیں سمجھیں گے۔ تاہم وہ سچ اور واقعہ ہوگا۔ کیونکہ میں اپنے ضمیر سے بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں۔ اور عوام کے دلوں سے اس شبہے کو دور کرنا چاہتا ہوں جو ان کو میری بابت ممکن ہے کہ باقی ہو۔ اس اقبالِ جرم کرنے میں میرے پیشِ نظر کوئی مالی اغراض نہیں تھے۔

"مجھے توقع جو کچھ تھی (یعنی دعویدار بننے میں) وہ روپیہ حاصل کرنے کی تھی۔ میں روپیہ چاہتا تھا۔ اور روپیہ ہی میرا مقصد تھا۔ اور اگر سِڈنی کے نوآباد باشندے میری اتنی ضیافتیں اور خاطر مدارات نہیں کرتے تو میں جہاز میں سوار ہوتا اور میری باقی عمر پانا ما (Panama) میں اپنے بھائی کے ساتھ گزارتا۔ اور گمنام مرجاتا۔ یہی دراصل میرا ارادہ تھا۔ لیکن میری بہتیری کوشش کے باوجود میں ان لوگوں سے چھٹکارا نہیں پاسکا جو میرے گرویدہ ہوگئے تھے۔ اور مضبوطی سے یقین رکھتے تھے کہ میں ہی اصل سر روجر تھا۔ ظاہر ہے کہ میں اچھی طرح سے جانتا تھا کہ میں سر روجر نہیں ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے میری اتنی آؤ بھگت کی کہ میں دراصل بھول گیا کہ میں کون تھا۔ اور رفتہ رفتہ یقین کرنے لگا کہ جاگیروں کا اصل مالک میں ہی تھا.....

"ختم کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اس موقع سے فایدہ اُٹھا کر ٹچ بورن جاگیرات کے وارث اور اس خاندان کے دوسرے ارکین پر اس بے حد تکلیف و پریشانی کے لیے جو میرے باعث انھیں سالہائے سال تک ہوتی رہی ہے اپنے دلی تاسف کا اظہار کروں۔

"میں مزید یہ امر بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں کالیغورنیا

(California) جانے اور اپنی باقی عمر اپنے بھائی کے ساتھ گزارنے کے اپنے ارادے کو پورا کرتا' اگر' یہ واقعہ پیش نہیں آتا کہ میں بوگل (Bogle) اور گل فائیل (Gilfoyle) اور بہت سے اشخاص سے آسٹریلیا میں ملا۔ جو خاندان ٹچ بورن سے اتنے واقف تھے' اور جنھوں نے دراصل اس کے متعلق مجھے اتنے معلومات بہم پہنچائیں کہ میرے دماغ پر ان کا اتنا اثر ہو گیا کہ میں دراصل یقین کرنے لگا کہ میں وہی شخص ہوں جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں ہوں اس کی وجہ سے مجھے ایک عجیب واقعہ یاد آرہا ہے! جو میرے دوسرے مقدمے میں پیش آیا' جب کپتان ہیوگل (Captain Hugel) جو ایک بڑے جہاز گلن اوون ("Glen owen") کے مالک تھے گواہی دے رہے تھے تو کاکبرن کے ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ' یہ شخص یقیناً آرتھر اورٹن ہے۔ لیکن مجھے یقین نہیں کہ وہ اس سے واقف ہے۔ میں نے اس سے گھنٹوں باتیں کی ہیں لیکن مجھے ایک بھی ایسی بات دریافت نہیں ہوئی جس سے ظاہر ہوتا کہ وہ اپنے کو بہ حیثیت اورٹن کے پہچانتا بھی ہے۔

آرتھر اورٹن[1]

---

[1] اورٹن کا میری لی بون (Marylebone) میں اپریل ۱۸۹۸ء میں انتقال ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے اقبالِ جرم کو واپس لیا۔ اور اس کے صندوق کفن پہ جو نام منقوش تھا وہ سر روجر چارلس ڈوٹی ٹچ بورن تھا' اس دعویدار کے روجر ٹچ بورن ہونے کے امکان کو تمام ذی عقل اشخاص نے ترک کر دیا ہے۔" دیکھیے ضمیمۂ لغت قومی سوانح میں ایک مضمون جس کے مصنف جے۔ بی۔ اٹلے کا موجودہ اڈیٹر بہت سے قیمتی معلومات کے لیے رہین منت ہے۔ خلاصہ یہ کہ مسٹر چارلس ہال (Mr Charles Hall) مرحوم

۴۴۸

دفعہ ۵۱۷: ج مسٹر بک کے مقدمے کا حسب ذیل مختصر بیان کلیتہً ایک سرکاری ماخذ سے لیا گیا ہے[1]۔

سنہ ۱۸۷۷ء میں ایک شخص جو اپنے کو جان اسمتھ (John Smith) کہتا تھا عورتوں کو فریب دینے کے جرم پر اولڈ بیلی (Old Bailey) میں مجرم قرار دیا گیا۔ اس کے فریب دینے کے طریقے یہ تھے کہ وہ اپنا ایک دولتمند امیر لارڈ وِلوبی (Lord Willoughby) کے نام سے تعارف کراتا تھا اور ظاہر کرتا تھا کہ اس کی ڈیوڑھی سینٹ جانس وڈ (St. John's wood) میں ہے۔ اور اس عورت کو اپنی داشتہ بننے کہتا تھا۔ اس کے بعد وہ کہتا کہ اس عورت کے لیے نئے کپڑے وغیرہ خریدنا چاہیئے۔ اور کسی مشہور تاجر کی دکان کو حکم لکھ دیتا جہاں سے کہ وہ مطلوبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ جو دعویدار کے ساتھ وکیل کی حیثیت سے جنوبی امریکا ایک کمیشن پہ گئے تھے۔ اور جس میں دعویدار اگرچہ اہم گواہ تھا۔ لیکن حاضر نہیں ہوا تھا۔ اسی بنا پر انھوں نے مسٹر اٹلی سے کہا تھا کہ انھوں نے "فریب کو اپنے آنکھوں کے سامنے نشوونما پاتے دیکھ لیا۔"

تدفین پاڈنگٹن کے قبرستان میں ۶ ر اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو عمل میں آئی۔ قبر پر کوئی کتبہ نصب نہیں کیا گیا ہے۔ گو کفن کے صندوق پر اور موت و تدفین کے رجسٹر میں وہی نام تھا جو اوپر بیان ہوا۔

[1] رپورٹ کمیٹی تحقیقاتی (رائٹ آنریبل سر آر۔ ایچ کالنس۔ ماسٹر آف رولس۔ سر اسپنسیر والپول کے۔ سی۔ بی۔ اور سر جان ایج رکن کونسل آف انڈیا سابق میر مجلس عدالت عالیہ صوبۂ شمال مغربی جنھیں مسٹر سکریٹری ایکرس ڈگلاس نے ۹ ر ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء) "مسٹر اڈالف بک کی (سنہ ۱۸۹۶ء اور سنہ ۱۹۰۴ء) کی دو سزاؤں کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا تھا" نیز دیکھئے شہادت مسٹر اڈالف بک، مسٹر جارج آر۔ سمس کا ایک ۲ پنس کا رسالہ جسے ڈیلی میل سے دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے بعد شہادت کی یادداشتیں" اور مختلف دستاویزات" کے فوٹو دیے گئے ہیں۔

چیزیں خرید سکے۔ اور اسے ایک غیر موجود بنک "بنک آف لندن" کے نام چیک لکھ دیتا۔ پھر کسی حیلے پر وہ کوئی زیور مستعار لیتا، اور روپوش ہو جاتا۔ اس کو پانچ سال حبس دوام کی سزا دی گئی۔ لیکن اپریل ۱۸۸۱ء میں اس کو زیر نگرانی رہائی دی گئی۔

آخر ۱۸۹۴ء میں ایسے ہی فریب کی مختلف عورتوں نے پولس سے شکایت کی۔ اور دسمبر ۱۸۹۵ء میں ایک عورت مسٹر بک سے وکٹوریا اسٹریٹ (Victoria Street) میں ملی اور اس پر الزام لگایا کہ اس نے اس کا سرقہ بالجبر کیا ہے۔ گو مسٹر بک نے احتجاج کیا کہ اس نے اسے اس سے قبل کبھی دیکھا بھی نہیں ہے۔ ان بہت سی عورتوں[1] کو جنھوں نے پولس سے شکایت کی تھی مسٹر بک کو دیکھنے کا "حسب معمول" موقع دیا گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آیا وہ اس کی شناخت کر سکتے ہیں کہ وہ وہی شخص ہے جس نے انھیں فریب دیا ہے۔ ان میں سے اکثروں نے پولس کی عدالت میں مختلف درجوں کے یقین کے ساتھ اس کے خلاف گواہی دی۔ اور وسٹ منسٹر کی عدالت پولس نے اس کے چالان کے لیے حکم دے دیا۔ مارچ ۱۸۹۶ء میں اولڈ بیلی کی عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ (اس کی اصل جواب دہی یہ تھی کہ اصل خاطی وہ شخص ہے جسے ۱۸۷۷ء میں سزا دی گئی تھی۔ اور یہ وہ مجرم نہیں ہے) اور اسے سات سال کے حبس دوام کی سزا دی گئی۔ اس نے فوراً معروضہ گزرانا۔ اور اس کے بعد بھی کئی معروضے کئے کہ مقدمے کی دوبارہ سماعت کی جائے کیونکہ غلط شناخت کی بنا پر اسے سزا دی گئی ہے لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اسے زیر نگرانی رکھ کر ۱۹۰۱ء میں رہا کیا گیا۔ اور اپریل ۱۹۰۴ء میں اسے دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور الزامات انھیں الزامات کے

[1] دیکھئے صفحہ (۵۰۴ کتاب انگریزی) آگے۔ جہاں پائے تخت کی پولس کو جو ہدایات شناخت کے متعلق دیے گئے ہیں۔ ان کو بیان کیا گیا ہے۔

مماثل تھے جن کی بنا پر اسے ۱۸۹۶ء میں مجرم قرار دیا گیا تھا۔ اس کی سماعت گرانتھام جسٹس (Grantham J.) کے اجلاس پر ہوئی، اور اسے دوبارہ نہ صرف الزامات عاید کردہ کا بلکہ ۱۸۹۶ء میں ان کے مماثل جرایم کے مجرم قرار پانے کا مجرم قرار دیا گیا۔ لیکن گرانتھام جسٹس نے اس مقدمے کے متعلق انھیں مشکوک ہونے کی وجہ سے حکم سزا کو دوسری میقات تک ملتوی کر رکھا۔ اور فی الواقع سزا کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اسی اثنا میں سابقہ سزا یافتہ مجرم اسمتھ مماثل الزامات پر جس کا اس نے ارتکاب مسٹر بک کے زمانۂ قید میں کیا تھا گرفتار ہوا۔ جس کی بنا پر مزید تحقیقات کی گئی اور مسٹر بک کی رہائی اور ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۴ء دونوں سزاؤں سے معافی عمل میں لائی گئی۔ اس کے جلد ہی بعد اسمتھ کو فلّی مور جسٹس (Phillimore, J.) کے اجلاس پر چالان کیا۔ اور ۱۵ ستمبر ۱۹۰۲ء کو اسے پانچ سال کے حبس دوام کی سزا دی گئی۔ یہ ناممکن تھا کہ اسمتھ اور بک دونوں ایک ہی شخص ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اسمتھ کی ختنہ ہوئی تھی اور مسٹر بک کی ختنہ نہیں ہوئی تھی (سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے) کہ "مسٹر بک کے خلاف الزامات کی سرے سے کوئی بنیاد ہی نہیں تھی۔ اور نہ اس کے ان سے کسی قسم کے کوئی تعلق سمجھنے کی کوئی وجہ تھی"۔ مسٹر بک کو دوبارہ معافی دی گئی۔ اور آخر انے سے پانچ ہزار پونڈ معاوضہ دلایا گیا۔ اس واقعے سے کہ ایک معصوم شخص کو دوبارہ مجرم قرار دیا جا سکتا ہے اور نیز یہ کہ پہلی دفعہ سزا دی جانے کے بعد ہوم آفس کو درخواست دینے سے کوئی فایدہ نہیں ہوتا ہے عوام کے دلوں میں ہمارے نظام انصاف فوجداری کی ماہیت اور اس کے عمل سے سخت بدگمانیاں پیدا ہوگئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسٹر سکریٹری اکرس ڈگلاس نے ایک محکمہ جاتی کمیٹی جس میں کالنس ماسٹر آف رولس (Collins, M. R.) سر اسپنسر والپول کے۔ سی۔ بی (Sir Spencer Walpole, K. C. B.) اور سر جان ایج کے۔ سی۔ (Sir John Edge, K.C.) رکن کونسل آف انڈیا

اور صوبۂ شمال مغرب کی عدالت عالیہ کے سابق میر مجلس شامل تھے، مقرر کی۔ تاکہ ان دو سزاوں کے حالات کی تحقیقات اور رپورٹ کریں۔ اسی رپورٹ سے ذیل میں چند خلاصے دیے جاتے ہیں:-

"ہم نے اس مقدمے کی تمام اہم نوبتوں کی تحقیق کی طرف اپنی توجہ مبذول کی، تاکہ اگر ممکن ہو تو نہ صرف پہلی سماعت پر اصل غلطی کی وجہ معلوم ہو جائے بلکہ نظر ثانی کرنے والی بعد کی عدالت کی غلطی کو پکڑنے اور اس کی اصلاح کرنے میں ناکامی کا سبب ظاہر ہو جائے۔ ہماری دانست میں بعد کی کارروائی ہی دونوں کارروائیوں میں سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ جج چاہے کتنے ہی قابل و تجربہ کار ہوں غلطی کر سکتے ہیں۔ اور شناخت کی شہادت جو محض شخصی تاثرات پر مبنی ہو۔ تمام اقسام شہادت میں سب سے کم قابل اعتبار ہے۔ اور اسی لیے جب تک دوسرے واقعات سے اس کی تائید نہ ہو۔ جوری کے فیصلے کے لیے بہت ہی غیر محفوظ بنیاد ہوتی ہے۔ تکنیک کے ان عناصر کو کسی بھی نظام قانون سے دور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگرچہ امر معقول حد تک یقینی نہ ہو تب بھی ممکن ضرور ہونا چاہیے کہ جو غلطی ان دونوں یا کسی ایک سبب کی وجہ سے پہلی نوبت پر ہو۔ نظر ثانی کرنے والی عدالت کے ذریعے سے اس کی اصلاح ہو جائے...... عام الفاظ میں اس مقدمے میں اس غریب پر جو خوفناک حادثہ گزرا وہ غلط شناخت کی وجہ سے تھا۔ استغاثے نے اسے سابق میں سزا یافتہ شخص اسمتھ سمجھا۔ سزا دیے جانے پر اس کو جیل کے عہدہ داروں نے وہی خط و نشان دیا جو اسمتھ کو دیا گیا تھا۔ الڈ سٹر بک کے مجرم قرار دیے جانے کے بعد اسمتھ کے دوبارہ گرفتار ہونے تک یہ معلوم ہوا کہ ایسی قطعی شہادت موجود ہے جس سے اسمتھ اور مسٹر بک کے ایک ہونے کی قطعی تردید ہو جاتی ہے۔

۴۵۰

"ہماری رائے میں اس خاص مقدمے کی غلطی بغیر اصلاح کے نہیں رہ جاتی اگر قابل ابتدائی جج (سر فارسٹ فلٹن) (Sir Forrest Fulton) عدالت مقدمات محفوظ کردۂ سرکار کے غور کرنے کے لیے اس امر پر جس کو مسٹر گل نے

پیش کیا تھا۔ مقدمہ محفوظ کرنا مناسب سمجھے .... فی الوقت جج کو اگر وہ انکار کرے تو مقدمہ محفوظ کرنے پر مجبور کرنے کے لیے کوئی احکام نہیں ہیں۔ یہ امر نہایت آسان ہوگا کہ ایسے احکام بنائے جائیں جن کی رو سے بادی النظری قوی وجوہات کی بنا پر جب عدالت سے درخواست کی جائے تو عدالت مجاز ہو کہ حکم اظہار وجہ جاری کرکے سرکار کو توجہ دلائے کہ جس فیصلے پر اعتراض کیا گیا ہے اس کی تائید کرے[1]۔ اگر عدالت کی رائے میں غلطی ہوئی ہو تو آیا صرف حکم سزا کو منسوخ کر دینا چاہیئے۔ یا مقدمے کی دوبارہ سماعت کا حکم دیا جانا چاہیئے ایک زیادہ بڑا سوال ہے ..... اور گو اس کے متعلق کچھ خیال ظاہر کرنا ممکن ہے کہ ہمارے اختیارات سے باہر ہو لیکن کیا اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ ایک ایسے شخص کو معاف کرنے کی بے ضابطگی جس کو سزا ہی نہیں دینی چاہیئے تھی، موقوف کر دی جائے۔ اور اٹرنی جنرل کی درخواست پر سجل یا ریکارڈ عدالت میں براہ لکھانے کے زیادہ آسان طریقے کو اختیار نہ کر لیا جائے۔“

معصوم شخص کی معافی کو عقل سلیم سے مطابق کرنے کے لیے ایک ایسی ہی تحریک چند سال قبل اٹرنی جنرل سر فریڈرک پالک (Sir F. Pollock) نے بھی کی تھی[2]۔

اس رپورٹ کے ضمیمے میں منجملہ اور بہت سے دستاویزات کے ”مشتبہ یا قیدی اشخاص کی شناخت سے متعلق پائے تخت کی پولس کے لیے ہدایات“ بھی تھے:۔

---

[1] اسی غرض سے اور دوبارہ سماعت کا حکم دینے کا مجاز بنانے لارڈ چانسلر ہالس بری (Lord Chancellor Halsbury) نے سنہ ۱۹۰۵ء میں ایک مسودۂ قانون پیش کیا تھا۔ لیکن اس پر بحث تک نہیں ہوئی۔ بالآخر قانون مرافعۂ فوجداری سنہ ۱۹۰۷ء (۷، ایڈورڈ سوم باب ۲۳) نافذ کیا گیا۔ جس کی رو سے انصاف کی غلطیوں کی اصلاح کے بہت وسیع اختیارات دیے گئے۔ (لیکن دوبارہ سماعت کا اختیار نہیں دیا گیا)

[2] دیکھئے لغت قانونی مصنفہ وارٹن بعنوان ”پاردن“۔

"اغراض شناخت کے لیے ان دوسرے اشخاص کے ساتھ جو آنے پر راضی ہوں پولس والوں کو بھی شریک نہیں کرنا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ ضرورت ناگہانی ہو اور تھانے پر کافی تعداد میں اشخاص جمع نہ کیے جا سکیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے قیدی ہی کی شکل و لباس کے اشخاص کو منتخب کرنا چاہیے۔ مقدمے کی تنقیح کرنے والے عہدہ دار کو چاہیے کہ شناخت یا اس میں ناکامی کے تمام حالات کو غور سے دیکھے، تاکہ وہ ان سے متعلق شہادت دینے کے قابل ہو سکے۔ اغراض و مقاد انصاف کے لیے یہ امر نہایت اہم ہے کہ جو اشخاص شناخت کرنے کے لیے آئے ہوں، انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور ملزم کے حلیے کے بیان، یا اس کی تصویر دکھلانے یا کسی اور طریقے سے ان کی مدد نہ کی جائے۔ جب کبھی کسی ملزم شخص کی شناخت کے لیے گواہوں کو لایا جائے تو ملزم کو انھیں دکھلانے سے پہلے اسی کے درجے اور معاشرتی حالات کے لوگوں کے ساتھ رکھنا ضروری ہے۔"

مذکورۂ بالا یا ان سے مماثل حالات میں جن اشخاص کو معائنہ کرنے بلایا جاتا ہے بعض ایسے ہوں گے جو شناخت کریں گے بعض ایسے جو شناخت نہیں کر سکیں گے اور بعضوں کو یقین ہوگا کہ جس شخص کا معائنہ کیا گیا وہ وہ شخص نہیں ہے جس کی شناخت مطلوب تھی عملدر آمد یہ ہے کہ صرف شناخت کی شہادت پیش کی جاتی ہے لیکن ہماری غرض یہ ہے کہ جس شخص کا معائنہ کیا جاتا ہے اس کے ساتھ انصاف کا اقتضا یہ ہے کہ شناخت میں ناکام رہنے کی شہادت

۲۵۱ ص

و نیز اس یقین کی شہادت کہ جس شخص کا معائنہ کیا گیا وہ شخص نہیں ہے جس کی شناخت مطلوب تھی ان دونوں امور کی شہادت بھی دی جائے۔

۴۵۲

باب ہفتم

اپنے متعلق شہادت

دفعہ (۱)

اپنے متعلق شہادت عام طور پر

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ

دفعہ ۵۱۸:- گزشتہ ابواب میں ہم نے ان اصولوں کی ماہیت کو بیان کیا ہے۔ جن کی بنا پر شہادت اصلی نہ ہونے یا قریبی نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کی جاتی ہے۔ موجودہ باب کسی شخص کے موافق یا مخالف شہادت کی اس نوع کے لیے مخصوص ہو گا جو خود اس کے یا اس کے نمائندوں کے یا ان لوگوں کے جن کا وہ نمائندہ ہوتا ہے قول یا فعل سے بہم پہنچتی ہے۔ ایسی تمام شہادت کو ہم "اپنے متعلق" شہادت کے جملے سے ادا کریں گے۔ جب وہ اس شخص کے موافق ہو گی جو اس کو بہم پہنچاتا ہے تو اس کو "اپنے مفید" شہادت کہیں گے۔ اور جب اس کے خلاف ہو تو "اپنے مضر"[۱]۔

۱؎ ان تین میں سے پہلے دو لفظ عدالتی شہادت مصنفہ منتھم جلد ۵ صہ ۲۰۰ سے لیے گئے ہیں "اپنے مضر" (Self harming) کے لفظ کو طبع دہم کے اڈیٹر نے منتھم کے لفظ "اپنے خلاف جانے والے" (Self disserving)

۴۵۲ دفعہ ۵۱۹: "اپنے متعلق" شہادت کے متعلق اصول قانون یہ ہے

کہ جب وہ "اپنے مفید" ہو تو ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ "اپنے مضر" ہو تو بہ چند استثنا قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور اکثر نہایت ہی قابل اطمینان قسم کی شہادت سمجھی جاتی ہے[1]۔ کیونکہ اگرچہ قانون کو ترک کر کے دیکھا جائے تو اس دعویٰ کو ثابت کرنا مشکل ہو گا کہ کسی شخص کے بیانات یا ان کے مماثل اقوال کی خاص صورتوں میں دوسرے شخص کے خلاف بطور شہادت کچھ وقعت نہیں ہوتی ہے —— تاہم ہمارا قانون ان بیانات کو اپنے اس بڑے اصول کی تتبع میں جس کی رو سے شہادت کا قریبی ہونا ضروری ہوتا ہے مسترد کرتا ہے[2]۔ اور نیز اس وجہ سے بھی ان بیانات کو مسترد کرتا ہے کہ ایسی شہادت کو قابل ادخال ٹھیرانے سے علانیہ طور پر فریب و جعل سازی کے موقع بہم پہنچتے ہیں۔ یہ اس عام اصول کی ایک شاخ ہے کہ "کسی شخص کو بھی اس کی اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ وہ اپنے لیے شہادت بنائے[3]"۔ لیکن اس کے برخلاف ایک عالم کا تجربہ اس پر گواہ ہے کہ چونکہ لوگ اپنے مفاد کو دیکھتے اور اپنے نفع کو مطلوب رکھتے ہیں اس لیے جو کچھ وہ اپنے مفاد یا نفع کے خلاف کہیں اس کو کافی محفوظ طور پر کم از کم اس وقت تک جب تک اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ و کے بجائے اختیار کر لیا ہے۔ لیکن مصنف نے جتنم ہی کے لفظ کو استعمال کیا تھا۔

[1] شہادت از گلبرٹ ص ۱۱۹ طبع چہارم۔ قانون مصنفہ فنچ ۳۷ مقدمات جوری ص ۱۸۱۔ نیز دیکھئے شہادت مصنفہ ماسکارڈس۔ مسئلہ ۷۔ نوٹ ۱۰۔

[2] دیکھئے دفعہ ۹۱۔

[3] ماریج بنام لارنس ۳ بارن وال و اڈالفس ۱۴۲۔ ۱۴۴۔ شہادت مصنفہ فلپس طبع ششم ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ دیکھئے ۵۰۶۔

خلاف ظاہر نہ ہو صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۵۲۰: اس لیے اپنے مفید شہادت کے موضوع کو چند لفظوں میں ختم کیا جا سکتا اور فی الحقیقت اس پر "دوسروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے" کے عنوان کے تحت فی الجملہ غور کیا جا چکا ہے[1]۔ لیکن اپنے مفید شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرانیوالے اصول کے چند مستثنیات بھی ہیں۔ پہلا استثنا یہ ہے جب کسی دستاویز یا بیان کا کوئی جزو کسی شخص کے خلاف اس کے مضر شہادت بطور پیش کیا جائے تو اس کو حق ہوتا ہے کہ کل دستاویز یا بیان کو جوری کے سامنے پیش کرائے جن کا فرض ہوگا کہ کسی اپنے مفید بیان پر جو اس میں ہو غور کریں اور اس کو اس کی مناسب وقعت دیں[2]۔ یہ تصور انصاف کے اس صاف اصول پر مبنی ہے کہ کسی شخص کے بیان کو اس کے خلاف استعمال کرنے سے آپ اس بیان کو کم از کم بطور شہادت قبول کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رومی فقہاء اس سے آگے گئے تھے۔ پوتھیے[3] (Pothier) کہتے ہیں کہ "غور کرو کہ جب میرے پاس تمہارے اقبال کے سوا کوئی اور شہادت نہیں ہے تو میں اس کو منقسم نہیں کر سکتا۔ مثلاً فرض کرو کہ میرا تمہارے خلاف دو سو لیورے (livres) (فرانسیسی سکہ) کا دعوی ہے جس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ تم نے قرض لیا ہے۔ اور میں اس کی ادائی کا

---

[1] پیچھے دفعات ۵۰۶ تا ۵۱۰۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم۔ ۷۳۰ تا ۷۴۰۔ شہادت از پہایپ صـ ۱۶ طبع پنجم شہادت مصنفہ پوتھیے جلد دوم صـ ۱۵۶ تا ۱۵۸۔ رانڈل بنام بلاکبرن ۵ ٹانٹن ۲۴۵۔ تھامسن بنام آسٹن ۲-۲۔ ڈارلنگ ورای لینڈ رپورٹس ۳۸۵۔ اسمتھ بنام بلانڈی ریان و موڈی ۲۵۷۔ ڈاربی بنام اوسیلی ۲ جورسٹ (سلسلہ نو) ۴۹۷۔

[3] شہادت از پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۷۹۹۔

خواستگار ہوتا ہوں۔ تم قرض کا اقبال کرتے ہو لیکن یہ بھی کہتے ہو کہ تم نے
اس کو ادا کر دیا ہے۔ میں قرض کو تمہارے اقبال سے اس لیے ثابت
نہیں کر سکتا کہ اسی میں تم نے ادائی بھی بیان کی ہے۔ یعنی ساتھ ہی وہ
ادائی کی شہادت بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ میں اس کو جیسا بھی وہ ہے یعنی
مجموعی طور پر ہی آپ کے خلاف استعمال کر سکتا ہوں۔ لاطینی مقولہ ہے کہ
جب کوئی گواہ کوئی اقبال کرتا یا ایسی گواہی دیتا ہے جو اس کے مضر ہوتی ہے
تو اس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ اس کو کل بیان سے اتفاق ہے[1] یہ اصول
ان کے عدالتی نظام میں غالباً منصفانہ تھا۔ لیکن ہمارے قانون میں گو پورا
بیان قابل ادخال ہوتا ہے لیکن ہر جزو کی وقعت کا تصفیہ جوری کو کرنا
ہوتا ہے۔ جو مفید ذاتی بیان پر اعتبار کرنے اور مضر ذاتی بیان کو نا قابل اعتبار
ٹھیرانے یا اس کے برعکس قرار دینے کی مجاز ہوتی ہے۔ نیز جب کسی شخص
پر مقدمہ چلایا جائے، تو کم از کم اس وقت جب کہ اس کی جواب دہی
کے لیے کوئی وکیل نہ ہو اپنی جواب دہی میں ایسے امور بیان کر سکتا ہے جو
شہادت سے ثابت نہیں ہوتے ہیں۔ اور جن کو وہ شہادت سے ثابت
نہیں کر سکتا ہے۔ اور جوری ان امور پر اگر وہ ان کو قابل اعتبار سمجھے عمل کرنے
کی مجاز ہو سکتی ہے[2]۔ اپنے مفید شہادت کو حالات متعلقہ کی شہادت سے مخلوط
نہ کرنے میں بھی احتیاط کرنی چاہیئے۔ کسی شخص کے الفاظ جب وہ ایسے فعل یا
عمل کے ساتھ کہے گئے ہوں جو شہادت ہو حالات متعلقہ کے جزو اور اسی لیے
قابل ادخال شہادت ہو سکتے ہیں۔

دفعہ ۵۲۱: اس لیے اب ہم مضر ذات یا اپنے مضر شہادت کے
زیادہ اہم اور زیادہ مشکل موضوع کی بحث کی طرف لوٹیں گے۔ یہ شہادت

---

[1] دیکھئے بیلڈن بنام والٹن (Baildon v. Walton) ۱-ایکچیکر، ۶۱۷۔

[2] دیکھئے پیچھے دفعہ ۶۳۵۔

الفاظ۔ تحریر۔ علامات یا خاموشی سے بہم پہنچ سکتی ہے۔ ”یہ امر غیر اہم ہے کہ کوئی شخص اپنا ارادہ الفاظ کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے یا واقعات کے ذریعے سے“[1] لیکن اپنے مضر شہادت کے اظہار کی معمولی شکل بلاشبہ دوسروں سے کہے ہوئے الفاظ ہوتے ہیں۔ یا تحریر۔ لیکن اپنے سے آپ گفتگو میں کہے ہوئے الفاظ بھی مساوی طور پر قابل ادخال شہادت ہوتے ہیں[2]۔ اور علامتوں کے متعلق سچ کہا گیا ہے کہ ”ظاہری افعال اندرونی رازوں کی شہادت ہوتے ہیں[3]۔“ مثلاً کسی گونگے اور بہرے شخص سے جواب دہی کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ کسی مترجم کے ذریعے سے جو عدالت و جوری کو اس کی علامتوں کا مفہوم سمجھا سکے اپنا مقدمہ بیان کر سکتا ہے[4]۔ اسی طرح خاموشی بھی: ”جو شخص خاموش ہو جاتا ہے رضامند سمجھا جاتا ہے[5]“ یہ ایک ایسا اصول قانون ہے جس کو کافی قیود کے ساتھ سمجھنا چاہیے۔ اس اصول کی زیادہ صحیح توضیح حسب ذیل اصول قانون میں کی گئی ہے: کہ جو شخص خاموش ہو جاتا ہے وہ اقبال تو نہیں کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ وہ انکار نہیں کرتا ہے[6]“ اور ہمارے قدیم اساتذہ میں سے ایک نے سچ کہا ہے کہ ”انکار کی وقعت اتنی نہیں ہوتی ہے جتنی کہ اقبال کی ہوتی ہے[7]“ جس کو عصر جدید میں پوری طرح صحیح تسلیم کیا جاتا ہے[8]۔ اس اصول قانون کو مشروط کر کر

۴۵۵

[1] ۰ الگ ۱۴۴- الف- دیکھیے فورڈ بنام الیٹ- ۴ اکسچیکر ۷۸-

[2] - لک بنام سمنز- ۲- کیارنگٹن و پین ۵۴۰-

[3] دیکھیے ۰ لک ۴۶ا ب) اصول متعارفۂ قانون مصنفۂ ونگیٹ ۱۰۸- اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہشتم-

[4] ملک بنام جونس (۱) کراؤن لا مصنفۂ- لیچ صد ۱۰۲- ملک بنام اسٹیل ایضاً ۴۵۱-

[5] ہوبارٹ رپورٹس ۱۰۲- ۱ جنک سنٹ جلد ۱ مقدمہ ۴۴- سنٹ جلد ۲ مقدمہ ۳- سنٹ جلد ۵ مقدمہ ۸۷- فرامین پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ (De Reg. Juris. Reg.- ۴۳- نیز مزید دیکھیے آگے دفعات ۵۴۷- ۵۴۶-

[6] ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷- دفعہ ۱۴۲- نیز دیکھیے فرامین پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ (De Reg. Juris. Reg.) ۴۴-

[7] Long. Quint ۱۲۵, ۱۲۶-

[8] ہیسلپ بنام گمر (Hayslep v. gymer) (۱) اڈالفس وایلس ۱۹۲- دیکھیے مارگنز بنام ایوانس

اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ "جو شخص اس وقت جب کہ اس کا نفع زیر بحث ہو خاموش ہوتا ہے۔ رضامند سمجھا جاتا ہے"[1]۔ اس اصول کا زیادہ تر اطلاق فوجداری مقدمات میں کیا جاتا ہے۔ جن میں جب کسی شخص پر کسی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا جاتا ہے اور وہ خاموش ہوجاتا ہے اس خاموشی کے اثر و وقعت پر پوری طرح ایک دوسری جگہ غور کیا جائے گا[2]۔

دفعہ ۵۲۲: مضرذات بیانات کے مختلف اقسام کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ پہلے تو وہ "عدالتی" ہوتے ہیں یا "غیر عدالتی"[3] یعنی جب کہ وہ کسی عدالتی کارروائی میں کئے جاتے ہیں۔ یا جب کہ وہ کسی اور حالات میں دیئے جاتے ہیں۔

دفعہ ۵۲۳: (۲): دیوانی مقدمات میں مضرذات بیانات کو بالعموم "اقبال دیوانی" کہا جاتا ہے اور فوجداری مقدمات میں ان کو "اقبال فوجداری" کہتے ہیں۔ رومی و کلیسائی فقہا تمام اقسام کو لفظ "کنفیسیو" ("Confessio") سے ادا کرتے تھے۔

دفعہ ۵۲۴ (۳): مضرذات بیانات "مکمل" و "غیر مکمل" میں منقسم ہیں "مکمل" اقبال میں مضرذات بیان ایسا ہوتا ہے جس پر اگر اعتبار

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۳ کلارک و فنلی ۵۰۲-۵۔ گیا سکل بنام اسکن (۱۸۴۱) کوئنس بینچ ۶۶۴- اور ہائیل بنام وائیزمان ۱۰-۱۰ کسیچیکر ۶۵۱-

[1] ۲۰ ہنری ششم ۱۲ ب - مقابلہ کیجئے "السکوت فی معرض الحاجۃ بیان"

[2] دیکھئے آگے دفعات ۴، ۵، ۶ تا ۵۷۶-

[3] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۲۱۶ طبع شانزدہم۔ شہادت مصنفہ پو دیکھئے دفعات ۷۹۷-۸۰۱-

کیا جائے تو وہ بیان کرنے والے کے خلاف کم سے کم ان امور کے جن سے وہ متعلق ہوتا ہے مادی واقعات کی حد تک قطعی ہوتا ہے۔ مثلاً جب کہ وہ شخص جس پر قتل کا الزام ہو کہے کہ متوفی کو میں نے قتل کیا ہے" یا "میں نے مار ڈالا ہے" ایسی صورتوں میں شہادت کی نوعیت بلاواسطہ شہادت کی ہوتی ہے۔ اور اصول قانون یہ ہے کہ "بہترین گواہ وہ ملزم ہے جو اقبال کرے"[1] غیر مکمل اقبال وہ ہوتا ہے جس میں مفرد ذات بیان کی صداقت دوسرے ایسے واقعات سے جو اس کے مخالف ہوں قطعی طور پر متاثر نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی صداقت کا صرف قیاس پیدا

۴۵۶ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اس کی نوعیت قرائنی شہادت کی ہوتی ہے[2]۔ مثلاً فرض کیجئے کہ الف مقتول پایا جائے یا یہ ثابت ہو کہ ب کا مال چوری گیا ہے۔ اور ملزم یا وہ شخص جس پر شبہہ ہو کہے کہ "مجھے افسوس ہے کہ مجھے الف سے کبھی سابقہ پڑا" یا یہ کہ "میں کبھی ب کے سامان کو ہاتھ لگایا" یہ بیانات صاف طور پر مبہم ہیں۔ کیونکہ اگر ان سے اعتراف جرم کا ارادہ بھی ظاہر ہوتا تو ساتھ ہی ممکن ہے کہ "ان سے اس امر پر

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس دایاس ۱۹ ۴ - ۲ ہاگرڈ کنسٹری رپورٹس ۲۱۵ (ملحوظ رکھیے کہ مصنف اقبال کو سنی سنائی شہادت کا استثنا نہیں تصور کرتے ہیں (پیچھے دفعات ۴۹۶ - ۵۰۵) جیسا کہ آج کل زیادہ عام طور پر تصور کیا جاتا ہے (مثلاً ٹیلر ۷۲۳۔ اسٹیفن دفعہ ۱۵۔ فیپسن دفعہ ۲۲۷ تا ۲۲۹۔ پروفیسر مارگن ۳۰ ایل لا ریویو (Yale Law Review) ۳۵۵) بلکہ وہ اس کو سنی سنائی شہادت کے اصول سے بالکل علیحدہ تصور کرتے ہیں۔ اس امر پر ان کی تائید شہادت مصنفہ وگمور دفعات ۱۰۴۸ تا ۱۰۵۱ اور فلسفۂ شہادت از نگلسن دفعات ۲۶۱-۲۸۳-۲۸۴-۴۹۱ تا ۴۸۸۔ اس امر کی بحث کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ فیپسن - فوق - اور (۳۳) ایل لا ریویو صہ ۳۵۵ پر پروفیسر مارگن کا ایک مضمون جس میں زیادہ عام رائے کو اختیار کیا گیا ہے۔

[2] عدالتی شہادت جلد ۳ صہ ۱۰۸ مصنفہ بنتھم۔

اظہار افسوس کیا گیا ہو کہ ایسے حالات ظہور پذیر ہوئے ہیں جن سے اس پر شبہہ ہو رہا ہے"۔ یہی صورت اس وقت بھی ہوتی ہے جب کوئی شخص جس پر کسی جرم کا الزام ہو اقبال کرتا ہو کہ اس کے ارتکاب کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ یا اس کی دھمکی دی تھی۔ یا چالان کئے جانے سے بچنے کی وجہ سے وہ فرار ہو گیا تھا[1]۔ اور اس وقت بھی جب کسی فریق مقدمہ نے دوسرے اشخاص سے خواہش کی ہو کہ سماعت مقدمہ پر جھوٹے بیانات دیں[1]۔

دفعہ ۵۲۴ (الف): بعض وقت اقبال جرم کو واپس لے لیا جاتا ہے

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ مشکل آپڑتی ہے کہ کس پر یقین کیا جائے۔ اقبال جرم پر یا اس کے واپس لینے پر۔ اس قسم کے ایک عجیب مقدمے میں ایک شخص نے ۱۹۰۵ء میں اقبال جرم کیا کہ اس نے قاطع الطریقی اور سرقہ بالجبر کے بعد ۱۸۸۲ء میں قتل کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ لیکن جب اس کو ڈرہام (Durham) کے دورہ کنندہ عدالت میقاتی کے اجلاس موسم گرما میں چالان کر دیا گیا، تو اس نے اقبال جرم کو واپس لے لیا۔ عذر "مجرم نہیں" پیش کیا۔ اور اپنی جانب سے شہادت دیتے ہوئے کہا کہ اس نے اقبال جرم اس وجہ سے کیا تھا کہ اس نے اخبار میں اس قتل کے واقعات کو اتنے غور سے پڑھا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے اس کو دراصل یقین ہو گیا تھا کہ اسی نے ارتکاب جرم کیا ہے۔ اس کا اقبال جرم بہت مفصل اور تحریری تھا۔ اور چونکہ وہ صحیح صحیح حالات پر مشتمل ثابت ہوا۔ اسے مجرم ٹھیرایا گیا۔ اور سزائے موت سنا دی گئی۔ لیکن بعد میں اس حکم سزا میں تخفیف کر دی گئی۔

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۴۶۲۔
[2] موریارٹی بنام لنڈن چیاتم وڈوور ریلوے کمپنی لا رپورٹ (۵) کوئنس بنچ ۳۱۴۔

دفعہ ۵۲۵: گو جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے مقر ذات شہادت اس کے بہم پہنچانے والے کے خلاف عام طور پر قابل ادخال ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک بڑا سوال بنا دیا گیا ہے کہ کیا یہ مضامین دستاویز کی شہادت پر بھی حاوی ہے یعنی کیا یہ اصول کہ دستاویزات اپنے مضامین کی بہترین و اصلی شہادت ہوتے ہیں زیر بحث اصول پر مرجح ہوتا ہے یا نہیں۔ گو یہ سوال معمولی اور ابتدائی معلوم ہو لیکن وہ حال حال ہی میں طے ہوا ہے یعنی اگر اب بھی اس کو پوری طرح طے شدہ تصور کیا جا سکے۔ اور شاید ہی انگلستان کے پورے قانون میں کسی اور مسئلے ہی پر اس سے زیادہ اختلاف رائے رہا ہے۔ دیوانی مقدمات جوری کے ایک طویل اور باہم مغائر اقوال و فیصلہ جات عدالتی کے سلسلے کے بعد بالآخر ۱۸۴۰ء میں یہ مسئلہ سلاٹری بنام پولی[1] (Slatterie v. Pooley) میں عدالت اکسچیکر کے روبرو پیش ہوا۔ اس مقدمے میں سوال یہ تھا کہ کیا ایک قرض جس کے لیے ایک شخص جے۔ ٹی (J. T.) نے مدعی کے خلاف ایک نالش کی تھی، سمجھوتے کی دستاویز کی جدول میں شامل تھا یا نہیں۔ خود جدول چونکہ کافی حد تک اسٹامپ شدہ نہ ہونے کی وجہ سے شہادت میں ناقابل ادخال تھی۔ گرنی بیرن (Gurney, B.) نے مدعی علیہ کے زبانی اقبال کو کہ زیر بحث قرض وہی ہے جو جدول میں مندرج تھا۔ دیوانی مقدمۂ جوری میں اس بنا پر ناقابل ادخال ٹھیرایا کہ ایک ایسی تحریری دستاویز کے مضامین جو کافی طور پر اسٹامپ نہ ہونے کی وجہ سے ناقابل ادخال ہو۔ کسی قسم کی زبانی شہادت سے ثابت نہیں کیے جا سکتے۔ مدعی کا مقدمہ خارج کر دیے جانے پر از سر نو سماعت کے لیے حکم اظہار وجہ حاصل کیا گیا۔ جس کے خلاف وجہ بتائی گئی اور متعدد سابقہ نظائر کا

۴۵۷

[1] سلاٹری بنام پولی۔ ۵ میسن و ولز بی ۶۶۴۔ ۵۵۔ رسل و ریان ۶۰ ۷۔

حوالہ دیا گیا لیکن عدالت نے ــــ جس میں پارک آلڈرسن ۔ گرنی اور رولف شریک (Parke, Alderson, Gnrney, & Rolfe, B. B.) تھے ــــ غور کرنے کے لیے وقت لینے کے بعد متفقاً اس حکم کو قطعی کر دیا اور اس کے موئید کونسل کی بحث تک کو سماعت نہیں کیا ــــ پارک جج نے اپنے فیصلے میں کہا کہ "ہمیں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ مدعی علیہ کے بیانات قرض کے دہی ہونے کے متعلق جس کا ذکر جدول میں کیا گیا ہے قابل ادخال شہادت ہیں ۔ گو ایسے اقبال اس دستاویز کے مضامین کے متعلق ہوں جو پیش نہیں کی گئی ہے ۔ اور میری دانست میں لارڈ ابنگر (Lord Abinger) بھی جو بحث کے وقت موجود نہیں تھے اس سے کلیۃً متفق ہیں ۔ اگر ایسی شہادت ناقابل ادخال ہو تو ہر مقدمے کی سماعت میں ایسی دشواریاں پیش آئیں گی کہ جن کا حل کرنا مشکل ہو جائے گا ۔ ایسی زبانی بیانات کے تحریری دستاویز کو پیش کرنے کی اطلاع دینے اور اس کے پیش نہ کرنے کا سبب بتلانے کے بغیر قابل ادخال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان پر وہ اعتراض عاید نہیں ہوتے ہیں جو دوسرے ماخذوں سے حاصل شدہ زبانی شہادت پر جن میں زبانی شہادت پیش ہو سکتی تھی عاید ہوتے ہیں ۔ کیونکہ ایسی شہادت اس کے غیر صحیح ہونے کے اس قیاس کی بنا پر خارج کی جاتی ہے جو نوعیت معاملہ کی رو سے ہی بہتر شہادت کے نہ پیش کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ۔ برخلاف اس کے جس امر کے صحیح ہونے کا خود فریق کو اقبال ہو اس کے صحیح ہونے کا معقول طور پر قیاس کیا جا سکتا ہے ۔ ایسی شہادت کی وقعت اور قدر و قیمت ایک بالکل ہی جدا سوال ہے یہ حالات کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے اور بعض صورتوں میں وہ جوری کی رائے میں بہت ناقابل اطمینان بھی ہو سکتی ہے ۔ لیکن موجودہ اغراض کے لیے یہ کہنا کافی ہے کہ یہ شہادت قابل ادخال ہے ۔"

دفعہ ۵۲۶ : سلاٹری بنام پولی کی نظیر کو کم از کم غیر عدالتی بیانات میں

۴۵۸

بہت سے مقدمات میں[1] تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا گیا ہے۔ لیکن آئرستان میں اس پر سختی سے نکتہ چینی کی گئی ہے[2]۔ اور انگلستان میں بھی اس پر اعتراض کئے گئے ہیں[3]۔ مقدمۂ لالس بنام کوئیل[4] (Lawless v. Queale) میں لارڈ چیف جسٹس پنی فادر (L. C. J. Pennefather) نے اس مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ”جو اصول وہاں قرار دیا گیا ہے وہ بہت ہی خطرناک ہے۔ اس کی رو سے کسی شخص کو دس ہزار پونڈ سالانہ کی غیر منقولہ جایداد سے جو اسے باقاعدہ طور پر خاندانی دستاویزات اور انتقالات کے ذریعے سے ملی ہو۔ ایک گواہ یا ایک یا دو سازشیوں کو پیش کر کے جن کو قسم کھا کر یہ کہنے پر آمادہ کیا جا سکے کہ انھوں نے مدعی علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس نے اپنا مفاد دستاویز مہری کے ذریعے سے منتقل کر دیا یا رہن یا اور طرح پر زیر بار کر دیا ہے۔ محروم کر دیا جا سکتا ہے پس اس طرح پر سہولت دینے سے فریب کا نہایت وسیع دروازہ کھل جائے گا۔ اور فریب اور بے ایمانی کی اس دعوت کی وجہ سے کسی شخص سے بھی اس کی جایداد چھین لی جا سکتی ہے“ اس شہادت

---

[1] دیکھئے مثلاً ہیووڈ بنام اسمتھ (۴) اسکاٹ نیو رپورٹ ۵۷۴۔ (۶۰) رسل وریان ۵۰۶۔ بولٹر بنام پپلو (Boulter v. Peplow) (۹) کامن بنچ ۴۹۳۔ پرٹ چارڈ بنام باگشیا (Pritchard v. Bagshawe) ۱۱۔ ایضاً ۴۵۹۔ کنگ بنام کول ۲۔ اکسچیکر ۶۲۸۔ ۷۶ رسل وریان ۷۰۵۔ رڈلے بنام دی پلی موتھ گرینڈنگ کمپنی ۲۔ اکسچیکر ۷۱۱۔ ٹول بنام لی ۴ ایضاً ۲۳۰۔ مرّے بنام گرِیگری ۵ اکسچیکر ۴۶۸۔ ملک بنام باشندگان بے سنگ اسٹوک ۱۴۔ کوئنس بنچ ۶۱۱۔

[2] لالس بنام کوئیل ۱۸۴۵ء (۸) آئرش لا رپورٹ ۳۸۲۔

[3] دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۴۔ سانڈرس بنام کارنل (۱) فاسٹر و فنالسن رپورٹس ۳۵۶۔

[4] لالس بنام کوئیل ۱۸۴۵ء (۸) آئرش لا رپورٹ ۳۸۲۔ اس مقدمے میں کرامپٹن جسٹس کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ و نیز تھنڈر بنام وارن۔ ایضاً ۱۸۱۔

کے قابل ادخال ہونے کو ایسے معیار سے جانچنے پر ہمیں پوری طرح اختلاف
اور سخت احتجاج کرنا چاہیئے۔ قوم کا معزز ترین اور معصوم شخص کسی بیّنہ
شریک جرم کی تنہا شہادت پر قتل کے لیے سولی پا سکتا ہے۔ یا اس کو
صرف کسی مسلّمہ طوائف کے حلف پر زنا بالجبر کے لیے حبس دوام کی
سزا دی جا سکتی ہے۔ لیکن شریک جرم یا طوائف کی شہادت کے
قابل ادخال ہونے کے قانون کو بدلنے کی کیا یہ کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ یا
یہ کہ معصوم اشخاص اس سے اپنے کو کسی خطرے میں پاتے ہیں۔ زیر غور شہادت
کی وقعت بے انتہا مختلف ہو سکتی ہے۔ اس کے مختلف اشکال جو ہو سکتے
ہیں ان پر غور کیجیئے —— مکمل عدالتی اقبال جرم۔ غیر مکمل غیر عدالتی
اقبال جرم۔ ناظم امن کے روبرو مکمل مماثل عدالتی اقبالِ جرم۔ متعدد
قابل اعتبار گواہوں کے روبرو مکمل غیر عدالتی اقبال جرم۔ ایسا ہی اقبال
جرم صرف ایک گواہ کے روبرو۔ متعدد قابل اعتبار اور معزز گواہوں
کے روبرو غیر مکمل غیر عدالتی اقبال جرم۔ ایسا ہی اقبال جرم صرف ایک
گواہ کے روبرو متعدد مشتبہ گواہوں کے روبرو مکمل غیر عدالتی اقبال جرم ایسا ہی
اقبالِ جرم صرف ایک گواہ کے روبرو۔ متعدد مشتبہ گواہوں کے روبرو غیر مکمل
اور غیر عدالتی اقبال جرم۔ ایسا ہی اقبال جرم صرف ایک گواہ کے روبرو۔
اور لفظ "غیر مکمل" کے معنوں میں ہر درجے کا اتفاقی بیان یا علامت بھی
جس سے اصل واقعے کی موجودگی معلوم ہو سکے داخل ہے۔ ان میں
سے کسی دو درجوں کی شہادتی وقعت کا فرق اتنا خفیف ہے کہ
تقریباً غیر محسوس ہے۔ تاہم تمام اشکال شہادت میں ان میں سے
اعلیٰ ترین درجہ نہایت قابل اطمینان قسم کی شہادت ہوتا ہے
اور سب سے کم درجہ نہایت خطرناک مثل ہر قسم کی شہادت
کے صرف ذات شہادت کی وقعت کا فیصلہ بھی جوری کے ذمے ہوتا ہے
اس کا قابل ادخال ہونا ایک سوال قانونی ہے —— جس کا معیار یہ ہے کہ
یہ دیکھا جائے کہ آیا شہادت پیش کردہ اپنی ماہیت کے لحاظ سے اصلی اور

قرینی ہے[1]۔ اور شاید ہی اس کے متعلق کوئی نزاع کی جاسکے تمام اقسام کے مفرد ذات بیانات ان دونوں شرائط کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ یہ اعتراض تو واقعی ہوسکتا ہے کہ بالعموم وہ زبانی ہوتے ہیں۔ اور بہ نسبت تحریری شہادت کے زبانی شہادت کم درجے کی ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا سوال ہے جس کو بہت غلط سمجھا گیا ہے[2]۔ بلاشبہہ کسی دستاویز کے مضامین کو قرائنی شہادت کے ایک ایسے سلسلے سے ثابت کیا جاسکتا ہے جو ایسے افعال پر مشمول ہوتا ہے۔ جس کی ہر کڑی زبانی شہادت سے ثابت کی ہوئی ہوتی ہے۔ ۴۵۹

دفعہ ۵۲۷: لیکن گو کوئی شخص کسی دستاویز کے مضامین کا اقبال کرسکتا ہے۔ لیکن وہ قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ سے پہلے کسی دستاویز مہری کی تکمیل کا اقبال کرکے گواہ حاشیہ کے ذریعے سے اس کے ثبوت کو غیر ضروری نہیں کردیتا تھا (سوائے اس کے کہ ایسا اقبال اغراض مقدمہ کے لیے عدالت میں کیا گیا ہو)۔ اور اس امر پر یہ اصول کہ "تمام امور کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ صحیح و درست طریقے پر کیے گئے ہیں" الٹ جاتا ہے۔ کیونکہ عدالتیں قرار دیتی ہیں کہ گو فریق تکمیل دستاویز کا اقبال کرتا ہے لیکن ممکن ہے کہ گواہ حاشیہ کو تکمیل دستاویز سے متعلق ایسے حالات معلوم ہوں جن سے فریق اقبال کنندہ ناواقف ہو اور جن سے دستاویز مہری باطل و بے اثر ہوجاتی ہو[3]۔ اس تحکمانہ اصول کو قرار دینے والے فیصلے مقدمۂ سلائری بنام پولی سے پہلے کے ہیں۔

---

۱ دیکھئے پیچھے دفعات ۸۸ تا ۹۰۔

۲ دیکھئے پیچھے دفعہ ۲۲۳۔

۳ کال بنام ڈننگ ۴ ایسٹ ۵۳۔ جانسن بنام میسن ۱ ایسپناس ۸۹۔ بارنس بنام ٹرامپوسکی ۷ ٹائمز رپورٹ ۲۶۵۔

اور غالباً گواہان حاشیہ کے ذریعے سے دستاویزات کی جانچ کرنے کے قدیم عملدرآمد کے باقیات سے ہیں[1]۔ اور یہ اصول قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی رو سے قانون میں جو تبدیلی کی گئی اور فریقین مقدمہ کو گواہی دینے کے قابل بنادیا گیا۔ اس تبدیلی سے بھی متاثر نہیں ہوا[2]۔ لیکن اب قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء۔ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعہ ۲۶ کی رو سے کوئی دستاویز بھی جس کی صحت کے لیے گواہان حاشیہ ضروری نہ ہوں "اقبال کے ذریعے سے یا اور طرح پر یہ فرض کرتے ہوئے ثابت کی جاسکتی ہے کہ گویا کوئی گواہان حاشیہ موجود نہیں تھے۔"

دفعہ ۵۲۸: جہاں تک مفرذات بیان کے قابل ادخال ہونے کا تعلق ہے۔ عام طور پر یہ امر غیر اہم ہے کہ ایسا بیان کس سے کیا گیا[3]۔ لیکن اگر یہ بیان اُن اطلاعات میں سے ہو جن کو قانون اعتمادی سمجھتا ہو تو وہ قابل ادخال شہادت نہیں ہوگا[4]۔ اور نہ اس صورت میں جب کہ وہ ایسی اطلاع میں مندرج ہو جو "بغیر ذمہ داری" کے دی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسی اطلاع کا مقصد صلح حاصل کرنا اور بغیر عدالتی کارروائیوں کے سمجھوتے کے ذریعے سے نزاعات کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے[5]۔ یہ صحیح ہے کہ یہ قرار دیا گیا ہے

[1] دیکھئے پیچھے دفعات ۲۲۰-۲۲۱-

[2] دای مان بنام گارتھ ۱۰ اکسچیکر ۸۰۳-

[3] قدیم فرانسیسی فقہا نے ان بیانات کے اثر کے متعلق جو فریق مخالف سے کئے جائیں یا جو غیروں سے کئے جائیں بعض نازک فرق کئے تھے۔ دیکھئے شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ا دفعہ ۸۰۱-

[4] دیکھئے آگے دفعہ ۵۸۱-

[5] کورے بنام برٹن ۴ کارنگٹن وپین ۲۶۲۔ پاڈک بنام فارسٹر (۱۸۴۱ء) ۳ مانتاگ وگرینگر ۹۰۳ واکر بنام ولشر ۱۸۸۹ء ۲۳ کوئنس بنچ ۳۳۰-

۴۶۰ کہ پیش کردہ حساب کا کسی شخص کو پابند کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ذمہ داری کا اقبال فریق مخالف یا اس کے کارندے سے کیا جائے[1]۔ لیکن یہ قرارداد اقبال کے اثر سے متعلق ہے۔ اس کے قابل ادخال ہونے سے نہیں۔ سابق میں ایسے اقبال جرم کے متعلق جو قیدی نے ایسے شخص کی جانب سے ترغیب کی بنا پر کیا ہو جیسے اس پر بالالزام جرم پر کوئی اقتدار نہ ہو ایک فرق کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور گو ایسی ترغیب کی بنا پر جو اقبال جرم دوسروں کی[2] سے کئے جائیں نا قابل ادخال نہیں ہو جاتے لیکن اگر وہ اسی شخص (غیر ذی منصب) سے جس نے ترغیب دی ہو کئے جاتے تو ان کے قابل ادخال ہونے کے متعلق شک ظاہر کیا گیا تھا۔ لیکن اب اس فرق کو منسوخ کر دیا گیا ہے[3]۔

دفعہ ۵۲۹: مضر ذات بیانات وغیرہ جو کسی شخص نے ایسی حالت میں کئے ہوں جب کہ اس کا ذہن قدرتی یا معمولی حالت میں نہیں تھا۔ عام طور پر قابل ادخال شہادت ہونے چاہییں۔ اور اس کی ذہنی حالت کے ایک مضعف واقعہ ہونے کا جوری کو لحاظ کرنا چاہیے[4]۔ مثلاً اقبال جو قیدی نے حالت نشہ میں کیا ہو قابل ادخال شہادت قرار دیا گیا ہے[5]۔ اور گو معاہدات جو کسی شخص نے کامل نشے کی حالت میں

---

[1] برکن بنام اسمتھ (۱) اڈ الفس والیس ۴۸۰۔ از لٹل ڈیل جبٹس۔ ٹریوس بنام تھارپ (۵) مین وولزبی ۶۶۷۔ از پارک بنچ ہیٹس بنام ٹاؤن لی (۲) ایکسچیکر ۱۵۶۔ از پارک بنچ۔

[2] ملک بنام ڈن۔ ۴ کارنگٹن و پین ۵۴۳۔ ملک بنام اسپنسر، ایضاً ۷۷۶۔

[3] ملک بنام ٹیلر ۸ کارنگٹن و پین ۷۳۳۔

[4] اس قسم کے دستاویزات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دینے کے متعلق (اہل) زبان احتیاط سے غور کرتے ہیں کہ آیا وہ الفاظ شراب۔ خواب یا جنون کے اثر کے تحت کہے گئے تھے (Inst. Orat.) مصنفہ کوئنٹلین کتاب ۵ باب ۷۔

[5] ملک بنام اسپلسبری۔ کارنگٹن و پین ۱۸۷۔

کئے ہوں باطل ہوتے ہیں۔ لیکن جب نشہ پورا نہیں ہوتا۔ اور اس کی وجہ سے وہ اپنے فعل کی نوعیت کو سمجھنے سے قاصر نہیں رہتا تو معاہدے بھی باطل نہیں ہوتے ہیں[۱]۔ اسی طرح جو کچھ کسی شخص کو نیند میں کہتے ہوئے سنا گیا ہو اس کے خلاف قانون شہادت نہیں ہوتا ہے چاہے اس کی وقعت بطور علامتی شہادت کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو[۲]۔ کیونکہ اس صورت میں قوت فیصلہ کی موقوفی کے مکمل ہونے کا انصافاً قیاس کر لیا جا سکتا ہے[۳]۔ دیوانوں کے افعال عام طور پر ذمہ داری نہیں پیدا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے چند مستثنیات بھی ہیں۔ جو مقدمۂ مولٹن بنام کیامروکس[۴] (Molton v. Camroux) میں ایک جگہ ملیں گے۔"

دفعہ ۵۳۰: کوئی شخص عام طور پر مضر ذات بیانات سے جو کسی واقعاتی غلطی کی بنا پر کئے گئے ہوں متاثر نہیں ہوتا ہے۔ "واقعاتی غلطی عذر ہوتی ہے[۵]۔ جو اشخاص غلطی پر ہوں ان کی رضامندی کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے[۶]۔" اور رومی فقہا نے قرار دے دیا ہے کہ جو شخص غلطی پر

۱۔ گور بنام گبسن ۱۸۴۵ء ۱۳ میسن و ولز بی ۶۲۳ - ۶۰ رسل و ریان - ۶۳۴ - ۹ جوریسٹ ۱۴۰ اور اس کی نوٹ بر صفحہ ۱۴۲ - نیز دیکھئے شہادت قطعی مصنفۂ اسکارڈ ج ا - ۵۸۰ -

۲۔ یہ امر مقدمۂ ملک بنام ایلی زبیتھ سیٹس اجلاس موسم گرما موقوعۂ کنٹ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ جہاں ٹنڈل چیف جسٹس کا رجحان ایسی شہادت کو قابل ادخال ٹھیرانے کا تھا اس کو انھوں نے خود بیان کیا تھا۔ نیز دیکھئے فیصلۂ آلڈرسن جج بہ مقدمۂ گور بنام گبسن۔ اوپر۔

۳۔ دیکھئے دفعہ ۹۴ -

۴۔ مولٹن بنام کیامروکس ۱۸۴۸ء، ۲ اکسچیکر، ۴۸۷ جس کی حکمنامۂ غلطی پر توثیق کی گئی ۴ اکسچیکر ۱۷ -

۵۔ اصول متعارفۂ قانون مصنفۂ لا فٹ ۵۵۳ -

۶۔ ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ - دفعہ ۱۱۶ -

ہو وہ اقبال جرم نہیں کرتا ہے[1]"۔ اسی طرح جو رقم ایسے واقعات کو جو کبھی یاد تھے بھولنے کی وجہ سے دے دی گئی ہو واپس حاصل کی جا سکتی ہے[2]۔ لیکن جب اقبال جرم قانون کی غلطی کی وجہ سے کیا جاتا ہے صورت ہی جدا ہوتی ہے۔ یہاں رومی فقہا کہتے ہیں کہ "جو شخص غلطی پر ہو وہ اقبال جرم نہیں کرتا ہے اِلّا یہ کہ وہ قانونی غلطی ہو[3]" اور نہ کوئی شخص ایسے اقبال جرم سے متاثر ہوتا ہے جس میں صرف قانون کا اقبال ہو[4]"۔ اس سے مطلب ایسا قانونی اقبال جرم ہے جس میں واقعات شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ جو اقبال جرم قانون اور واقعات سے مرکب ہو وہ قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ ہر قیدی یا مدعی علیہ جو کسی فوجداری مقدمے میں عدالت میں مجرم ہونے کا اقبال کرتا ہے۔ وہ اس جواب دہی سے نہ صرف اُن افعال کا اقبال کرتا ہے جن کا الزام اس پر لگایا جاتا ہے۔ بلکہ اس قانون کا بھی جو ان الزامات سے متعلق ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کے چالان میں نکاح اول اگرچہ ملک غیر میں کیا گیا ہو ملزم کے اقبال سے ثابت ہو جاتا ہے[5]۔

---

[1] شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ۱ دفعہ ۸۰۰۔

[2] کلی بنام سولاری ۱۸۴۲ء ۹ میسن وولزبی ۵۴۔ ۶۰۔ رسل وریان ۶۶۶۔ اور وہ مقدمے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[3] ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۲ دفعہ ۲۔ شہادت از پوتھیے جلد ۱ دفعہ ۸۰۰۔ دیکھئے اوپر باب ۲ دفعہ ۲ ذیلی دفعہ ۱۔

[4] گرین لیف کی شہادت جلد ۱ دفعہ ۹۶ ۔ (کے)

[5] پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ جلد ۱ صفحہ ۴۷۱۔ ملک بنام نیوٹن ۲ موڈی وریان ۵۰۳ ملک بنام سمانسٹو (R.v. Simmonsto) ۱۔ کارنگٹن وپین ۱۶۴۔ لیکن اب ایسی شہادت گو قابل ادخال ہوگی لیکن علانیہ طور پر ناکافی۔ دیکھئے ملک بنام فالہارٹی (R.v. Flaherty) ۲ ایضاً ۸۲، ملک بنام سادیج ۱۳ کاکس ۱۷۸۔ ملک بنام لنڈسے ۶۶ جسٹس آف دی پیس ۵۰۵ ملک بنام

دفعہ ۵۳۱ : مفرزات بیانات عام طور پر خود فریق کر سکتا ہے یا

اس کے پیش روان حقیت یا اس کا باضابطہ طور پر مقرر کردہ کارندہ یا اٹرنی ۔ اور ان صورتوں میں حسب ذیل اصول ہائے قانون کو اطلاق دیا جاتا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کے ذریعے سے کوئی کام کرتا ہے۔ اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ خود اس نے وہ کام کیا ہے" اور جو شخص کسی دوسرے کے ذریعے سے کوئی کام کرتا ہے وہ خود وہ کام کرتا ہے یہ ظاہر ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص کے خلاف اقبال دیوانی یا اقبال فوجداری پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں اس اقبال جرم یا اقبال دیوانی کرنے کی قابلیت ہوتی ہے ۔ اس امر پر رومی فقہانے قرار دے دیا ہے کہ جس شخص میں دینے کی قابلیت نہیں ہوتی ہے۔ اس میں اقبال جرم کی قابلیت بھی نہیں ہوتی ہے" اسی طرح بعض اقبال ایسے ہیں کہ جو اٹرنی کے ذریعے سے نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ اور بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو اس کو مقرر بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ مثلاً نابالغ ۔ اور جو شخص کسی فعل کے کرنے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ اپنا اختیار کسی تیسرے شخص کو تفویض نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک اصول قانون ہے کہ جس شخص کو اختیار تفویض کیا گیا ہو وہ خود تفویض نہیں کر سکتا، مفوض الیہ تفویض پر قادر نہیں ہوتا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- نگیب (R. v. Naguib) ۱۹۱۷ء انگلس بنچ ۳۵۹۔

۱؎ لٹلٹن مصنفۂ لک ۲۵۰ الف - ۴ انسٹی ٹیوٹ ۱۰۹ - ۱۰ الک ۳۳ ب ۲ - جورسٹ سلسلۂ نو ۱۸ - نیز دیکھئے قواعد پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ - (De. Req. Jur. Reg) قاعدہ ۷۲ -

۲؎ اصول متعارفۂ قانون از لانفٹ ۱۶۲ - اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہشتم -

۳؎ شہادت مصنفۂ پوتھیے دفعہ ۸۰۴ - جلد ۱

۴؎ ۱ کامن بنچ سلسلۂ نو - ۴۹۶ - ۴۹۰ - انسٹیٹیوٹ ۵۹۷ - جلد ۲

۵؎ اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہشتم -

۴۶۲

فصل دوم

امر مانع تقریر مخالف

دفعہ ۵۳۲: مفردات شہادت کے پورے مضمون میں ایک اہم فرق پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ گو عام طور پر اس کی وقعت کا اندازہ جوری کرتی ہے۔ قانون نے اس کے بعض اشکال کو قطعی وقعت دے دی ہے۔ ان کو اصطلاحاً امور مانع تقریر مخالف کہتے ہیں۔ اور یہ ایسے اصول ہیں۔ جن کی مع ان کے تمام فروعات کی توضیح کا تعلق اصلی قانون سے ہے نہ کہ اضافی قانون سے۔ لیکن اس کی ماہیت اور اس کو منضبط کرنے والے چند عام اصولوں کا ذکر یہاں ناگزیر ہے[1]۔ اور فوجداری مقدمات کے امور مانع تقریر مخالف کا ذکر زیادہ خاص طور پر اگلی فصل میں کیا جائے گا۔[2]

دفعہ ۵۳۳: سر ایڈورڈ ڈک نے امر مانع تقریر مخالف کی جو بدنصیب تعریف یا توضیح کی ہے اس کی وجہ سے بہت کچھ غلط فہمی و تعصب پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ امر مانع تقریر مخالف وہ ہے جس میں کہ "کسی شخص کا فعل یا قول سچ کو بیان کرنے یا جواب دہی میں اس کا ذکر کرنے سے اس کا منہ بند کر دیتا ہے[3]" اگر یہ تعریف ہے تو اس سے منطق کے قواعد کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ کیونکہ نوع یا غیر اہم فرق کے ذریعے سے تعریف کی گئی ہے۔ اور اگر یہ توضیح ہے جیسا کہ خود سر ایڈورڈ ڈک اس کو موسوم کرتے ہیں تو پھر بھی وہ مساوی طور پر قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ

---

[1] اس مضمون سے متعلق مکمل قانون کے لیے دیکھئے قانون امر مانع تقریر مخالف از ایورسٹ اور اسٹروڈ ("Everest & strode's Law of Estoppel.") طبع دوم ۱۹۰۷ء اور امر مانع تقریر مخالف بذریعۂ غلط بیانی پر مسٹر ایورسٹ (Estoppel by Mis-representation) کی جامع تصنیف دیکھئے۔

[2] نیچے دفعات ۵۴۰ تا ۵۵۰۔

[3] لٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ الف نیز دیکھئے ۲ کک ۴ ب۔

مذکورۂ بالا عبارت سے سمجھا جا سکتا ہے کہ سچ رہی وہ دشمن تھا جس کو نکالنے کے لیے قانون امر مانع تقریر مخالف ایجاد ہوا۔ لیکن حقیقت امر بالکل یہ نہیں ہے۔ بلکہ امر مانع تقریر مخالف کا مقصد فریب و پریشان کن مقدمہ بازی کا انسداد اور اشخاص کو اپنے باہمی معاملات میں زیادہ سچے بنانا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ اگر اس کو صحیح طور پر سمجھا اور ٹھیک طور پر اطلاق دیا جائے تو اس سے یہ نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ انصاف کے ہاتھ میں ایک قیمتی ہتھیار ہوتا ہے۔ جو تعریف حدود قانونی[1] (" Termes de La Ley ") میں کی گئی ہے وہ بہت بہتر ہے۔ امر مانع تقریر مخالف وہ ہے جس میں کسی شخص کو اس کے عمل یا فعل کے خلاف کچھ بھی کہنے سے قانون منع کرتا ہے چاہے وہ سچ کہنا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کو اس فعل کا پابند کر دیتا ہے۔" تاہم " سچ کہنے سے منع کرتا ہے " ذرا سخت معلوم ہوتا ہے۔ اور دونوں تعریفیں نامکمل ہیں۔ کیونکہ ان میں وہ تمام صورتیں شامل نہیں ہیں۔ جن پر حد " امر مانع تقریر مخالف " کا اطلاق ہوتا ہے۔

فی الجملہ امر مانع تقریر مخالف سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی سابقہ فعل یا بیان کی وجہ سے جس کا وہ فریق یا شریک ہو واقعات کی کسی خاص حالت کے وجود کو بیان کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ امر مانع تقریر مخالف اس اصول پر مبنی ہے کہ " جو شخص متضاد واقعات بیان کرے۔ اس کی شنوائی نہیں ہوگی "[2] اور وہ قطعی قیاس قانونی کی وہ نوع ہے جس میں وہ واقعہ جس کا قیاس کیا جاتا ہے۔ ساری دنیا کے خلاف نہیں بلکہ کسی خاص شخص کے خلاف صحیح تصور کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی اس لیے کہ کوئی خاص فعل کیا گیا تھا۔ دراصل یہ ایک قسم کا سابقہ اقبالات

٤٦٣

[1] حدود قانونی عنوان امر مانع تقریر مخالف۔ ایسی ہی تعریف کے لیے دیکھیے پریکٹیکل رجسٹر از لی ۲ ۴۴۵، جلد ۱

[2] ۴۴ انسٹیٹیوٹ ۲۷۹۔ جنک سنٹ ۲ مقدمہ ۶۳۔ اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہشتم۔

کی بنا پر استدلال ہے۔“ اسی لیے ظاہر ہے کہ ”امور مانع تقریر مخالف“ کو قطعی شہادت کا مترادف نہیں سمجھنا چاہئیے۔ کیونکہ اول الذکر وہ نتائج ہوتے ہیں جو قانون اشخاص کے خلاف خاص واقعات سے اخذ کرتا ہے اور موخر الذکر سے مراد اس شہادت سے ہوتی ہے جو اتنی کافی قوی ہوتی ہے کہ عدالت[1] کے ذہن میں یقین پیدا کردیتی یا قانون عمومی یا قانون موضوعہ کی رو سے کسی شخص کے خلاف قطعی کردی جاتی ہے۔

دفعہ ۵۳۴: مسٹر اسمتھ (Mr. Smith) مقدمۂ ڈچیس آف کنگسٹن (Duchess of Kingston) کے نوٹس میں کہتے ہیں کہ ”امور مانع تقریر مخالف“ قانون کا ایک ایسا عنوان ہے جس میں کبھی مختلف قسم کے نہایت ہی لغو نزاکتیں پیدا کی گئی تھیں۔ لیکن جواب عقل سلیم و انصاف کے اصولوں کے مطابق کردیا گیا ہے........ ہماری قدیم قانونی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امر مانع تقریر مخالف کی مداخلت کی وجہ سے سچ کی اکثر شنوائی نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ عقل و مصلحت کا اقتضا یہ تھا کہ اس کی شنوائی ہوتی........ لیکن یہ اصول کسی لحاظ سے بھی خلافِ انصاف و عقل نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ امر حد درجہ معقول اور منصفانہ ہے۔ کہ لوگوں کو دوسروں سے اپنے ایسے بیانات کی نیک نیتی و صداقت کا پابند کرانے کے لیے۔ جن پر دوسرے اشخاص نے عمل کیا ہو قانوناً بیانات کا کوئی اہم طریقہ مقرر کردیا جائے۔ مملکت کا فایدہ اس میں ہے کہ مقدمہ بازی ختم ہو۔ لیکن اگر امور جو ایک وقت باضابطہ طریقے پر فیصل کردیے گئے۔ دوبارہ معرض بحث میں لائے جائیں۔ اور اگر واقعات جو ایک مرتبہ اہمیت کے ساتھ بیان کیے گئے بعد میں جب کبھی بیان کنندہ اپنے لیے

۴۶۴

[1] دیکھئے فیصلۂ عدالت بہ مقدمۂ کالنس بنام مارٹن (۱۷۹۷ء) ایسا نکوے ویلر۔ ۶۴۸۔۸۔ ۱۸ رسل ریان ۷۵۲۔
[2] دیکھئے ماچہ بنام دی لندن اینڈ ساؤتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی ۲ اکسچیکر ۴۱۵۔

موقع دیکھے۔ ان سے انکار کر سکے تو مقدمہ بازی اور افراتفری کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اسی لیے بعض ایسے ذرایع کا مہیا کرنا دانشمندی ہے۔ جن سے کسی شخص کو سچ کہنے سے منع نہیں کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کو ان واقعات کو جھوٹا کہنے سے باز رکھا جاتا ہے جو اس کی یا اس کے لوگوں کی مداخلت کی وجہ سے سچ سمجھے گئے تھے۔ اور غالباً کوئی مجموعۂ قانون چاہیے وہ کتنا ہی بھدا نہ ہو کبھی ایسا نہیں گزرا ہے۔ جس میں لوگوں کی دوسروں کے بیانات پر عمل کرنے میں، (جس کی ضرورت ہوتی ہے) کچھ نہ کچھ حفاظت نہیں کی گئی ہے[1]، عدالتیں کچھ عرصے سے اصول امر مانع تقریر مخالف کی افادیت کو پسند کرتی اور اس کے ضوابط کو ناپسند کرتی ہیں۔ یہ دیکھ کر کہ کاروبار کے جلدی اور آسانی سے انجام دینے کے لیے کسی شخص کا دوسرے کے عمل و بیانات پر بھروسا کرنا کتنا لازمی ہوتا ہے۔ ان کا رجحان ایسے عمل اور بیانات کو ان صورتوں میں جن میں ان کو بے اثر قرار دینے سے ناانصافی یا ضرر پہنچتا ہو قابل پابندی قرار دینے کا رہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ اس کو بھی ناپسند کرتی تھیں کہ لوگ ایسے اصطلاحی بیانات و اقبالات میں پھنس جائیں جن کو کرتے وقت غیر اہم سمجھا گیا ہو اور جن کی بنا پر کسی شخص نے نہ دھوکا کھایا ہو اور نہ حالت بدلی ہو۔ ایسے امور مانع تقریر مخالف کو اب بھی مثل سابق کے مذموم سمجھا جاتا ہے[2]۔

دفعہ ۵۳۵: کتابوں میں امور مانع تقریر مخالف سے متعلق بہت سے اصول ملتے ہیں۔ حسب ذیل اصول نہایت اہم ہیں۔ (۱) امور مانع تقریر مخالف باہمی اور دوطرفہ ہونا چاہیے: یعنی دونوں فریقین پر

---

[1] لیڈنگ کیسیز مصنفۂ اسمتھ۔ جلد ۲ مقدمۂ ڈچس آف کنگسٹن کے نوٹس۔ نیز دیکھئے فیصلۂ اجلاس متفقہ بہ مقدمۂ کٹ برٹش بنام ارونگ ۴ ہرسٹن دنا زمن ۵۸ ۷۔

[2] لیڈنگ کیسس مصنفۂ اسمتھ جلد ۲۔ حوالۂ مذکورۂ بالا۔

قابل پابندی[1]۔ لیکن اس اصول کا ہر صورت میں اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً حقیت مستقل کا منتقل کنندہ واہب اور اجارہ دہندہ وغیرہ کے خلاف دستاویز کے ذریعے سے امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوجاتا ہے لیکن منتقل الیہ وغیرہ کے خلاف نہیں پیدا ہوتا[2]۔ مسٹر جے ڈبلیو اسمتھ (Mr. J. W. Smith) اپنی مذکورۂ بالا[3] کتاب میں کہتے ہیں کہ یہ اصول انہیں صورتوں سے متعلق معلوم ہوتا ہے جن میں دستاویز کو فریقین پر قابل پابندی گردانا گیا تھا۔

دفعہ ۵۳۶ (۲) عام طور پر امور مانع تقریر مخالف اس فعل کے جس سے کہ امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوتا ہے۔ فریق یا شریک کے خلاف موثر ہوتا ہے۔ اشخاص ثالث ان کے پابند نہیں ہوتے اور ان سے فایدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں[4]۔ لیکن جب سجلی امر مانع تقریر مخالف کسی شخص کی ناقابلیت یا تصحیح نسب پر موثر ہو تو اشخاص ثالث اس ریکارڈ سے فایدہ بھی اٹھائے اور اس کے پابند بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً قانون کے امن یا کلیسا سے خارج کرنے[5]۔ یا بادشاہ پر پوپ کی برتری تسلیم کرنے کے جرم کی بنا پر ضبطی جایداد و دیگر حقوق یا جرم سنگین وغیرہ کی صورتوں میں[6] لیکن جو سجل یا ریکارڈ کہ کسی شخص کے نام کیفیت یا اضافے سے متعلق ہو اس کا یہ اثر نہیں ہوتا ہے۔

۴۶۵

[1] ڈائجسٹ از کم ان امر مانع تقریر مخالف (بی) لٹلٹن مصنفۂ کک ۵۲ الف۔ کروک عہد ایلی زبتھ ...۷۔ پلوڈن ۱۶۔
[2] لٹلٹن مصنفۂ کروک ۴۷ ب۔ ۳۶۳ ب۔
[3] لیڈنگ کیسس از اسمتھ جلد ۲۔
[4] لٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ الف۔ ڈائجسٹ از کم ان بجوالۂ بارن وال و کرسول۔ "اسٹاپل"
[5] لٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ ب۔
[6] ایضاً۔

دفعہ ۵۳۷: (۳) متضاد امور مانع تقریر مخالف ایک دوسرے کو بے اثر کر دیتے ہیں۔ "امر مانع تقریر مخالف کے مقابل امر مانع تقریر مخالف سے امر تنقیح طلب غیر متاثر رہتا ہے"[1]۔ مثلاً اگر کسی مقدمے میں مدعی کسی چراگاہ کی نسبت حقیت ایک ایسی عطا کے ذریعے سے ثابت کرتا ہے جو قانونی حافظے کے زمانے کے اندر دی گئی تھی۔ اور انھیں فریقین کے درمیان ایک دوسرے مقدمے میں حق قدامت کی بنا پر حقیت ثابت کرتا ہے ——— تو اس آخری امر مانع تقریر مخالف سے پہلا امر مانع تقریر مخالف کالعدم ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مدعی حق قدامت کے ذریعے سے اپنی حقیت ثابت کر سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۵۳۸: امور مانع تقریر مخالف تین قسم کے ہوتے ہیں[3]: (۱) ریکارڈ کے ذریعے سے۔ (۲) دستاویز مہری کے ذریعے سے[4]۔ (۳) عمل کے ذریعے۔

دفعہ ۵۳۹: (۱) امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ ریکارڈ۔ مثلاً منشور ہائے شاہی عطاؤں سے قید اولاد نکالنے کی نالشات۔ پلیڈنگ، وغیرہ[5]۔ اس کی

---

[1] ایضاً ملک بنام ہاڈسن ۱ ۔ ایلس و بلاکبرن ۵۰۶ ۔ از لارڈ کیمبل چیف جسٹس۔

[2] مختصر از رول ۸۴۷ ۔ پلوڈن ۵۰ ۔ بحوالۂ ۱۱ ہنری ششم صفحہ ۲۷ ۔ ب ۔ ۲۸ الف۔

[3] ینلش مصنفہ کک ۳۵۲ الف۔

[4] کک (حوالہ مذکورۂ بالا میں) "امر تحریری" کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات صاف ہے کہ مراد "دستاویز مہری" سے تھی۔ اور ہماری قدیم کتابوں میں لفظ "تحریر" اس محدود معنی میں مسلسل استعمال کیا جاتا ہے۔ دیکھیے پیچھے دفعہ ۲۱۶ نوٹ ۵ اور دفعہ ۲۲۵ ۔ نوٹ ۲۔

[5] لٹلٹن مصنفہ کک ۳۵۲ الف۔ ڈائجسٹ از کمن۔ عنوان امر مانع تقریر مخالف۔ الف۔

[1] مختصر از رول ۸۶۸ و بعد عنوان امر مانع تقریر مخالف۔

سب سے اہم شکل امر مانع تقریر مخالف بذریعۂ فیصلۂ عدالت ہے جس پر امر فیصل شدہ کے عنوان کے تحت غور کیا جائے گا۔[1]

دفعہ ۵۴۰-۵۴۱: امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ پلیڈنگ: جو فریق قانون کے مقررہ وقت کے اندر جواب دہی نہیں پیش کرتا ہے اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اسے اس کے فریق مخالف کے مستحق فیصلہ ہونے کا اقبال ہے۔ اسی طرح کوئی فریق ایک قسم کی جواب دہی پیش کرنے سے بعد میں کسی دوسری جواب دہی سے فایدہ اٹھانے سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ عذرات تخفیف کی منسوخی سے پہلے پلیڈنگ کا یہ ایک مشہور و معروف اصول تھا کہ عذرات تخفیف کسی فریق کے اجلاس کاملہ کے سامنے پورے عذرات پیش کرنے کے بعد بھی پیش کیئے جا سکتے تھے اور یہ کہ عذرات تخفیف پیش کرنے کے بعد اختیار سماعت سے متعلق عذرات نہیں پیش ہو سکتے تھے۔[2] اور یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اقبالات قطعی اثر رکھتے ہیں۔[3]

دفعہ ۵۴۲: (۲) امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ دستاویزات مہری: کسی شخص کو اپنی دستاویزات مہری کے خلاف کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔[4] مسٹر جسٹس بلاکسٹن کہتے ہیں کہ[5] "اپنی جایداد پر تصرف سے متعلق نہایت ہی ۴۶۶

لہ۔ آگے: دفعات ۵۰۸ تا ۵۹۵

۲۔ اس موضوع پر مزید دیکھیئے بلن اینڈ لیک ان پلیڈنگ (Bullen & Leake on Pleading) طبع پنجم اور قواعد عالیہ عدالت حکم نوزدہم۔ اور "انول پریکٹس" میں اس پر نوٹس۔

۳۔ دیکھیئے بویو بنام رٹلین، ۱۸۳۶ء۔ ۱۲ اسپچیکرہ ۶۶۵ - ۶۷، رسل و ریان ۴۲۰۔

۴۔ ۲ انسٹیٹیوٹ ۴۴۔ اصول متعارفۂ قانون از لانٹ ۳۲۲۔

۵۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۲۹۵۔

اہم اور مصدقہ فعل جو کوئی شخص انجام دے سکتا ہے وہ دستاویز مہری ہے اسی لیے کسی شخص کے بھی خلاف اس کی دستاویز مہری سے ہمیشہ امر مانع تقریر مخالف پیدا ہونا چاہیے: اور اس کو اجازت نہیں دینی چاہیے کہ جو کچھ اس نے پہلے اتنی اہمیت اور سوچ بچار کے بعد اقرار کیا ہو اس کے خلاف کچھ ثابت کر سکے[1]" لیکن یہ اصول صرف اسی وقت اطلاق پاتا ہے جب کہ ان حقوق کے نفاذ کے لیے جو دستاویز مہری سے پیدا ہوتے ہیں نہ کہ ضمنی حقوق کے متعلق نالش کی جاتی ہے[2]۔ اور اس میں کسی دستاویز مہری کی عام تمہید محض بھی داخل نہیں ہے۔ اور ایسی تمہید کا اثر امر مانع تقریر مخالف کا نہیں ہوتا ہے[3] یہ اس اصول پر مبنی ہے کہ وہ عام بیان سے کوئی یقینی امر متبادر نہیں ہوتا ہے[4]"۔ یہ ایک اصول ہے کہ امر مانع تقریر مخالف ہر طرح پر یقینی ہونا چاہیے۔ اور اس کو کسی حجت یا نتیجے سے اخذ نہیں کرنا چاہیے[5]، اور اسی لیے دستاویز مہری کی تمہید میں کسی خاص واقعے کے خاص طور پر ذکر کرنے ہی سے امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوتا ہے[6]" اس فرق کی توضیح میں بہت سے مقدمات رپورٹس میں ملتے ہیں[7]، اور اس موضوع پر جو اصول ہے اس کو اس طرح قرار دیا گیا

---

[1] والیس بنام وڈوارڈ۔ ۵ ایجیکر ۵۵۷-۵۶۳۔ اکس پارٹی مارگن۔ ان ری سمپلسن ۲ چانسری ڈیویژن ۷۲۔

[2] ۳۲ ہنری ششم ۱۶-۲۵- ایضاً ۲۴-۲ لیونارڈ ایڈ پڑس ۱۱ قاعدہ ۷۔ [3] دیکھیے لینسان بنام ٹریمر (Lainson v. Tremere) ۱۸۳۴ع (۱)، اڈ الفس وایلس ۸۰۱-۸۰۲ کا فیصلہ ۔ ۴۰ رسل دریان۔

[4] ۲ کک ۳۳ ب- ۸ کک ۹۸ الف۔

[5] لٹلٹن مطبوعہ کک ۳۰۲ الف اور ۳۳۲- ب۔

[6] دیکھیے لیمان بنام ٹری مر ۱۸۳۴ع - (۱)، اڈ الفس وایلس ۷۹۲ ۔ ۴۰ رسل دریان ۲۶۴- کار پنٹر بنام بلر۔ ۸ میین وولزبی ۲۰۹۔

[7] دیکھیے مختصر بول جلد ۱- ۷۸۲ عنوان امر مانع تقریر مخالف (پی)، نوٹس ولیم بریڈ پوڈش سانڈرس ۲۱۶- طبع ششم- ۲ لیونارڈ ۱۱۸ صفحہ ۱۶۸۔

ہے کہ "یہ بات صاف ہے کہ جب دستاویز مہری سے یہ امر ظاہر ہوتا ہو کہ فریقین دستاویز کو چند امور کے معاہدے کی بنیاد ہونے کا اقبال ہے۔ تو ان واقعات کا بیان گو بطور تمہید ہی کے کیوں نہ ہو ان کے اس کے خلاف کہنے کا مانع ہوگا۔ غالباً اگر بجائے "فریقین کو اقبال ہے" کہنے کے یہ بھی کہا جاتا کہ "یا فریقین کو اقبال ہونا۔ فرض کیا جا سکتا ہے" تو یہ اصول زیادہ صحیح ہوتا جب کسی دستاویز کی تمہید کا منشا یہ ہو کہ وہ صرف ایک فریق کا بیان ہے تو امر مانع تقریر مخالف صرف اس فریق تک محدود ہوتا ہے اور یہ منشا تعبیر دستاویز سے دریافت کیا جاتا ہے۔[1]

دفعہ ۵۴۳: (۲) امر مانع تقریر مخالف بذریعۂ عمل: اس کے متعلق مقدمۂ لیان بنام ریڈ[2] (Lyon v. Reed) میں پارک بیرن (Parke, B.) نے عدالت اکسچیکر کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ عمل یا افعال جن سے فریقین بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف پابند ہو جاتے ہیں بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور لارڈ کک نے لٹلٹن مطبوعۂ کک میں ان کی صراحت کردی ہے۔ یہ سب ایسے افعال ہیں جو قدیم زمانے میں دراصل اور قانون کے نزدیک ہمیشہ مشہور و علانیہ اور دستاویز مہری کی تکمیل سے کم باضابطہ اور اہم نہیں ہوتے تھے۔ مثلاً منتقلی۔ داخل ہونا۔ کسی حقیت کا قبول کرنا

۴۶۷

ل ینگ بنام رین کاک، کامن بنچ صفحہ ۲۲۸ میں کولٹ مان جسٹس (Coltman J.) کا قول جو انھوں نے عدالت کامن پلیس کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ اس مقدمے کو اسٹرونگ ہل بنام بک (Strouginill v. Buck) (۱۴) کوینس بنچ ۷۸۱ میں تسلیم کیا گیا اور اس کی توثیق کی گئی۔

۲ اسٹرونگ ہل بنام بک (۱۴) کوینس بنچ ۷۸۱، ٹری نی ڈاڈ کمپنی بنام کاریاٹ (Trinided Co. v. Coryat) ۱۸۹۶ء مقدمات مرافعہ ۵۸۷۔

۳ لیان بنام ریڈ ۱۳ میسن و ولزبی ۲۸۵-۳۰۹-۶۷ رسل و ریال ۵۹۳- نیز دیکھیے فیصلہ ٹنڈل چیف جسٹس بمقدمۂ سانڈرسن بنام کالمان ۴ مانگ و گرینگر ۲۰۹۔

وقس علیٰ ذالک۔ اس قسم کے فعل سے کسی فریق نے اتفاق کیا ہے۔ یا نہیں ایک ایسا امر تصور کیا جاتا تھا جس کی دریافت میں کوئی دشواری نہیں ہو سکتی تھی۔ اور بعد دریافت اس کے قانونی نتائج پیدا ہوتے تھے" لیکن ان وجوہات کی بنا پر جن کو بیان کر دیا گیا ہے[1] قانونی عدالتوں نے اس اصول کو اختیار کر کے جو نصفتی عدالتوں[2] میں عرصۂ دراز سے متعارف تھا اس قسم کے امر مانع تقریر مخالف کو اس کے قدیم حدود سے آگے بڑھا دیا ہے۔ اور گو اس کے اطلاق کے متعلق اصل فیصلے بعض صورتوں میں قابل اعتراض ہوں لیکن ذیل کا اصول بہت سے مستند نظایر کی رو سے قرار پا چکا ہے اور اسی لیے مسلمہ سمجھا جا سکتا ہے کہ "جب کوئی شخص اپنے الفاظ یا عمل سے دوسرے شخص کو عمداً یقین دلاتا ہے کہ اشیا کی حالت ایسی ہے۔ اور اس یقین پر عمل کرنے کی اس کو ترغیب دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شخص اپنی حالت بدلتا ہے تو اول الذکر شخص کو موخرالذکر شخص کے خلاف اشیا کی حالت کے اسی وقت مختلف ہونے کو ثابت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی[3]" یہ صحیح ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ جب تک بیان کنندہ کا یہ بیان اقرار یا پروانگی کی حد تک نہ پہنچے یا وہ شخص جس سے یہ بیان کیا گیا ہو اس کو ایسا نہ سمجھے۔ مذکورۂ بالا اصول اطلاق نہیں پاتا ہے[4]" لیکن غالباً اس اصول کا اطلاق اس طرح پر

---

[1] اوپر دفعہ ۵۳۴۔

[2] نصفت از فان بلانکوئے (Fonblanque's Equity) کتاب ۱ باب ۳ دفعہ ۴۔ طبع سوم۔

[3] پکارڈ بنام سیرس ۶ اڈالفس و ایلس ۴۶۹-۴۷۵ رسل و ریان ۵۳۰۔ فریمان بنام کک ۲ اکسچیکر ۶۵۴-۶۶۳۔ ہوورڈ بنام ہڈسن ۲ ایلس و بلاکبرن ۱۔ کلارک بنام ہارٹ ۶ مقدمات دارالامرا ۶۳۳-۶۴۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۶۹۔ کارنش بنام ابنگٹن ۴ ہرلسٹن و نارمن ۵۴۹۔ گرگ بنام ولس ۱۔ اڈالفس و ایلس ۹۰- (۵۰) رسل و ریان ۲۴۷۔

[4] فری مان بنام کک ۲ اکسچیکر ۶۵۴-۶۶۳۔ کلارک بنام ہارٹ ۶ مقدمات دارالامرا ۶۳۳۔

محدود نہیں ہے[1]۔ نیز اس اصول کے لفظ "عمداً" کا مطلب یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ بیان کنندہ اس امر کے غلط ہونے سے واقف تھا جس کا کہ اس نے سچ ہونا بیان کیا ہے بلکہ صرف یہ کہ اس کا ارادہ یہ تھا کہ اس کے بیان پر عمل کیا جائے اور اس پر عمل کیا گیا ہو۔ کیونکہ چاہے کسی شخص کا اصل ارادہ کچھ ہو اگر اس کے بیان کو کوئی معقول شخص سچ سمجھے اور یہ یقین کرے کہ اس کا منشا یہ ہے کہ وہ اس پر عمل کرے — تو اس صورت میں بھی بیان کنندہ اس بیان کے صحیح ہونے کی بابت نزاع کرنے سے باز رکھا جائے گا[2]۔ دستور تجارت یا اور طرح پر جب کوئی فرض کسی شخص پر سچ کہنے کا عاید ہو اور اس شخص کا عمل غفلت یا سہو کی وجہ سے اس کے خلاف ہو تو اکثر اس کا بھی یہی اثر ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شریک جو شراکت سے علیحدہ ہو رہا ہو اپنے گاہکوں کو سہواً حسب معمول مطلع نہیں کرتا ہے کہ باقی شرکا اب اس کے کارندے کی حیثیت سے عمل کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ تو ان کو اس طرح پر مجاز سمجھ کر اشخاص ثالث نے[3] ان سے جو معاہدے کئے ہوں وہ ان سب کا پابند سمجھا جائے گا۔ ۴۶۸

دفعہ ۵۴۴ ۔ یہ ایک سوال بنا دیا گیا ہے کہ کیا امور مانع تقریر مخالف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۶۴۴ - ۶۵۶ - کارنش بنام انبگٹن ۴ ہرسٹون ونارمن ۵۴۹ - ۵۵۵ -

[1] سٹی زنس بنک آف لوئیسیانا بنام فرسٹ نیشنل بنک آف نیو اورلینز لا رپورٹ ۶ مقدمات مرافعہ ۳۵۲ - ۳۶۰ - از لارڈ سلبورن چانسلر -

[2] فریمان بنام کک (Freeman v. Cooke) (۲) ایکسچیکر ۶۵۴ - ۶۶۳ - ہوورڈ بنام ہڈسن (۲) ایلس و بلاکبرن ۱ - کارنش بنام انبگٹن ۴ ہرسٹن ونارمن ۵۴۹ - ۵۵۵ - وائٹ بنام گرینش ۱۱ کامن بنچ (سلسلۂ نو) -

[3] فریان بنام کک ۲ ایکسچیکر ۶۵۴ - ۶۶۳ - نیز دیکھیئے دی وسٹرن بنک آف اسکاٹ لینڈ بنام نیڈل (۱) فاسٹر و فنالسن رپورٹس ۴۶۱ -

بذریعۂ عمل کو پلیڈنگ میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ عمل کے امر مانع تقریر مخالف ہونے کو پلیڈنگ میں بیان کرنا اصول پلیڈنگ کی خلاف ورزی ہے جس کی رو سے کسی بھی شہادت کو چاہے وہ کتنی ہی قطعی کیوں نہ ہو پلیڈنگ میں بیان کرنا منع ہے۔ لیکن مقدمۂ سانڈرسن بنام کولمان[1] (Sanderson v. Colman) میں مدعی کے جواب الجواب میں امر مانع تقریر مخالف کو بیان کرنے پر مدعی علیہ نے اعتراض کیا تھا کہ اس کو ایسا کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس طرح یہ امر صراحۃً پیش ہوا۔ اور عدالت کامن پلیس (Court of Common Pleas) نے متفقاً اس اعتراض کو نامنظور کردیا۔

دفعہ ۵۴۵-۵۴۶[2]۔ امر مانع تقریر مخالف کے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ہم اس سوال کی طرف توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ آیا رومی قانون کا یہ اصول کہ "جو شخص خود اپنی رسوائی یا جرم کو بیان کرے اس کی شنوائی نہیں ہونی چاہئیے" قانون عمومی کا بھی اصول ہے۔ چاہے قدیم اصول[3] کچھ ہو ۱۷۶۷ء میں کالنس بنام بلانٹرن (Collins v. Blantern) کے[4]

---

[1] سانڈرسن بنام کولمان ۴ مانِنگ وگرینگر ۲۹۔ ہالی فاکس بنام لائل ۳ اکسچیکر ۴۴۶ (موجودہ عملدرآمد کی رو سے سوال یہ نہیں ہے کہ آیا ان کو پلیڈنگ میں بیان کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ کہ آیا ان کو بیان کرنا لازم ہے اس امر پر دیکھئے مقدمۂ فلیمنگ بنام بنک آف نیوزی لانڈ۔ سنہ ۱۹۰۰ء مقدمات مرافعہ ۵۷۰۔ کابن گر بنام نارٹن سنہ ۱۹۰۲ء (۲) آیرش رپورٹ ۲۲۲-۲۲۵۔ پلیڈنگ از آجرس (Odgers, Pleading) طبع ہشتم ۲۳۶۔ نوٹ)۔

[2] متوفی اڈیٹر نے طبع دہم میں ان دو دفعوں کو ایک کردیا۔

[3] بلہ۔ ۴ انسٹیٹیوٹ ۲۷۹۔

[4] کالنس بنام بلانٹرن ۱۷۶۷ء ۲ ولسن ۳۴۱ لیڈنگ کیس از اسمتھ جلد ۱۔

ہدایتی مقدمے[1] میں قرار دیا گیا کہ جب کسی دستاویز قرض کی بنا پر نالش کی گئی ہو تو مدعا علیہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ اس لئے وہ دستاویز کسی ناجائز اور خلافِ اخلاق بدل کی بنا پر لکھ دی تھی ــــ اور جہاں تک اس اصول کا گواہوں سے تعلق ہے جدید نظایر کی رو سے کسی ایسے اصول کی موجودگی سے قطعاً انکار کیا گیا ہے۔ اب اس امر کے قانون ہونے میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ گواہ سے ایسے سوالات کئے جا سکتے ہیں جن سے اس کا مجرم ہونا ظاہر ہوتا ہو یا اس کو نقصان پہنچتا ہو یا جن سے اس کی ذلت ہوتی ہو[2]۔ گواہ ان سوالات کے جواب دینے پر مجبور نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح فوجداری مقدمات میں یہ مسلسل عملدرآمد رہا ہے کہ شریک جرم اشخاص کی شہادت منظور کی جاتی ہے۔ جو ملزم کے اور اپنے جرم کی حلفاً شہادت دیتے ہیں۔ اور شریک جرم کی دی ہوئی گواہی کے اہم حصے کی کسی دوسری غیر مشتبہ شہادت سے تائید بھی لازمی نہیں اگرچہ مناسب ہونے اور عملدرآمد پڑ جانے کی وجہ سے ایسی تائید چاہی جاتی ہے[3]۔ ٹی ٹس اوٹس اور ایلی زبیتھ چاننگ (Titus oates & Elizebeth Channing) کے مقدمات جو اس اصول پر اہم سند تھے عدالت کنگس بنچ کے فیصلے کی رو سے مقدمۂ ملک بنام ٹیل[3] (R. V. Teal) میں منسوخ کئے گئے ۴۶۹ اس مقدمے میں ٹامس ٹیل (Thomas Teal) ہانہ ایس (Hannah S.) وغیرہم کو مستغیث کے خلاف سازش کر کے ہانہ ایس کے حرامی بچے کے باپ ہونے کا غلط الزام لگانے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ ہانہ ایس کے خلاف مقدمے کو روک دینے کے بعد اس کا اظہار لیا گیا جس سے

---

[1] پیچھے دفعات ۱۲۶ تا ۱۳۱۔

[2] پیچھے دفعہ ۱۱۷۔

[3] ملک بنام ٹیل (۱۸۰۹ء) ۔۱۱ ایسٹ ۳۰۷۔ ۱۰ رسل وریان ۵۱۶

ظاہر ہوا کہ اس نے مدعیٰ علیہ ٹیل کے ورغلانے پر جھوٹا بیان حلفی دیا تھا کہ مستغیث اس بچے کا باپ ہے۔ مقدمے کو ازسرِ نو چلانے کی اس بنا پر درخواست دی گئی کہ وہ ناقابل گواہ تھی۔ اور راوٹس اور جانناٹ کے مقدمات پر بھروسا کیا گیا۔ اور یہ بھی بحث کی گئی کہ جس شخص کو بے دین ہونے کا اقبال ہو وہ گواہی دینے کے ناقابل ہوتا ہے۔ لیکن عدالت کی رائے دوسری ہوئی۔ اور لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے کہا کہ "بے دین شخص کو حلف کے وجوب کا اقرار نہیں ہوتا ہے اور اسی لیے وہ اس کی تہدید کے تحت شہادت نہیں دے سکتا ہے۔ لیکن گو کسی شخص کے خلاف خود اس کے اقبال سے یا اور شہادت سے ثابت ہو کہ اس نے کسی خاص واقعے کے متعلق جھوٹی قسم کھائی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کے بعد کبھی بھی حلف کی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرے گا گو اگر جوری کو یقین ہو کہ اس نے اس خاص واقعے کے متعلق جھوٹی قسم کھائی ہے تو اس کے لیے یہ کافی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کی کل شہادت کو ناقابل اعتبار سمجھے۔ لیکن یہ کوئی وجہ اس امر کی نہیں ہو سکتی کہ جج اس کی شہادت ہی کو مسترد کر دے۔ وہ صرف گواہ کے اعتبار پر موثر ہوتی ہے جس کا تصفیہ جوری کرے گی رانڈس بنام ٹامس (Rands v. Tomas) کے بعد کے مقدمے[1] میں جو ایک نالش اس سامان کے لیے تھی جو ایک جہاز کو مہیا کیا گیا تھا۔ مدعی نے مدعی علیہ کو جہاز کا شریک مالک ہونا ظاہر کرنے کے لیے یہ ثابت کیا کہ اس کا نام رجسٹر پر اسی طرح لکھا ہوا تھا۔ اور یہ کہ سامان کے مہیا کر دینے کے بعد اس نے اپنا حصہ ایک شخص کاک کو بیچ دیا۔ اور اس شخص کاک کے بیان حلفی کے بعد رجسٹر منگایا گیا اور اس میں پایا گیا کہ وہی شریک مالک تھا۔ مدعی علیہ نے کہا کہ وہ کاک کو بحیثیت گواہ کے یہ ثابت کرنے طلب کرے گا کہ

---

[1] مال سیلون رپورٹس ۲۴۴۔ جلد ۵۔

اس لئے مدعیٰ علیہ کا رجسٹر میں نام بغیر اس کی اجازت یا شرکت کے لکھ دیا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ کک اپنی اس حلف کی تردید میں پیش نہیں ہو سکتا جو اس نے رجسٹر کے منگواتے وقت اٹھایا تھا گراہام بیرن (Graham, B.) نے اس نقطۂ نظر کو منظور کر لیا اور شہادت کو مسترد کر دیا۔ لیکن عدالت نے ملک بنام ٹیل کی نظیر کی بنا پر اس فیصلے کو برقرار نہیں رکھا۔ اور قرار دیا کہ یہ اعتراض صرف گواہ کے اعتبار سے متعلق ہے۔ اسی طرح مدعیٰ علیہ جس پر کسی معاہدے کی بنا پر نالش کی گئی ہو یہ عذر پیش کر سکتا اور اس کو ثابت کر سکتا ہے کہ اس کے اور مدعی کے درمیان معاہدہ ناجائز یا خلاف اخلاق تھا لیکن اس کا فریبانہ ہونا ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ گو کوئی شخص عدالت انصاف میں اپنے فریب یا فعل ناجائز کو تسلیم کر سکتا ہے لیکن یہ ایک اصول قانون ہے کہ وہ اس سے مستفید نہیں ہو سکتا ——— "کوئی شخص اپنے فعل ناجائز سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔"

۱؎ ہالمان بنام جانسن ۱۸۲۶ء کوپر ۳۴۱-۳۴۳-

۲؎ جونس بنام ییٹس (Jones v Yates) ۹ بارن وال اور کرسول ۵۳۲-۳۳ رسل و ریان ۲۵۵-

۳؎ لٹلٹن مطبوعہ کک ۱۴۸ ب- ۲ انسٹیٹیوٹ ۷۱۳- مانٹی فیوری- بنام مانٹی فیوری- (۱) ولیم بلاکسٹن ۳۶۳- ڈوڈی رابرٹس بنام رابرٹس ۱۸۱۹ء ۲ بارن وال اور اڈالفس ۳۶۷-۲۰- رسل و ریان ۴۷۷- ڈوڈی بریان بنام بانکس ۱۸۲۱ء ۴ ایضاً ۴۰۱-۲۳- رسل و ریان ۲۱۸- از لیسٹ جسٹس- ڈانی بنام ٹھامپسن ۱۸۴۲ء ۱۰ ایسن اور ولزبی ۳۰۹-۶۲ رسل و ریان ۶۱۷- فن ڈن بنام پارکر (۱۱) ایضاً ۶۲۵-۶۸۱- مرے بنام مان ۱۲ اسچیکر ۵۳۸-

۴؎ لٹلٹن مطبوعۂ کک ۱۴۸-ب جنک سنٹ ۴- مقدمہ ۵- اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہفتم ۲۲۷- دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷- دفعہ ۱۳۴-

فصل سوم

مضرذات بیانات فوجداری مقدمات میں

دفعہ ۵۴۷: آخر میں ہم فوجداری مقدمات میں مضرذات بیانات کے ذکر پر آئے ہیں۔ یا جیسا کہ ان کو بالعموم موسوم کیا جاتا ہے "اقبال فوجداری" کے بیان پر۔ اس موضوع کی بحث میں ہم حسب ذیل امور پر غور کریں گے:-

۱۔ امور مانع تقریر مخالف فوجداری مقدمات میں۔

۲۔ اپنے کو مجرم بنانے والے غیر عدالتی بیانات کا قابل ادخال ہونا اور ان کا اثر۔

۳۔ اپنے کو مجرم بنانے والی شہادت کے مصنعف مفروضات۔

ذیلی فصل (۱)

امور مانع تقریر مخالف فوجداری مقدمات میں

دفعہ ۵۴۸: قانون کی اس شاخ میں صاف منصفانہ وجوہات کی بنا پر بہت کم امور مانع تقریر مخالف ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلا اور سب سے اہم امر مانع تقریر مخالف عدالتی اقبال جرم ہے۔ یہ ہر نظام قانون کا اصول سمجھا جاسکتا ہے کہ ملزم کا ایسی عدالت سے اقبال جرم جو اس کو سزا دے سکتی یا رہا کر سکتی ہے سزا سنانے کی کافی اساس ہوتا ہے[۱]۔ چاہے یہ سزا سزائے موت ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ

---

[۱] شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد اطبع شانزدہم۔ دفعہ ۲۱۶۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم۔ دفعات ۸۶۶ تا ۸۶۹ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۲۔ مجموعۂ قانون موضوعۂ روما کتاب ۷ عنوان ۵۹۔ ثبوت قطعی از ماسکارڈس دفعہ ۴۴، ۳-۳۴۵۔ مقدمۂ قانون کلیسا انگریزی از ایلف ۵۴۵۔ ہاگرڈ کنسٹری رپورٹس ۲۱۵۔

ایسے اقبال عمداً نہایت ہی اہم موقع پر اکثر وکلا کے مشورے کے بعد اور ہمیشہ جج کی محافظ و محتاط نظر کے سامنے کئے جاتے ہیں[۱]" جو شخص کہ کسی عدالتی کارروائی میں اقبال جرم کرتا ہے اس کے متعلق قرار دیا جاتا ہے کہ تجویز ہو چکی ہے۔ اور ایک طرح پر وہ خود اپنے فیصلے سے مجرم ٹھیرایا جاتا ہے[۲]، "عدالتی کارروائی میں اقبال جرم تمام ثبوتوں میں بہترین ثبوت ہے[۳]، "عدالتی اقبال جرم مکمل ثبوت ہوتا ہے[۴]" تاہم اگر اقبال جرم ناقابل اعتبار معلوم ہو۔ یا ملزم کو اقبال جرم کرنے کوئی ناجائز ترغیب دی گئی ہو۔ یا غلط اقبال جرم کرنے میں اس کا کوئی مقصد ہو۔ یا اس لئے اقبال جرم کسی دھوکے کے خوف۔ یا سادگی کی وجہ سے کیا ہو[۵]۔ تو عدالت کو ایسے اقبال جرم کو نامنظور کرنا چاہئیے۔ اسی طرح اگر الزام عاید کردہ ایسے "واقعات میں سے ہو جن کے اثرات پا بدار ہوں" اور نفس جرم کی کوئی اور شہادت نہ ملتی ہو[۶]۔ عدالتی وغیر عدالتی اقبال جرم کے غلط ہونے کے متعدد مثالیں جن کا نشان ہماری قانونی تاریخ میں بہت ہی ابتدا سے ملتا ہے[۷]۔ اس طریقے کو جائز ثابت کرتی ہیں[۸]۔ معمولی

۱۸۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ جلد ۲۔ شہادت از بوتھیے جلد ا دفعہ ۹۸۰۔

[۱] گرین لیف حوالۂ مذکورۂ بالا۔

[۲] ۔ ۱۱ کک۔ ۳۰ الف۔ مجموعۂ قوانین موضوعۂ روما۔ کتاب ۸ عنوان ۵۹۔ ڈائجسٹ کتاب ۴۲۔ عنوان ۲ دفعہ ۱۔ ایضاً کتاب ۹ عنوان ۲ دفعہ ۲۵۔ ذیلی دفعہ ۲۔

[۳] ۔ جنک سنٹ ۲۔ مقدمہ ۹۶۔

[۴] جنک سنٹ ۲ مقدمہ ۷۳۔

[۵] ۔ قانون از فنچ ۲۹۔ مقدمۂ قانون کلیسا انگریزی از رلیف ۵۴۵۔

[۶] دیکھئے اوپر دفعہ ۱۴۴۔

[۷] ۔ دیکھئے نیچے دفعات ۵۵۴۔ ۵۷۷۔

[۸] ۔ ۲۷ لبر اسٹاریم حصہ ۲۰۔ ۲۲ ایضاً حصہ ۷۱۔

عملدرآمد یہ ہے کہ جب ملزم عدالت میں عذر "مجرم ہوں" پیش کرتا ہے۔ تو عدالتیں کم از کم سنگین مقدمات میں اس عذر کو مسل میں لکھ نہیں لیتی ہیں جب تک کہ اس کو سنجیدگی و اہمیت کے ساتھ ہوشیار نہیں کر دیا جاتا ہے کہ ایسے عذر سے نہ اس پر رحم کیا جائے گا اور نہ اس کی سزا میں تخفیف کی جائے گی۔ اور عدالتیں اسے آزادی سے موقع دیتی ہیں کہ اس عذر کو واپس لے کر عذر "مجرم نہیں ہوں" پیش کرے۔ کیونکہ یہ ملحوظ رکھنا اہم ہے کہ ملزم کا عذر "مجرم نہیں" پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ اخلاقی طور پر بھی اپنی معصومی کا اقرار کرتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ صرف اپنے اس مسلمہ قانونی حق سے فایدہ اٹھاتا ہے کہ استغاثے کا یہ فرض ہے کہ اس کو مجرم ثابت کرے۔

دفعہ ۵۴۹ : (۲) : ملزم کو چاہئیے کہ مختلف قسم کے عذرات کو ان کی ترتیب سے پیش کرے — کیونکہ استغاثے سے پوری طرح انکار کرنے کی وجہ سے اسے عذرات تخفیف پیش کرنے کا حق نہیں رہتا ہے۔ وغیرہ

دفعہ ۵۵۰ (۳) : ملزم کے خلاف بہت سے ایسے ذیلی امور مانع تقریر مخالف بھی ہوتے ہیں جو ریکارڈ پر نہیں مندرج ہوتے ہیں: مثلاً وہ جوری کے کسی رکن پر اس کے حلف اٹھا لینے کے بعد اعتراض نہیں کرسکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وجہ اعتراض بعد میں پیدا ہوئی ہو۔ اور اگر

لہ۔ پلیس آف دی کراؤن ازھیل جلد ۲ صہ ۲۲۵ -

سلہ۔ ایضاً صہ ۱۷۰۔ مقدمۂ کلک م ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۱۴۳-

سلہ پلیس آف دی کراؤن ازھیل جلد ۲ - ۲۹۴ -

سلہ۔ ہوبارڈ رپورٹس ۲۳۵ -

وہ کسی رکن جوری پر وجہ ظاہر کر کر اعتراض کر رہا ہو تو اس کو چاہیئے کہ تمام وجوہات ایک دم ظاہر کرے[1]۔ اور سنگین بغاوت کے مقدمے میں اگر وہ کسی گواہ پر اس بنا پر اعتراض کرنا چاہتا ہو کہ وہ اس فہرست میں جو قانون (۷) آن باب ۲۱ (7 Ann C. 21) اور جوریس ایکٹ (The Juries Act) ۱۸۲۵ء ۶ جارج چہارم باب ۵۰ کے تحت داخل کی گئی ہے غلط مذکور ہوا ہے تو اس کو چاہیئے کہ یہ اعتراض ابتدائی اظہار قابلیت گواہ کے موقع پر کرے۔ کیونکہ گواہ کے حلف اٹھا لینے کے بعد یہ اعتراض بعد از وقت سمجھا جاتا ہے[2]۔ ملک بنام فراسٹ (Rv. Frost) کے مقدمے میں جس میں چالان بغاوت سنگین کے لیے کیا گیا تھا۔ مذکورۂ بالا قوانین کے تحت گواہوں کی فہرست ان کے مقررہ طریقے کے مطابق نہیں پیش کی گئی تھی ــــ یعنی نقل چالان و اسمائے جوری کے ساتھ ــــ تو مقدمے کے محفوظ کرنے پر نو ججوں نے بمقابلہ چھ ججوں کے قرار دیا کہ جوری کے حلف اٹھا لینے اور مقدمے کے ان کے سامنے شروع ہو جانے کے بعد اعتراض بہت بعد از وقت کیا گیا ہے[3]۔

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۷۴۔

[2] ملک بنام فراسٹ - ۹ کیارنگٹن و پین - ۱۲۹ - ۱۸۳ -

[3] ۹ کیارنگٹن و پین ۱۶۲ - ۳۸۷ -

ذیلی فصل (۲)

اپنے کو مجرم بنانے والے غیر عدالتی بیانات کا قابل ادخال ہونا اور ان کا اثر

صفحات اصل کتاب۔ صفحات ترجمہ

دفعہ ۵۵۱: معترفات شہادت فوجداری مقدمات میں ہمیشہ قابل ادخال نہیں ہوتی ہے جس طرح کہ وہ دیوانی مقدمات میں قابل ادخال ہوتی ہے۔ اس کے قابل ادخال ہونے کی شرط مقدم یہ ہے کہ وہ از خود یا کم از کم آزادی سے دی جائے۔ انگریزی قانون کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہر ایسے اقبال جرم یا مجرم بنانے والے بیان کو مسترد کرنا چاہیئے جو جسمانی اذیت۔ جبر یا اکراہ قید سے کرایا جائے یا جو ملزم کو کسی ایسے شخص ذی منصب کی صریحی یا معنوی اجازت سے

ترغیب دیے جانے کی وجہ سے کیا گیا ہو جسے ملزم کے خلاف الزام پر یا الزام کی وجہ سے ملزم کی ذات پر کوئی عدالتی یا اور طرح کا اقتدار حاصل ہو لیکن ترغیب کا یہ اثر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ترغیب سے اُمید بہتری یا خوف خرابی پیدا ہوتا ہو یعنی ترغیب ایسی ہونی چاہئیے کہ ملزم سمجھ جائے۔ کہ اس کی حالت جہاں تک کہ وہ الزام کی وجہ سے متاثر ہو سکتی ہے اقبال کرنے یا اقبال کرنے سے انکار کرنے کی وجہ سے بہتر یا بدتر ہو سکتی ہے۔ اسی لیے اگر یہ ظاہر ہو کہ ملزم کو سچ کہنے کی ترغیب صرف اخلاقی وجوہات کی بنا پر دی گئی تھی[١]۔ تو اقبال جرم یا مجرم گرداننے والا بیان قابل ادخال شہادت ہوگا۔ اسی طرح یہ اس صورت میں بھی قابل ادخال شہادت ہوگا جب کہ یہ ظاہر ہو کہ اقبال جرم کرنے کی ناجائز ترغیب کا اثر اقبال جرم کرنے سے پہلے شخص ذی منصب کے ملزم کو خبردار کرا دینے سے کہ ترغیب پر کوئی التفات نہیں کرنا چاہئیے[٢] زایل ہو گیا ہے۔ دفعہ ١٨ قانون جرایم قابل چالان ١٨٤٨ء ١١ و ١٢ وکٹوریا باب ٤٢ (جسے عام طور پر "جروس ایکٹ" ("Jervis Act") بھی کہتے ہیں) اور جو نظمائے امن کے ان اشخاص کو جن پر قابل چالان جرایم کا الزام ہو میقاتی عدالتوں کے اجلاس پر مقدمہ چلائے جانے کے لیے سپرد کرنے سے متعلق ہے اپنی اہمیت و نمایاں وضاحت کا حامل ہے کہ اس کو پوری طرح یہاں نقل کر دینا مناسب ہے۔

٢٧٣

---

[١] دیکھئے ملک بنام جاروس لا رپورٹ ١۔ کراؤن کیسیس۔ ٩٦۔ ملک بنام ریلف ایضاً ٣٦٢۔ ملک بنام گلہام اموڈی کراؤن کیسس ١٨٦۔ ملک بنام وایلڈ ایضاً ٤٥٢۔

[٢] قانون تحقیقات سرسری ١٨٧٩ء ٤٢ و ٤٣ وکٹوریا باب ٤٩۔ دفعہ ١٣ ضمن (٢) بھی جو بارہ اور سولہ سال کی درمیانی عمر کے کم عمر اشخاص کو قتل کے سوائے دوسرے قابل چالان الزامات میں مختصر کارروائی کے بعد سزا دینے سے متعلق ہے تقریباً انھیں الفاظ میں ہے۔

"چالان کی جانب کے تمام گواہوں کا مذکورۂ بالا طریقے پر اظہار مکمل ہو جانے کے بعد ناظم امن یا نظماء میں سے کسی ایک کو جس نے مذکورۂ بالا اظہار کو اس طرح پر ختم کیا ہو۔ چاہیئے کہ بغیر گواہوں کو حاضر ہونے کا حکم دینے کے ملزم کو جو اظہارات کہ اس کے خلاف لیے گئے تھے پڑھ کر سنادے اور حسب ذیل یا ایسے ہی الفاظ اس سے کہتے کہ:۔

"شہادت سننے کے بعد کیا تم الزام کے جواب میں کچھ کہنا پسند کرو گے؟ اگر تم کچھ کہنا نہیں چاہتے ہو تو کہنے پر مجبور نہیں ہو۔ لیکن جو کچھ تم کہو گے لکھ لیا جائے گا۔ اور ممکن ہے کہ تمہارے خلاف سماعت مقدمہ پر پیش کیا جائے۔" اور اس کے جواب میں جو کچھ قیدی کہے اس کو لکھ لینا[1] اور اس کو پڑھ کر سنا دینا چاہیئے اور اس پر ناظم یا نظماء مذکور کے دستخط کے بعد گواہوں کے اظہارات کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ اور ان کے ساتھ اس طریقے پر بھیجدینا چاہیئے جس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔ اور بعد میں مذکورۂ بالا ملزم کی سماعت مقدمہ پر اسی کو اگر ضرورت ہو تو بغیر مزید ثبوت کے شہادت میں دیا جا سکے گا۔ سوائے اس کے کہ یہ ثابت ہو کہ جس ناظم یا نظماء کے اس پر دستخط معلوم ہوتے ہوں فی الحقیقت اس پر ان کے دستخط نہیں ہیں۔

"بشرطیکہ مذکورۂ بالا ناظم یا نظماء نے ملزم کے کوئی بیان دینے سے پہلے اس سے کہا اور صاف طور پر سمجھا دیا ہو کہ مہربانی کے کسی وعدے سے اس کو کچھ توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور نہ جرم کا اقبال یا اعتراف کرنے پر مائل کرنے کے لیے کوئی دھمکی دی گئی ہو تو اس سے اسے کچھ خوف کرنا چاہیئے اور یہ کہ جو کچھ وہ کہے باوجود ایسے اقرار یا دھمکی کے

[1] اس قانون کے ضمیمے میں ایک نمونہ (این) دیا گیا ہے جس کے بعد ہدایت ہے کہ "جو کچھ قیدی کہے اور جہاں تک ہو سکے اسی کے الفاظ میں" لکھا جائے اور "اگر وہ راضی ہو تو اس کے دستخط بھی لیے جائیں۔"

سماعتِ مقدمہ پر شہادت میں اس کے خلاف پیش کیا جا سکے گا۔

"لیکن باوجود اس کے شرط یہ ہے کہ اس قانون کے کسی حکم یا
مضمون کی رو سے کوئی مستغیث کسی مقدمے میں ملزم یا اس شخص کے
جس پر الزام لگایا گیا ہو کسی ایسے اقبال یا اقبال فوجداری کی کسی
ایسی شہادت کے پیش کرنے سے باز نہیں رکھا جا سکے گا جو کہ قانوناً
ایسے شخص کے خلاف قابل ادخال ہو۔"

۴۷۴ اس امر پر کہ ناجائز ترغیب کیا ہے مقدمات بہت سے ہیں اور وہ باہم متوافق بھی نہیں ہیں[۱]۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ مفید اصول جس کی رو سے ناجائز طور پر حاصل کردہ اقبال جرم ناقابل ادخال ہوتے ہیں بہت سی ایسی صورتوں میں بھی اطلاق دیا گیا ہے جو اس کے تحت نہیں آتی ہیں[۲]۔ گو بہ نسبت پہلے کے آج کل یہ قرار دینے پر کم راغب ہیں کہ جو الفاظ استعمال کئے گئے تھے وہ ترغیب کی حد تک پہنچتے ہیں[۳]۔ یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ مقدمہ ملکہ بنام تھامپسن Reg. v. Thompson کی رو سے یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ اقبال جرم کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لیے یہ امر مثبت طور پر ثابت کیا جانا چاہیئے کہ وہ اقبال جرم از خود اور آزادی سے کیا گیا تھا۔ یعنی کسی شخص ذی منصب نے ملزم کو اقبال جرم کرنے کی ترغیب نہیں دی تھی یا یہ کہ وہ اس ترغیب کا اثر صاف طور پر زائل ہونے کے بعد کیا گیا تھا۔ لیکن

[۱] دیکھئے ملک بنام بالڈری ۲ ڈینی سن کراؤن کیسیس ۴۳۰۔ اور دیکھئے شہادت از فیبن طبع ششم ۲۶۳۔ صفحہ ۷۵ جہاں ان کا تختہ بنایا گیا ہے۔

[۲] ملک بنام ریف لارپورٹ اکریمنیل کیسس ۲۶۲-۲۶۴- از لارڈ چیف بیرن کلی۔ ملک بنام بالڈری ۲ ڈینی سن کراؤن کیسس ۴۳۰۔

[۳] شہادت مصنفہ فیبن طبع ششم ۲۶۳ تا ۲۶۴

[۴] ملکہ بنام تھامپسن ۱۸۹۳ء ۲ کوئینس بنچ ۱۲- کراؤن کیسس ریزرفڈ۔ جس نے پارک بنچ کی مقدمہ

یہ امر بھی صاف ہے کہ جب ترغیب نہ دی گئی ہو تو ملزم کے پولس والے کو جواب قابلِ ادخال ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ غیر عدالتی اقبالِ جرم کے بیانات سے متعلق تمام سوالات کا تصفیہ سماعتِ مقدمے پر جج کو نہ کہ جوری کو کرنا چاہیئے: اور ایسے سوالات کا اب مرافعہ ہو سکتا ہے یا قانون مرافعہ فوجداری ۱۹۰۷ء کے تحت وہ عدالت مرافعہ فوجداری کے تصفیہ کے لیے محفوظ بھی کئے جا سکتے ہیں۔

دفعہ ۵۵۲: غیر عدالتی اقبال جرم کے بیانات کے (جب وہ قابلِ ادخال ہوں) اثر کے متعلق یہ اصول صاف طور پر متعین ہے کہ سوائے اس کے کہ قانون موضوعہ کی رو سے کوئی اور حکم ہو کوئی ایسا اقبال جرم یا بیان چاہے وہ مکمل ہو یا غیر مکمل کسی ناظم امن سے کیا گیا ہو یا کسی اور جرم کے متعلق تحقیقاتی اختیار رکھنے والی عدالت سے۔ یا چاہے وہ کسی دستاویز کی رو سے کیا گیا ہو یا بذریعۂ عمل ملزم کے خلاف۔ امر مانعِ تقریر مخالف یا قطعی شہادت کی وقعت نہیں رکھتا اور نہ وہ اس سے زیادہ وقعت کا مستحق ہوتا ہے جو کہ جوری ایمان سے اس کو دے۔

دفعہ ۵۵۳: نفس جرم کو بلا کسی شک وشبہہ کے ثابت کرنے کی ضرورت[۱] اور ہمارے قانون کی اس قوی خواہش کی وجہ سے کہ اشخاص کے جھوٹے یا جلدی میں دیے ہوئے بیانات سے نامناسب طور پر نقصان پانے سے حفاظت کی جانی چاہیئے۔ یہ شبہہ پیدا ہوا کہ کیا ایسے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ملک بنام وارنگ ہام ۱۵ جورسٹ ۳۱۸ کے قرارداد کی تنقیح کی - ۲ "ڈینی سن کراؤن کیسس ۳۰ ۴۴ - ۷ ۴۴ ۴ - نوٹ - ملک بنام روڈز - ۱۸ اکاکس ۱۷۔

[۱] دیکھئے اوپر دفعہ ۱۴۱ ۴ -

حکم سزا کو جو ملزم کے اپنے کو مجرم ٹھیرانے والے غیر عدالتی بیان کی بنا پر دیا گیا ہو برقرار رکھا جا سکتا ہے[1]۔ لیکن جدید نظائر کا رجحان اثبات ۴۷۵ میں جواب دینے کا ہے[2]۔ تاہم ایسے اصول پر بہت احتیاط سے عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان متعدد مقدمات کی وجہ سے جن میں لوگوں نے غلط طور پر اپنے آپ کو ملزم ظاہر کیا ہے یا جرایم کا مرتکب تسلیم کیا ہے۔ ججوں کو جب جرم کی شہادت صرف مبینہ مجرم کا بیان ہو سزا دینے میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ ایسے الزامات میں جن کی سزا موت ہو خصوصاً الزامات قتل میں دہری احتیاط درکار ہوتی ہے: بیان کو سچے ہونے کی احتیاط سے جانچ کرنی چاہیئے اور نفس جرم کے ثبوت یا تردید کے لیے شہادت حاصل کرنے کی ممکنہ کوشش کرنی چاہیئے۔ جب اقبال جرم مکمل نہ ہو تو مذکورۂ بالا وجوہات زیادہ قوت کے ساتھ قابلِ اطلاق ہوتے ہیں[3]۔

---

[1] اتھیسیں بر ثبوت کتاب ۱ نوٹ ۷۔ ملک بنام الڈریج۔ رسل بر ریان ۴۴۰۔ ملک بنام وایٹ ایضاً ۵۰۰۔

[2] ملک بنام فالکنر رسل و ریان ۴۸۱۔ ملک بنام ٹیٹ۔ ایضاً ۵۰۹۔ ملک بنام وھیلنگ۔ ایچ کراون لا ۲۱۱۔ نوٹ۔ ملک بنام سٹی ون۔ ۱۶ کاکس ۲۱۷۔ لیکن شاید قتل۔ ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح۔ اور ملکیت جایداد سے متعلق جرایم کی صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ دیکھیے شہادت از ٹیلر طبع ششم ۲۶۴۔

[3] ایک شخص کا سنہ ۱۹۰۸ء میں اپنے ہی (گو واپس لیے ہوئے) اقبال جرم پر ایک ایسے قتل کے لیے جو جولائی سنہ ۱۸۸۲ء میں ہوا تھا مجرم ٹھیرایا جانا اس امر کو نمایاں کرتا ہے کہ انگریزی قانون میں جرایم کے متعلق کوئی میعاد نہیں ہے۔ لیکن قانون موضوعہ کی رو سے چند مستثنیات ہیں۔ مثلاً بغاوت یا غداری سنگین (باستثناء بادشاہ کے قتل کی غداری کے) یا اخفا بغاوت کے لیے چالان تین سال کے اندر ہونا چاہیئے (۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳۰ دفعات ۵ و ۶) اسی طرح ناجایز خوجی (؟) تو اعد و شق (۶۰ جارج سوم اور جارج چہارم باب ۱)۔ قوانین شکار کی خلاف ورزی کے بعض جرایم (۹ جارج چہارم باب ۶۹) اور ایسے جرایم جن کی سرسری تحقیقات کے بعد سزا دی جا سکتی ہے (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳ دفعہ ۱۱)

ذیلی فصل (۳)

مضعف مفروضات جو اپنے کو مجرم بنانیوالی شہادت پر موثر ہوتے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کے لیے چھ مہینوں کے اندر چالان پیش ہونا چاہئیے۔ دیکھیے تاریخ قانون تعزیرات انگلستان از اسٹیفن جلد ۲ ص ۲۔

دفعہ ۵۵۴: اپنے کو مجرم بنانے والی شہادت کی کمزوریاں کامل غور و خوض کی محتاج ہیں۔ رومی قانون کے علما یورپ میں اس کے مطالعے کے احیا پر فریقوں کے اقبال جرم میں خاصی خوبی پاتے تھے۔ وہ اس کو ثبوت کی ایک ایسی صاف نفیس اور اعلیٰ ترین نوع سمجھتے تھے کہ جس کی تردید میں کوئی شہادت پیش ہونے کے قابل نہ تھی۔ مشتبہ اشخاص سے اقبال جرم حاصل ۴۹۳

۱؎ ملزم شخص کے اقبال جرم کو علما بہت وقعت دیتے تھے۔ وہ اس کو بحیثیت ثبوت کے نہایت ہی صاف اہم اور معنی خیز سمجھتے تھے۔ اس حد تک کہ ان کے نزدیک اس کی تردید میں کوئی شہادت پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ ماتھے یس بر ثبوت کتاب ۱۔ نوٹ ۲۔ وہ اس کو "ثبوتوں میں اعلیٰ ترین ثبوت" بھی کہتے تھے۔ کتاب شہادت مصنفہ بلنٹے۔ دفعہ ۱۴۲۔ لیکن اس لغویت کو قانون روما سے منسوب

کرنے اذیت پہنچانے کا عملدرآمد[1] بڑی حد تک اسی تصور سے تعلق رکھتا تھا۔ اور یہ امر قانون روما۔ اس کی تمام مرمہ اشکال و نیز قانونِ کلیسا[2] کے لیے باعث ننگ ہے۔ [3] یورپ میں یہ عملدرآمد اتنے عرصے تک رایج رہا۔ اور گو وہ انگلستان میں کبھی جائز نہیں قرار دیا گیا۔ لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کرنا ناانصافی ہوگا۔ کیونکہ قانون روما نے صریح الفاظ میں قرار دیا تھا کہ جو شخص از خود کسی جرم کا اقبال کرے اس پر ہمیشہ اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ بعض وقت خوف یا کسی اور وجہ سے کیا جاتا ہے۔" ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۲۷۔ جہاں غلط اقبالِ جرم کی ایک قوی مثال دی گئی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ "جب کوئی شخص غلط اقبالِ جرم کرتا ہے کہ اس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو دراصل زندہ ہے۔ اور بعد میں اس کے زندہ ہونے کو ثابت کرنے تیار ہوتا ہے تو جولین نے لکھا ہے کہ قانون اکویلیلیا (Lex Aquilia) قابل اطلاق نہیں رہتا ہے۔ گو اس نے اقبال جرم کیا ہو کہ اس نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ اس سے تو صرف بارِ ثبوت مستغیث پر آجاتا ہے کہ وہ اقبال کنندہ سے یہ ثابت کرانا ضروری قرار نہیں دے سکتا کہ اس نے مقتول کو قتل کیا بلکہ خود مستغیث کو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ایک شخص قتل ہوا ہے۔" ڈائجسٹ کتاب ۹ عنوان ۲۔ دفعہ ۲۳۔ ذیلی دفعہ ۱۱۔ "یہ امر اس شخص کے معاملے میں اور بھی صاف ہے جو زخمی کیا گیا ہو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اقبال کرے کہ اس نے ایک شخص کو زخمی کیا ہے اور وہ شخص زخمی نہ ہوا ہو تو ہم کس کے زخم کو دیکھیں گے اور کس واقعے پر غور کریں گے۔" ایضاً دفعہ ۲۴۔ "اسی طرح اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو بلکہ مر گیا ہو تو یہ امر زیادہ اہم ہے کہ متوفی شخص کے قتل کے اقبال سے اقبال کنندہ پابند و ذمہ دار نہ ہو۔" ایضاً دفعہ ۲۵۔ نیز دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۱۸ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۱۷۔ دفعہ ۲۷۔ کتاب ۱۱۔ عنوان ۱۔ دفعہ ۱۱ (۸) وغیرہ کتاب ۴۲۔ عنوان ۲۔

[1] کتاب شہادت از بائنے ۶۴۷۔

[2] مقدمہ دفعات ۶۹۔۷۰۔

[3] قرائن مالہا ئی از گریشیم حصہ دوم وجہ ۵ مسئلہ ۵ باب ۲۔ قرائن از کلیمنٹ کتاب ۹ عنوان ۲۔

سنہ ۱۵۵۷ء اور سنہ ۱۶۴۰ء کے درمیان شاہی اجازت سے اکثر استعمال ہوتا تھا۔ اس طریقے کی لغویت کو قطع نظر اس کی ناانصافی و بے رحمی کے اتنے دفعہ ظاہر و ثابت کر دیا گیا ہے کہ ان کا ذکر یہاں فضول ہے۔[1]

دفعہ ۵۵۵: ازمنۂ وسطیٰ کی رومی و کلیسائی قوانین کی عدالتوں میں محتسبانہ اصول اصلاً مسلط تھا۔ اور اب بھی اس کا اتنا اثر باقی ہے کہ بر یورپ کے اکثر عدالتوں میں ہر فوجداری مقدمے کی ابتدا آج کل بھی اس طرح ہوتی ہے کہ جج یا کوئی دوسرا صدر نشین عہدہ دار ملزم سے سختی سے سوالات کرتا ہے۔ اور نہ بالعموم یہ سوالات ملزم کے ساتھ انصاف کو ملحوظ رکھ کر کیے جاتے ہیں۔ واقعات کو توڑا موڑا اور غلط بیان کیا جاتا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: باب ۱۔ دفعہ ۱۔

[1] رومی فقہا کہتے تھے کہ وہ اپنے تمام علمی جد و جہد کو قانون روما پر مبنی کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے نوٹ (۱) دفعہ ۵۵۲ میں دیکھا کہ وہ ایک صورت میں قانون روما سے کتنی بری طرح اختلاف کر گئے ہیں۔ اور دوسری مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ اذیت و تفتیش کے موضوع پر انھوں نے قانون روما کی زیادہ ایمان داری سے نقل کی ہے۔ پھر بھی اس عملدرآمد کی لغویت اور خطرے کو ڈائجسٹ کے مقولۂ ذیل میں جس طرح فاش کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ شاید ہی کہیں اور ملے۔ "فرامین میں یہ بتایا گیا ہے کہ اذیت پر ہمیشہ نہیں بلکہ کبھی کبھی ہی بھروسا کرنا چاہئے۔ دراصل وہ ایک نازک و خطرناک چیز ہے اور اس سے دھوکہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ تکلیف پاکر یا اذیت دہی کے علم کی وجہ سے اذیت سے اتنی نفرت کرنے لگتے ہیں کہ ان سے کسی طرح بھی سچ کہلوائی نہیں جا سکتی اور بعض دوسروں میں برداشت کی قوت اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ بہ نسبت اذیت اٹھانے کے ہر طرح جھوٹ کہنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے وہ ایسے اقبال جرم کرتے ہیں کہ جن سے نہ صرف وہ بلکہ دوسرے بھی قانون کی گرفت میں آجاتے ہیں۔" ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ اضمن (۲۳)۔ باوجود اس سب کچھ کے ڈائجسٹ کے مولفین نے اس طریقے کو قانون روما میں باقی رکھا اور جن صورتوں میں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے ان کو اسی عنوان میں

ہے۔ سوالات جن میں وہ مجرم فرض کر لیا جاتا ہے نہ صرف کیے جاتے ہیں بلکہ مختلف اشکال میں ان کو دُہرایا جاتا اور ان پر اصرار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے اپنے مضر صراحتاً یا معناً کچھ نہ کچھ اعتراف کرانے کے شاید ہی کوئی طریقے ہوں گے جو چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ یہ کوئی خیالی خطرہ نہیں ہوتا ہوشیاری سے سوال کرنے اور ان کے جذبات کو اکسانے سے کمزور دل کے افراد سے تقریباً ہر امر کا اقبال یا معنوی اقرار کرا لیا جا سکتا ہے۔ اور جھوٹ کا بھی اقرار کرنے کے لیے بار بار کے اصرار کی مقاومت کرنے معمول سے زیادہ مضبوط دل درکار ہوتا ہے[1]۔ قانون عمومی انگلستان کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بتایا گیا ہے اور وہ مذکورۂ بالا فقرے کے بازو بیان ہوئے ہیں۔ انگلستان میں اذیت پر دیکھئے "لغت قانونی" از وارٹن۔ طبع دہم۔ اور "جمہوریت سے پہلے قانون انگلستان کے تعزیرات میں اذیت کے استعمال کا مطالعہ" از جارڈن ۱۸۳۷ء۔

[1] ملاحظہ ہو شہنشاہ ٹیبیریس (Tiberius) کے روبرو سی سیلانس (C. Silanus) کی سماعت۔ اگر اُسے سماعت کہہ سکیں "بہت سی ایسی چیزیں کی گئیں جو معصوم شخص کے لیے بھی خطرناک ہیں۔۔۔ ٹیبریس نے سخت آواز سے اسے دھمکانے۔ ابرو میں بل ڈالنے اور مسلسل سوالات کرنے میں کمی نہیں کی۔ اور نہ اسے ان کی تردید کرنے یا ان سے گریز کرنے کا موقع دیا گیا۔ نہیں بلکہ اکثر اسے اقبال کرنے پر مجبور کیا گیا تا کہ شہنشاہ کا سوال خالی نہ جائے۔ سوانح از ٹاسی ٹس (Tacitus) کتاب ۳ باب ۶۷۔

ظالمانہ تفحص واحتساب کی ایک اچھی مثال سماعت ڈک دی پراسلان (Trial of the Duc de Praslin) ہے جو ۱۸۴۷ء میں ایوان امرا کے روبرو جو اس زمانے میں فرانس کی اعلیٰ ترین عدالت تھی کی گئی تھی۔ اور اسی وجہ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ سخت باضابطگی کے ساتھ عمل میں آئی ہو گی۔ ڈیوک پر اپنی بیوی کے قتل کا الزام تھا۔ اور ذیل کا بیان صدر کے محتسبانہ نوعیت کے سوالات کا ایک حصہ ہے۔ "کیا وہ (متوفی) زمین پر پڑی ہوئی نہیں تھی۔ جب کہ تم نے اُسے آخر مرتبہ مارا تھا۔" "تم یہ سوال مجھ سے کیوں کرتے ہو؟" اس کے بعد حسب ذیل سوال وجواب ہوئے۔ "تمہیں ایک بہت ہی تکلیف کی گھڑی کا سامنا ہوا ہو گا

طریق عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس کی رو سے ملزم کو مجرم ثابت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- جب کہ تم نے اپنی خلوت گاہ میں داخل ہونے پر دیکھا ہوگا کہ تم پر خون کے جو تم نے ابھی کیا تھا سبب چھینٹے تھے اور جس کو دھونے پر تم مجبور ہوئے ؟۔ خون کے ان چھینٹوں کو بالکل ہی غلط سمجھا گیا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ بچوں کے سامنے ایسی حالت میں جاؤں کہ ان کی ماں کے خون کے دھبے میرے جسم پر ہوں۔" "تم بہت بُرے آدمی ہو جو اس جرم کے مرتکب ہوئے ہو۔" (ملزم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اپنی سوچ میں محو نظر آتا تھا)۔ "کیا تمھیں بُرا مشورہ نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے تم اس جرم کے ارتکاب پر مجبور ہوئے ؟"۔ "مجھے کوئی مشورہ نہیں دیا گیا۔ ایسے موضوع پر لوگ مشورہ نہیں دیتے ہیں۔" "کیا تمھیں سخت تاسف نہیں ہو رہا ہے۔ اور کیا سچ کہہ دینے سے تمھیں تشفی اور دلاسا نہیں ملتا ؟"۔ "آج مجھ میں بالکل طاقت نہیں ہے۔" "تم ہمیشہ اپنا ضعف ظاہر کرتے ہو۔ اب میں نے صرف 'ہاں' یا 'نہیں' کہتے پوچھا تھا۔" اگر کوئی شخص میری نبض دیکھے تو اسے میرے ضعف کا اندازہ ہو سکے گا"۔ "تاہم تم نے ابھی بہت سے سوالات کے مفصل جواب دئے ہیں اس کے لیے تم نے کمزوری محسوس نہیں کی ؟" (ملزم نے کوئی جواب نہیں دیا)

"تمھاری خاموشی تمھاری جانب سے جواب دے دیتی ہے کہ تم مجرم ہو۔"

"تم یہاں اس یقین کے ساتھ آئے ہو کہ میں مجرم ہوں۔ اور میں اس کو بدل نہیں سکتا۔"

"تم اس کو بدل سکتے ہو۔ اگر تم اس کے خلاف باور کرنے کی کچھ وجہ ظاہر کرو۔ یعنی اگر تم ان حالات کی جو تمھارے خلاف ہیں اور جو صرف تمھارے جرم کے مفروضے ہی پر سمجھ میں آسکتے ہیں کوئی توضیح کر سکو۔" "مجھے یقین نہیں کہ میں تمھارے یقین کو بدل سکتا ہوں۔" "تم کیوں یقین کرتے ہو کہ ہمارے یقین کو بدل نہیں سکتے۔" (ملزم نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد کہا کہ "جوابات دینے کی اس میں سکت نہیں ہے۔")

"جب تم نے یہ ہولناک جرم کا ارتکاب کیا تو کیا تم نے اپنے بچوں کا خیال کیا۔"

"جرم کے متعلق تو میں کہتا ہوں کہ میں نے اس کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور بچوں کے متعلق ان کا تو ہمیشہ مجھے خیال رہتا ہے۔" "کیا تم یہ کہنے کی جرات کر سکتے ہو کہ تم نے اس جرم کا

۲۲۸

کرنے کا بار ثبوت الزام لگانے والے پر ہوتا ہے۔ اور قانون کے اُس اصول کے مطابق کہ "کوئی شخص اپنے کو مجرم گردانے پر مجبور نہیں[۱] کسی شخص کو اپنے کو مجرم گردانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا" اس لیے اس میں ہمیشہ اذیت پہنچانے سے حذر کیا گیا ہے ــــ "قوانین کی رو سے اذیت مذموم ٹھیرائی گئی ہے[۲]۔ اور اس میں بہت احتیاط۔ شاید ضرورت سے زیادہ احتیاط اس امر کی گئی ہے کہ ان اشخاص سے جن کے خلاف شبہ ہو نہ تو ڈرانے۔ پھسلانے۔ منانے اور نہ دھوکہ دینے سے مجرم گردانے والے بیانات حاصل کیے جائیں[۳]۔ اور اس میں نہ صرف ابتداً عدالتی سوالات کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ اگر ملزم کے خلاف شہادت سے کوئی بادی النظری مقدمہ قایم نہیں ہوتا ہے تو اس سے جواب دہی تک طلب نہیں کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ عدالتی سوالات کے طریقے کو یہاں بھی رواج دینے کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ؎۔ ارتکاب نہیں کیا ہے" (ملزم نے سر کو اپنے ہاتھوں میں لے کر تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر کہا کہ "میں ایسے سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔") (۱۱ جو رسٹ ۳۶۵ حصۂ دوم)۔

[۱] ۴۔ بلیک اسٹون ۵۔ نیز دیکھیے پیچھے دفعہ ۱۲۶-۱۲۹ آگے دفعہ ۱۶۲۲ الف۔

[۲] اصول متعارفہ قانون انگلستان۔ جب کبھی انگلستان میں اذیت کا استعمال کیا گیا ہے وہ تاج کے کسی حقیقی یا خیالی امتیاز کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ قانون کے معمولی قاعدے کے مطابق وہ پہنچائی نہیں جا سکتی تھی۔ "سزا و قید سخت و شدید" (The "peine prisone. forte et Dure بظاہر اس کا استثنا معلوم ہوگا۔ لیکن دراصل وہ استثنا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد ملزم کو جواب دہی پر مجبور کرنا تھا یعنی عدالت میں یہ کہنے پر "وہ مجرم ہے یا مجرم نہیں ہے" ـــ تاکہ عدالت کو یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سزا دے سکتی ہے یا جوری کو طلب کر سکتی ہے تاکہ اس کے مقدمے کی سماعت ہو سکے۔

[۳] دیکھیے اوپر دفعہ ۱۵۵۔ ہم اپنی عدالتوں کے معمولی عملدرآمد کا ذکر کر رہے ہیں۔ زمانۂ سابق کی سرکاری سماعتوں کا نہیں۔ جن میں ہر قاعدہ الٹ دیا جاتا تھا۔

۴۷۹ قابل ہستیوں کی جانب سے سرگرم تائید کی گئی ہے[1]۔ اس لیے ان متضاد نظامات کی خوبیوں کو مختصر طور پر جانچنا چاہئیے۔

دفعہ ۵۵۶: عدالتی سوالات یا احتساب کی موافقت میں کہا جاتا ہے کہ (۱) یہ عدالتوں کا فرض ہے کہ امور نزاعی کی صداقت تک پہنچنے کے لیے تمام ممکنہ ذرایع استعمال کریں اور چونکہ ملزم ہی لازماً ایسا شخص ہوتا ہے جو بہترین طریقے پر اپنے جرم یا معصومی سے واقف ہوتا ہے اسی لیے قدرتی طور پر وہی موزوں ترین شخص ہے جس سے اس کے متعلق پوچھا جا سکتا ہے۔ اور فی الحقیقت بہت سی صورتوں میں جو اکثر سنگین جرایم کی صورتیں ہوتی ہیں۔ ملزم کے خلاف بغیر خود اس کی گواہی کے جرم ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ نیز (۲) وہ اصول جس کی رو سے کوئی شخص اپنے کو مجرم بنانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے بدطینت اشخاص کے کسی اور کی حفاظت نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ نہ صرف یہ کہ معصوم اشخاص کو محتسبانہ نوعیت کے سوالات سے چاہے وہ کتنا ہی شدید ہو کوئی ڈر نہیں ہونا چاہئیے بلکہ جتنا احتساب زیادہ ہوتا جائے گا اتنی ہی ان کی معصومی ظاہر ہوتی جائے گی۔ اور آخر میں (۳) انگریزی قانون کا خود ملزم کے منہ سے مضر ذات بیانات قبولوانے سے انکار کرنا اور ان بیانات کو ایسے گواہوں کی زبانی سننا جن سے کہ اس نے ان بیانات کو کہا ہو۔ خود اس کے بنیادی اصول کی جس کے رو سے ہمیشہ بہترین شہادت پیش ہونی چاہیے خلاف ورزی کرتا ہے۔

[1] خصوصاً بنتھم۔ دیکھئے اس کی عدالتی شہادت کتاب ۲ باب ۹۔ کتاب ۵ باب ۷، کتاب ۹۔ حصہ چہارم۔ ابواب ۲۔ ۳۔ ۴۔ اور حصہ پنجم باب ۳ وغیرہ۔ نیز دیکھئے مسٹر جسٹس اسٹیفن کے زمانۂ وکالت کا ایک مضمون۔ در مضامین جوریڈیکل سوسائٹی" جلد ۱ صفحہ ۴۵۶۔

دفعہ ۵۵۷: دوسری جانب سے اس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے اس پر غور کرنے سے پہلے ایک ایسے اہم امر کی طرف توجہ دلانی ضرور ہے جس کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ انگریزی نظام میں مثل ہر دوسرے نظام کے چالان۔ اطلاع یا الزام لگانے کا فعل یا جو کچھ اور بھی اس کو کہا جائے۔ ملزم سے ان امور کے متعلق جن کا اس پر الزام لگایا جاتا ہے ایک عام احتساب یا سوال ہوتا ہے کہ وہ ان کا جواب دے۔ اور اہم شہادت جو اس کے خلاف پیش ہوتی ہے اس پر ایک سوال ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے سے اس سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ یا تو اس واقعے کو جو حلفیہ بیان کیا گیا ہے غلط ثابت کرے یا اس کی ایسی توضیح کرے جو اس کی معصومی کے مغایر نہ ہو۔ جو شہادت یا توضیح بھی کہ وہ کر سکتا ہو نہ صرف قابل ادخال ہوتی ہے بلکہ عدالت اور جوری اس کی سخت منتظر رہتی ہے۔ اور ایسے حالات کی جو بادی النظری طور پر اس کے جرم کا قیاس پیدا کرتے ہیں اس کا توضیح نہ کرنا عملاً ہمیشہ اس کے خلاف بہت سخت طور پر موثر ہوتے ہیں۔ ہمارا قانون جس امر کو منع کرتا ہے وہ ملزم کا خاص احتساب ہوتا ہے — یعنی خواہی نخواہی اس کو خود اس کے خلاف گواہ بنا دینا۔ ثبوت سے پہلے اس کے جرم کے فرض کر لینا۔ اور اسی مفروضے کے تحت اس پر سوالات کرنا۔ اور یہاں ایک سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے — فرض کیجئے کہ ملزم سے احتساب مناسب ہے۔ لیکن کون اس کو انجام دے گا؟ صرف دو صورتیں ہی ممکن ہیں — یعنی الزام لگانے والا یا عدالت۔ اور اگر پیش نظر مقصد صرف سچ کا استخراج ہے تو کیوں نہ مثل دوسرے گواہوں کے خود ملزم سے بھی سوالات کئے جائیں؟ لیکن نہ یہ اور نہ الزام لگانے والے کا ملزم سے سوالات کرنا۔ گو بعض وقت اس کی سفارش کی گئی ہے

۴۸۰

بڑیورپ کا عملدرآمد ہے۔ جہاں ملزم سے سوالات کرنا عدالت کا فریضہ ہوتا ہے۔ اور یہاں ابتدا ہی سے ایک مشکل پیش آتی ہے کہ اگر اس خصوص میں طاقت کا بیجا استعمال کیا جائے تو اس کی اصلاح کی کیا صورت ہوگی؟ جب کوئی فریق یا اُس کا وکیل گواہ سے نامناسب سوالات کرتا ہے تو فریق ثانی ان پہ اعتراض کرسکتا ہے۔ لیکن جب جج خود خاطی ہو تو قانون کی پابندی کرانے والا کون ہوگا؟ وکیل کا جج کے سوالات پر اعتراض کرنا شایستگی اور عملدرآمد دونوں کے قواعد کی رو سے ممنوع ہے اور ایسا کرنا در اصل کسی شخص سے خود اسی کے خلاف درخواست کرنا ہوگا۔

دفعہ ۵۵۸: لیکن اس اہم مسئلے کو زیادہ وسیع اصولوں پر جانچنا چاہئیے۔ پس پہلے تو ملحوظ رکھئے کہ مقدمات کو فیصل کرنے والی عدالتوں کے وظایف اصلاً اور ماہیتاً عدالتی ہوتے ہیں محتسبانہ نہیں ہوتے۔ عدالت کا کام یہ ہے کہ رائے قایم اور فیصلہ کرے۔ شہادت — یعنی فیصلے کے مواد — کی فراہمی عام طور پر فریقین مقدمہ کے ذمہ ہوتی ہے۔ گو اصول احتساب کو بھی اس حد تک تسلیم کیا جاتا ہے کہ پیش کردہ آلاتِ شہادت سے واقعات کے استخراج کی عدالتیں مجاز ہوتی ہیں۔ اور بعض دوسری صورتوں میں وہ اس شہادت کو پیش کرنے پر مجبور کرنے کا اختیار بھی رکھتی ہیں جو پیش نہیں کی گئی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس قضیے کو کہ عدالت ہائے انصاف کا یہ فریضہ ہے کہ سچ تک پہنچنے کے تمام ممکنہ ذرایع کو استعمال کرے ذیل کے قیود کے ساتھ سمجھنا چاہئیے: یعنی پہلے تو یہ کہ یہ ذرایع ایسے ہونے چاہئیں کہ اکثر صورتوں میں ان سے سچ دریافت ہوسکتی ہو۔ اور دوسرے یہ کہ یہ ذرایع ایسے نہیں ہونے چاہئیں کہ ان سے ایسے ضمنی شر پیدا ہوتے ہوں جو دریافت شدہ سچ کے فواید سے کہیں زیادہ بڑھ کر

ہوں[1]۔ اسی لیے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ملزم اشخاص کے خاص احتساب سے بعض صورتوں میں اُس سچ کی دریافت ممکن ہے جو بغیر اِس طریقے کے دریافت نہ ہوتی۔ (اور یہ دراصل اذیت۔ اکراہ[1] قید یا اقبالِ جرم حاصل کرنے کے کسی اور تشدد آمیز طریقوں کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔) پھر بھی قانون بالکل حق بجانب ہو گا اگر وہ ایسے طریقے کے استعمال کو مسترد کر دے جو کہ فی الجملہ عدل گستری کے مضر ثابت ہوتا ہے۔ نیز ایسے احتساب کے اس کے نہایت نیک مقصد سے کئے جانے کی صورت میں بھی موثر ہونے کے لیے ضرور ہو گا کہ وہ جرح کی صورت اختیار کرے اور اسی لیے اس کی وجہ سے جج و ملزم میں ایک دماغی لڑائی ہو جائے گی —— جو بنفسہ نامناسب ہو گی۔ اس سے جج کی غیر جنبہ داری خطرے میں پڑ جائے گی اور حکم سزا کی اخلاقی وقعت چاہے ملزم دراصل کتنا ہی خطا کار ہو گھٹ جائے گی۔ اس قسم کے دنگلوں میں بہ نسبت ایک معصوم شخص کے جو اپنے موقف کے خطرے و ندرت کی وجہ سے سخت پریشان ہوتا ہے مشاق مجرم کو کامیابی کا بہت موقع ہوتا ہے۔ معصوم شخص اپنی ایمانداری کی وجہ سے سچ کو دبانا پسند نہیں کرے گا چاہے وہ کتنا ہی اس کے مضر ثابت ہو۔ اور اسی طرح جرایم کے معاملوں میں اس کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اگر وہ دہشت زدہ ہو کر جرم کا ارتکاب کرا ہو تو یقینی طور پر گرفتار و تباہ ہو جائے گا۔ لیکن جب جج بے ایمان یا متعصب ہو تو خطرے میں بے اندازہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں عدالتی احتساب سے جو ہتیار حاصل ہو گا وہ ناپسندیدہ اشخاص کو دھمکا کر کہ اگر وہ خاموش رہیں گے تو مجرم قرار دے دئیے جائیں گے ان کے خانگی حالات کے افشا پر مجبور کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہو گا۔ اور

۴۸۱

[1] ۔ دیکھئے مقدمہ دفعات ۳۵ - ۴۲ -

ظالم حکومتوں کو اپنے سیاسی دشمنوں کے راز معلوم کرنے یا مجرم ٹھیرا کر خاتمہ کر دینے کی ترغیب ہوگی کہ بے اصولی اشخاص کو جج بنائے۔ اور اسی طرح پر انصاف کے سرچشمے ہی گندے کر دئیے جائیں گے: مختصر یہ کہ عدالتی احتساب چاہے نظریہ کی حد تک کتنا ہی اچھا معلوم ہو عملاً ایک اخلاقی اذیت ثابت ہوگا جو شاید ہی ازمنۂ گزشتہ کی جسمانی اذیت سے کم خطرناک ہوگا۔ اور مثل اس کے کسی روشن خیال ملک کے نظام قانون میں جگہ پانے کے ناقابل۔

دفعہ ۵۵۹: اب ہم پھر مجرم بنانے والے غلط بیانات کی بحث پر لوٹ آئیں گے: بعض وقت ایسے اقبال جرم کے وجوہ تحریک کو دریافت کرنا دشوار ہو جاتا ہے جو بلا کسی شک و شبہ کے غلط ہوتا ہے۔ نومبر ۱۵۸۰ئ میں ایک شخص کو خود اس کے اقبال جرم پر کہ اس نے پیرس سے قریب ایک بیوہ کو جو اس وقت مفقود الخبر تھی لیکن جو دو سال کے بعد زندہ اپنے گھر واپس آئی مجرم ٹھیرایا اور قتل کر دیا گیا[1] اور جون پاری (Joan Parry) اور اس کے دو بیٹوں کا مشہور مقدمہ جس میں ان لوگوں کو ایک شخص ہاریسن (Harrison) کے قتل کے الزام پر اس ملک میں سترھویں صدی میں سولی چڑھایا گیا۔ لیکن ہاریسن چند سال بعد زندہ ملا۔ اس کی ایک دوسری مثال ہے۔ یہ سزا زیادہ تر ملزموں میں سے ایک کے اقبال جرم کی بنا پر دی گئی۔ اور یہ امر دریافت کرنا مشکل ہے کہ آیا وہ اقبال جرم جنون۔ خوف۔ اقبال جرم کرنے کی ناجائز ترغیب یا اپنے ساتھی قیدیوں سے بدلہ لینے کی خواہش کا نتیجہ تھی یا نہ تھا[2]۔ اور جولائی ۱۹۰۵ئ میں

---

[1] کتاب شہادت مصنفہ ہائنے دفعہ ۲۵۷۔ "ہاتھیس بر ثبوت" میں جس مقدمہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ غالباً یہی مقدمہ ہے باب ۱ نوٹ ۲۔

[2] ۱۴ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۱۲۔ نیز دیکھئے جان شارپ (John Sharpe) کا جھوٹا اقبال جرم

ڈرہام (Durham) کے میقاتی اجلاس عدالت دورہ کنندہ پر ایک شخص کو غود اس کے سنہ ۱۸۰۲ء کے ایک قتل کے اقبالِ جرم پر مجرم ٹھیرایا گیا۔ اور باوجود اس کے کٹھرے میں اس اقبالِ جرم کو اس بنا پر واپس لینے کے کہ قتل کے واقعات کو اخبار میں پڑھنے سے اس کے دل پر اتنا اثر ہوا تھا کہ پڑھنے کے بعد سے اس نے ہمیشہ اپنے کو مجرم سمجھا کیا۔ اور اس نے اقبالِ جرم اس وجہ سے کیا تھا تاکہ اس کی ضمیر سے یہ بوجھ ہلکا ہو جائے اس کو موت کی سزا سنا دی گئی لیکن بعد میں اس سزا کو حبس دوام کی سزا میں تخفیف کر دیا گیا۔ ۴۸۲

دفعہ ۵۶۰: اپنے کو مجرم بنانے والے تمام غلط بیانات کو دو اقسام میں منقسم کیا جا سکتا ہے — یعنی وہ جو اقبال جرم کرنے والے کی غلطی کی وجہ سے کئے جاتے ہیں۔ اور وہ جو کسی امید بہتر کی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اول الذکر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ واقعاتی غلطی اور قانونی غلطی۔

دفعہ ۵۶۱: پہلے واقعاتی غلطیوں کو لیجئے: کوئی شخص اپنے کو جرم کا مجرم یا تو اس وقت سمجھ سکتا ہے جب کہ کسی جرم کا ارتکاب ہی نہیں ہوا ہے۔ یا اس وقت جب کہ کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے لیکن کسی دوسرے شخص سے۔ اس قسم کے بہت سے اقبال جرم کا ماخذ ذہنی خرابی ہوتی ہے۔ لیکن ماحول کے حالات سے۔ مثل ناظرین کے کسی حزنیہ کے خود فاعل کو بھی دھوکہ ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کے ایک گزشتہ حصے[1] میں ایک مقدمے کا ذکر کیا گیا ہے جس میں ایک لڑکی کو جب کہ اس کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ جو اس نے کیتھرین ایلمس (Catherine Elmes) کے قتل کی بابت کیا تھا۔ (رجسٹر سالانہ) سنہ ۱۸۲۳ء مرقع ۷۴۔

[1] پیچھے دفعہ ۴۴۔ بیسٹ علم اصول قانون از بک ۷۶۶۔

باپ چوری کرنے کی وجہ سے بہت مار رہا تھا تشنج ہوا۔ اور وہ مرگئی۔ باپ کو پورا یقین تھا کہ وہ مارنے کی وجہ سے مری ہے۔ لیکن بعد میں پتا چلا کہ چوری پکڑے جانے کی وجہ سے اس نے زہر پی لی تھی اگر سرجن پوسٹ مارٹم نہ کرتا تو اس شخص کو قتل انسان کے لیے چالان کیا جاتا۔ اور اغلب یہ ہے کہ وہ کم از کم قتل انسان مستلزم سزا کے مرتکب ہونے کا اعتراف کرتا۔ ایسی مثالیں اکثر پیش آتی ہیں جن میں ناجائز طور پر زخم یا ضرب لگانے کے بعد پہلے سے موجود بیماری کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی ہے اور خاطی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ضرب یا زخم مہلک تھے[1] اسی طرح کوئی شخص اس نعش کو جو خفیہ طور پر اس کے حجرے میں پہنچا دی گئی ہو چور سمجھ سکتا اور اس کو ضرب یا زخم لگا سکتا ہے۔ اور اپنی غلطی سے واقف ہو کر اپنے کو قتل انسان کا مرتکب سمجھ سکتا ہے[2]۔ کوئی عادی چور اپنے بعض چوریوں کو بعض دوسری چوریوں سے گڈمڈ کر کر اپنے کو ایسے جرم کا خاطی سمجھ سکتا اور اس کا اقبال کر سکتا ہے جس میں دراصل اس کا کچھ حصہ نہ تھا[3]۔ گو اس صورت میں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ انصاف کا کچھ بہت زیادہ نقصان نہیں ہوگا۔ جادو کے بعض اقبال جرم کو جن کا ابھی ذکر آئے گا۔ اسی عنوان کے تحت شمار کرنا چاہیئے[4]

دفعہ ۵۶۲: اب قانونی غلطیوں کو لیجیئے: اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ تمام اقبال جرم جس میں عام الفاظ میں خطا کاری کا اعتراف

---

[1] طبی علم اصول قانون از ٹیلر باب ۲۹ طبع چہارم۔
[2] الف لیلیٰ میں کبڑے کی کہانی دیکھیئے۔
[3] عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۵۷۔
[4] نیچے۔

ہو کم نہ بیش قانونی اقبال جرم ہیں۔ اور اسی سے اس امر کی بڑی حد تک وضاحت ہو گی جسے وہ لوگ جو غور و فکر کے عادی نہیں ہوتے ہیں بے قاعدہ امر سمجھتے ہیں —— یعنی اس احتیاط کی جو برطانوی جج عذر مجرم ہونے کو منظور کرنے میں کرتے ہیں[1]۔ اور ظاہر ہے کہ یہی قول ان تمام غیر عدالتی بیانات سے بھی متعلق ہے جو محض بیان واقعات نہیں ہوتے ہیں۔ اور یہاں غلطی کا ایک بڑا سبب قانونی الفاظ کے معنوں سے لاعلمی ہوتی ہے[2]۔ خصوصاً ان صورتوں میں جن میں ملزم اخلاقی خطا کاری سے تو واقف ہوتا ہے لیکن اس سے واقف نہیں ہوتا کہ اس نے کوئی قانونی جرم نہیں کیا ہے۔ مثلاً کوئی شخص جو دراصل فریب یا سرقے کا مرتکب ہو سرقہ بالجبر کے الزام پر اقبال جرم کر سکتا ہے کیونکہ اسے علم نہیں ہوتا ہے کہ قانوناً سرقہ بالجبر سے مراد جسمانی تشدد کے ساتھ اخذ مال ہوتا ہے گو عامیانہ معنی میں کسی صاف بے ایمانی کو بھی سرقہ بالجبر کہتے ہیں۔ یہ ایسی غلطی ہے جس کی وجہ سے زمانہ گزشتہ میں کسی شخص کی جان بھی جا سکتی تھی۔ اور آج کل بھی جو شخص دراصل قتل انسان مستلزم سزا کا مرتکب ہو قتل کے مجرم ہونے کا اقبال کر سکتا ہے جس کی سزا موت ہوتی ہے۔ اسی طرح سرقے، شدید مداخلت بیجا میں بعض وقت فرق بہت کم ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی جاہل شخص جو جانتا ہو کہ وہ اس جایداد پر اپنی حقیت ثابت نہیں کر سکتا ہے جس کو اس نے مداخلت بیجا کے ذریعے سے حاصل کیا ہے باوجود فقدان بد نیت

---

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۵۴۸۔

[2] ۲۷ لبراسلیاریم حصہ ۸۰۔ ایک عورت پر کچھ روٹی کے سرقے کا الزام لگایا گیا اور چالان کیا گیا تھا۔ اس نے جواب دہی میں کہا تھا کہ اس نے شوہر کے حکم سے چرایا تھا۔ نظامانے رحم لکھا کر اس اقبال جرم کو منظور نہیں کیا بلکہ تحقیقات کی جس سے ظاہر ہوا کہ اس نے شوہر کے اکراہ کی وجہ سے اپنی مرضی کے خلاف چرایا تھا۔ اسی وجہ سے وہ بری کر دی گئی۔

نہ ہونے کے سرقے کے الزام پر اپنے مجرم ہونے کا اعتراف کر سکتا ہے۔

دفعہ ۵۶۳: دوسرے قسم کے اپنے کو مجرم بنانے والے غلط بیانات میں اقبال جرم کرنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیان غلط ہے لیکن وہ کسی حقیقی یا فرضی فایدے کی توقع میں کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے غلط بیانات کے تمام وجوہائے تحریک کو شمار کرانا صاف طور پر ناممکن امر ہے[1]۔ بہت سے ایسے بیانات سہل انگاری اور الزام جرم کی پریشانی سے بچنے کے خاطر کئے جاتے ہیں۔ اور ان صورتوں میں سے بعض صورتوں میں غلط بیان دینے کی وجہ ظاہر ہوتی ہے یعنی۔ جسمانی یا اخلاقی اذیت سے بچنے کی خواہش[2]۔ بعض دوسری صورتوں میں یہ وجہ اتنی ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ کمزور و بزدل اشخاص اپنے کو قانون کے پنجے میں پاکر پریشان ہوجاتے ہیں۔ یا جھوٹے گواہوں کی گواہی یا اپنے خلاف قراینی شہادت کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ یا ججوں کی ایمان داری یا قابلیت سے بدگمان ہوجاتے ہیں اور اسی وجہ سے[3] امید کرتے ہیں کہ اقبال جرم کی وجہ سے ان کے ساتھ رحم کیا جائے گا۔

[1] دیکھئے عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۵ باب ۶ دفعات ۲ و ۳۔

[2] دیکھئے اوپر دفعات ۵۵۴ و دفعات مابعد۔

[3] اس کی ایک عجیب مثال دو بورنس (Boorns) کے مقدمے سے ملتی ہے جن کو ورمانٹ بنگٹن کونٹی (Vermont, Bennigton County) کی عدالت عالیہ نے میقات ستمبر ۱۸۱۹ء میں رسل کالون (Rassel Colvin) کے ۱۰ مئی ۱۸۱۲ء کو قتل کی بنا پر مجرم ٹھیرایا شہادت سے ظاہر تھا کہ کالون جو ملزموں کا سالہ تھا۔ کمزور دل کا کچھ دیوانہ شخص تھا۔ اس کو ملزموں کے خاندان پر بار سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ انھیں اس کو پالنا پڑتا تھا۔ جس دن وہ غائب ہوا وہ ایک دور دراز کے کھیت میں تھا جہاں ملزمین کام کر رہے تھے۔ اور ان میں ایک سخت جھگڑا

دفعہ ۵۶۴: نیز کوئی معصوم شخص جس پر کسی جرم کا شبہہ کیا گیا یا الزام لگایا گیا ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس کو کسی ایسے شخص کے ہاتھوں تکلیف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہوا تھا۔ ان میں سے ایک نے ایک لٹھ سے اس کی گدی پر زور سے مارا تھا۔ جس سے وہ زمین پر گر پڑا تھا۔ اس وقت کچھ شبہہ ہوا کہ اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔ چند مہینوں بعد جب اسی کھیت میں اس کی ٹوپی ملی تو اس شبہے میں اضافہ ہوا مرور زمانہ سے یہ شبہے دب گئے۔ لیکن ۱۸۱۹ء میں ایک ہمسایہ کو متعدد خواب پڑے جن میں اس نے نہایت تفصیل سے قتل کو اور نعش کے اخفا کو دیکھا۔ اس بنا پر ملزمین پر سختی سے الزام قتل لگایا تھا اور عام طور پر وہ قتل کے ملزم سمجھے جانے لگے۔ سخت تلاش کے بعد کالون کے جیب کا چاقو اور کپڑوں کی ایک گھنڈی اسی کھیت کے ایک کھلے تہ خانے میں ملی۔ اور اس سے تھوڑی دور پر ایک کھوکل پیڑ میں دو کیلے اور کئی ہڈیاں جنھیں انسان کی ہڈیاں سمجھا گیا پائی گئیں۔ اس شہادت پر و نیز ان کے سوچے سمجھے اقبال جرم پر کہ انھوں نے قتل کیا اور ان مقامات پر نعش کو چھپایا تھا۔ انھیں مجرم قرار دے دیا اور سزائے موت سنا دی گئی اسی دن انھوں نے مقننہ کو درخواست دی کہ ان کی سزا میں تخفیف کر کے حبس دوام کی سزا میں بدل دیا جائے۔ اور یہ درخواست صرف ایک کے متعلق منظور ہوئی۔ اب انھوں نے اقبال جرم کو واپس لیا اور اس کی تردید کی اور اس گم شدہ شخص کی دریافت و تلاش کے لیے انعام مشتہر کرایا۔ چنانچہ وہ نیو جرسی (New Jersey) میں ملا اور پھانسی کو روکنے کے لیے وقت پر گھر واپس آیا۔ وہ اس خوف سے بھاگ گیا تھا کہ کہیں وہ اس کو قتل نہ کر ڈالیں۔ ہڈیاں کسی جانور کی تھیں انھیں بعض غلط رائے والے دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ ثابت شدہ قراین کی بنا پر چونکہ وہ لازماً مجرم ٹھیرائے جائیں گے ان کی جان صرف سزا میں تخفیف کئے جانے سے بچ سکتی ہے۔ اور سزا میں تخفیف توبہ کرنے اور اقبال جرم کرنے اور اسی بنا پر رحم کی سفارش حاصل کرنے سے ہو سکتی ہے۔ شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد اطبع شانزدہم دفعہ ۲۱۴۔ نوٹ (۲)۔

۴۸۴ پہنچے گی جیسے یہ امر پسندیدہ ہے کہ وہ اس جرم کے لیے سزا بھگتے[1]۔ اسی عنوان کے تحت وہ صورتیں بھی آتی ہیں جن میں اقبال جرم کرنے والے کی معصومی کو ثابت کرنے سے ایسے معاملات فاش ہو جاتے ہیں جن کے اخفا میں بہتوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔ یا جس سے کوئی ممتاز شخص دنیا کے روبرو مجرم کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے۔ اور جس کا غلط اقبال جرم کرنے پر انعام بہت بڑا اور اس کے جرم کو فاش کرنے کی سزا ہولناک ہوتی ہے۔ ان حالات میں ملزم کو دھمکیوں یا رشوت کے ذریعے سے ترغیب دی جاتی ہے کہ جواب دہی نہ کرے اور اپنے کو اس الزام جرم کا مرتکب تسلیم کرلے جو اس پر لگایا گیا ہے۔

دفعہ ۵۶۵: لیکن اپنے کو مجرم بنانے والے غلط بیانات کلیتہً ایسے مقاصد سے بھی کئے جاتے ہیں جو ضمنی اور خود اقبال کنندہ یا دوسروں سے متعلق ہوتے ہیں۔ ان میں سے اول الذکر کے متعلق ملحوظ رکھنے کہ جرم کا جھوٹا اقبال دوسرے امور کی تحقیقات کو دبانے مثلاً کسی ایسے زیادہ سنگین جرم کی تحقیقات نہ ہونے دینے کے لیے جس کا ابھی اقبال کنندہ پر شبہ نہیں ہوا ہے۔ کیا جا سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۵۶۶: اس خلاف عادت امر کی عجیب ترین شکل اس ذہنی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جسے عام طور پر زندگی سے سیری کہا جاتا ہے[3]۔ ۴۸۵ متعدد مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں اشخاص نے جو زندگی سے سیر ہو چکے تھے اپنے آپ پر سنگین اور سزائے موت والے ایسے جرائم کا الزام لگا لیے جو

---

[1] عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۲۴۔

[2] ایضاً۔

[3] زیگنے بیکن کا مضمون پر۔ ڈرا بجسٹ کتاب ۲۹ عنوان ۵ دفعہ ؛ ذیلی دفعہ ۲۲ ما تھیو الیس جرائم برحاشیہ ۲۸۸ ڈائجسٹ عنوان ۱۲۔ باب الوٹ ا۔

یا تو محض فرضی جرایم تھے یا ایسے جرایم تھے جن کا ارتکاب دوسرے اشخاص نے کیا تھا[1]۔ ایسی صورتوں میں بر یورپ کے فقہا کا اصول قانون کہ "کسی ایسے شخص کی شنوائی نہیں ہونی چاہیے جو اپنی موت کا طالب ہوتا ہے[2]" فایدے کے ساتھ اطلاق دیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۵۶۷: بنتھم کہتے ہیں کہ[3] جھوٹے اقبال جرم کا نہایت ہی قدرتی ماخذ عورتوں اور مردوں کے تعلقات میں ملتا ہے۔ اور اس ملک کا کلیسائی قانون اس ذریعے سے جھوٹے اقبال جرم پیش ہونے کے خطرے سے اتنا واقف تھا کہ اس نے اس امر کی اجازت نہیں دی تھی کہ صرف بیوی کے عدالتی یا غیر عدالتی اقبال جرم کے ذریعے سے (کم از کم عقد نکاح سے طلاق حاصل کرنے کے لیے) زنا ثابت کیا جا سکے[4] اور کلیسائے انگلستان کے قوانین ۱۶۰۳ء کے ۵۔ اویں قانون کے الفاظ حسب ذیل تھے:-

---

[1] ایک فرنچ شخص ھیوبر (Hubert) کو مجرم ٹھیرایا اور سزا دی گئی۔ کیونکہ اس نے نہایت ہی مفصل اقبال جرم ۱۶۶۶ء کی لندن کی بڑی آتشزدگی کا باعث ہونے کے متعلق کیا تھا لیکن مورخ کہتے ہیں کہ "نہ جج اور نہ کوئی اور شخص جو سماعت مقدمہ کے وقت موجود تھے اس کو مجرم سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ ایک غریب اور پریشان زندگی سے اکتایا ہوا بیچارہ تھا جس نے اس طرح پر دنیا کو خیرباد کہنا پسند کر لیا تھا" سلسلۂ سوانح لارڈ کلارنڈن "Continuation of Lord Clarendon's Life." ۳۵۲-۳۵۲۔

[2] کتاب شہادت از بانٹے دفعات ۲۵۶ اور ۲۵۷۔ ڈاگیسو (اور بے) فقرہ ۴ صفحہ ۱۰۶۔ ۵ مقدمات مشہور ۴۵۴۔ اڈیٹر ریشے۔ ماتھے ایس بر حوالۂ مذکورۂ بالا۔

[3] ۳ عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم ۱۱۶-۱۱۷۔

[4] ۔ دیکھئے فیصلۂ سر ولیم اسکاٹ سنہ ۱۸۱۰ء ۔ بہ مقدمہ مارٹیمر بنام مارٹیمر ۲ ہیگارڈ کریمنل رپورٹ ۳۱۶۔

"چونکہ ازدواجی مقدمات ہمیشہ نہایت ہی اہم سمجھے گئے ہیں اور اسی لیے جب ان کے متعلق بحث ہوتی اور فیصلہ مانگا جاتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ کلیسا میں باضابطہ نکاح ہونے کے بعد کسی سبب یا وجہ کی بنا پر اس کے فسخ و منسوخ کرنے کی درخواست کی جاتی ہے تو زیادہ احتیاط ضروری ہوتی ہے اور ہم سختی سے حکم دیتے اور لازمی گردانتے ہیں کہ طلاق و فسخ نکاح کے تمام معاملات میں نہایت درجہ احتیاط و باخبری برتی جائے۔ اور گواہوں کے اظہارات اور دوسری جائز شہادت و بیانات سے حتی الامکان سچ بات دریافت کی جائے۔ اور صرف خود فریقین کے اقبال جرم پر جا ہے وہ کتنے ہی حلفیہ ہوں اور عدالت میں یا عدالت سے باہر کئے جائیں اعتبار نہ کیا جائے۔

لیکن کم از کم انفساخ نکاح کے معاملے میں قانونی عدالت ازدواجی جسے قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ کی رو سے ازدواجی مقدمات میں کلیسائی اختیار سماعت تفویض کیا گیا ہے (گو دوسرے معاملات میں اس قانون کے دفعہ ۲۲ کی رو سے وہ کلیسائی "اصول و قواعد" کا پابند ہے) بیوی کے غیر مشتبہ اقبال کی بنا پر نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ گو اس اقبال کی تائید دوسری شہادت سے نہ ہوئی ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی شہادت پر احتیاط باخبری اور بدگمانی سے غور کر لینے کے بعد معقول طور پر شبہے کی گنجایش باقی نہ ہو[1]

۴۸۶

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: مجموعۂ قانون کلیسائے انگریزی از گبسن (Gibs. Cod. Jur. Eccl. Angl.) عنوان ۲۲ باب ۱۷ اور Ordojudiciorum مصنفہ (Oughton) عنوان ۲۱۴۔

[1] رابنسن بنام رابنسن ۱۸۵۹ء۔ ۱۔ سوابی و ٹرسٹرام ریورٹس ۳۶۲-۳۶۴۔ لیکن اس مقدمے میں کوئی ڈگری نہیں ہوئی۔ کیونکہ عدالت مطمئن نہیں تھی کہ بیوی کی ڈائری سے جو خلاصے پیش کئے گئے تھے اور جن پر درخواست گزار نے بھروسا کیا تھا وہ زنا کے اقبال جرم کی حد تک پہنچتے تھے۔ عدالت نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ وہ محض خیال اور وہم ہو سکتے ہیں۔ نیز دیکھئے

لیکن گو بیوی کے اقبال اس کے خلاف شہادت میں قابل ادخال ہیں لیکن وہ اس شخص کے خلاف قابل ادخال شہادت نہیں ہیں۔ جس کے ساتھ وہ کہتی ہے کہ اس نے ارتکاب زنا کیا ہے۔ اور اسی لیے یہ عجیب نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جج (یا جوری بھی۔ اگر مقدمے کی سماعت جوری کے ساتھ ہو) قرار دے سکتی ہے کہ زوجہ نے مدعی علیہ کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ لیکن اس نے زوجہ کے ساتھ زنا کا ارتکاب نہیں کیا ہے[1]۔

دفعہ ۵۶۸: وہ مقنن جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے کہتے ہیں[2] کہ خودستائی کے متعلق معلوم ہے کہ وہ کسی اور وجہ تحریک کے بغیر (ان صورتوں میں اخلاقی تہدید کی قوت باہم منقسم ہوتی ہے) اتنا قوی مفاد فراہم کر دیتی ہے کہ کوئی شخص بنی نوع انسان کے ایک حصے کی اپنے متعلق اچھی رائے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بیمس بنام ویمس ۱۸۶۵ء لارپورٹ اپروبیٹ وڈیورس ۲۹۔ ونبرگ بنام ونبرگ، ۲ ٹائمز لارپورٹس ۹۔ کالنس بنام کالنس ۳۳ ایضاً ۱۲۲۔

[1] دیکھئے رابنسن بنام رابن سن۔ اور جس پر ۱۸۸۶ء میں مقدمہ کرافرڈ بنام کرافرڈ (۱۱) پروبیٹ ڈیویژن ۱۵۰۔ میں عمل کیا گیا۔ اور بٹ جسٹس Butt. J. نے قرار دیا کہ مدعی علیہا نے اپنے ہی اقبال کی وجہ سے شریک مدعی علیہ کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ لیکن اس امر کی کوئی قابل ادخال شہادت نہیں ہے کہ شریک مدعی علیہ نے مدعی علیہا کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ رودرفرڈ بنام رودرفرڈ ۲۲ ٹائمز لارپورٹ ۳۵۳۔ عدالت مرافعہ جس میں گو مدعی علیہا نے دخیل کے ساتھ زنا کا اقبال کیا تھا لیکن موخر الذکر نے اس سے انکار کیا تھا اور طبی شہادت سے اس کی تائید ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے عدالت نے طلاق کے حکم عارضی کو جو عدالت تحت سے حاصل کیا گیا تھا۔ منسوخ کر دیا۔

[2] ۳ عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم ۱۱۷۔ ۱۱۸۔

کھو دینے اس خیال کی وجہ سے تیار ہو جاتا ہے کہ ایک دوسرے طبقے کی نظروں میں اس کی قدر زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ تحریک کی بناء پر ایسے تمام افعال کے متعلق جنھیں مختلف قسم کے اشخاص مختلف نقطہ ہائے نظر سے دیکھتے ہیں جھوٹے اقبال جرم حیطۂ امکان سے باہر نہیں ہیں۔ میں نے اتنے بڑے شخص کی توہین کی۔ میں نے اپنی جماعت کی جانب سے ایسا رسالہ لکھا جسے برسر اقتدار جماعت توہین تحریری سمجھتی ہے لیکن میں حق کے معاملے میں ایک قابل قدر کوشش و محنت۔ میں نے فلاں مذہبی کتاب لکھی جسے کلیسا و ملاک ملحدانہ کتاب سمجھتا ہے لیکن میرا فرقہ بالکل راسخ العقیدہ اور صحیح مذہبی خیالات پر مبنی سمجھتا ہے۔" اس قسم کے جھوٹے بیانات کا ماخذ بعض وقت شہرت کی اندھی محبت ہوتی ہے چاہے اس کی قیمت کچھ ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ اس دلیر نوجوان کو افی سئیس (Ephesus) کی دیول کو جلا ڈالنے پر جس وجہ تحریک نے آمادہ کیا وہ یقیناً اتنی قوی ہوتی کہ اگر دیول اتفاقی طور پر بھی جلتی تو اس سے اعلان کرواتی کہ وہی اس شرارت کا بانی ہے چاہے دراصل وہ کتنا ہی معصوم کیوں نہ ہوتا۔

دفعہ ۵۶۹: جھوٹے اقبال جرم کی ایسی بھی مثالیں ملتی ہیں جو کسی خاص ضمنی مقصد سے کیے ہوئے ہوتے ہیں[1]۔ امالکائیٹ (Amalekite) کی مثال جس نے سال (Saul) کے قتل کا جھوٹا اقبال کیا تھا ایک نہایت ہی قدیم و مستند مثال ہے[2]۔ سپاہی جو خارجہ ممالک میں فوجی نوکری پر بھیجے جاتے ۴۸۷

[1] اس عنوان کے تحت غلام پریمی ٹیوو (Primitrivous) کا مشہور مقدمہ آتا ہے جس نے اپنے مالک سے بچنے کے لیے اپنے پر اور اپنے ساتھ دوسروں پر قتل انسان کا جھوٹا الزام لگایا تھا۔ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ ۱۔ (۲۷)۔

[2] ۲۔ سام ۱۔ ۱۔

ہیں۔ اکثر وطن میں کسی جرم کے ارتکاب کا اقبال کرتے ہیں تاکہ انھیں بماعتِ مقدمہ کے لیے گھر واپس بھیجا جائے اور وہ فوجی خدمت سے بچ رہیں۔ اور فوجی خدمت چھوڑ کر بھاگ جانے یا فریبانہ طور پر فوج میں بھرتی ہونے کے غلط بیانات ہر سال از سر نو نافذ ہونے والے قانون فوج ۴۴ و ۴۵ وکٹوریہ باب ۵۸ کے دفعہ ۴۷ کے تحت خاص طور پر قابل سزا قرار دیے گئے ہیں۔ سابق میں جب کالا پانی بھیجے جانے کو ادنیٰ طبقے بجائے سزا کے نعمت سمجھتے تھے۔ کبھی کبھی جرایم اس توقع پر کیے جاتے تھے کہ یہ فرضی فایدہ حاصل کیا جائے۔ اور یہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ ایسے جرایم کے جن کا ارتکاب دراصل دوسرے لوگوں نے کیا ہو۔ جھوٹے اقبال بھی دراصل اسی مقصد سے کیے گئے ہوں۔ اور چاہے یہ مشہور ہونے کی اندھی محبت کی وجہ سے ہو یا محض اخلاقی کمزوری کی وجہ سے یا محض شرارت کے شوق سے یہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی نہایت ہی ہولناک قتل ہوتے ہیں ــــ مثلاً ۱۸۸۸ء اور ۱۸۸۹ء کے وایٹ چاپل (White Chapel) والے طوایف کے قتل ــــ تو ان کے متعلق متعدد جھوٹے اقبال جرم کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ شاید یہ امر قابل افسوس ہے کہ ایسے اقبال جرم کرنے والے اس قانون تعزیرات کے پنجے میں نہیں آتے ہیں جس کے اطلاق میں وہ خلل انداز ہوتے ہیں۔

دفعہ ۵۷: اب تک ہم ان صورتوں پر غور کر رہے تھے جن میں جھوٹا اقبال جرم خود اقبال جرم کرنے والے کے فایدے کی توقع میں کیا جاتا ہے۔ اب ہم ان صورتوں پر غور کریں گے جن میں دوسرے اشخاص بھی شریک ہوتے ہیں۔ اس کی بہترین مثالیں وہ ہیں جن میں جھوٹے اقبال جرم کرنے والے کو دوسروں کو فایدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ایسے شخص کی جان۔ مال۔ نیک نامی کو بچانے یا اس کو تکلیف سے بچانے کے لیے جس کے مفاد اس کو اپنے سے زیادہ عزیز ہوں۔ اس کی

ایک عجیب مثال کہا جاتا ہے کہ ۱۸۰۸ء میں نیورمبرگ (Nuremberg) میں پیش آئی۔ جس میں دو عورتوں نے جو سخت افلاس میں مبتلا تھیں ایک کے بچوں کے لیے اس ملک کے قانون یتامیٰ کے فواید حاصل کرنے ایسے جرم کا غلط اقبال کر لیا جس کی سزا موت تھی۔ انھیں مجرم قرار دیا گیا۔ اور ایک کو قتل کیا گیا۔ لیکن دوسری اپنے دوست کی موت کو دیکھنے کے رنج و اضطراب کی وجہ سے سُولی پر مر گئی۔ ایک اور مقدمے کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جس میں ایک سنگین سرقہ بالجبر کے واقع ہو جانے کے بعد ایک شخص نے اس کے ارتکاب کا شبہہ اپنے متعلق پیدا ہونے دیا۔ اور جب مجسٹریٹ کے سامنے اس پر سوالات کئے گئے کنایۃً ایسی باتیں کہہ گیا جو معناً اقبال جرم کی حد تک پہنچتی تھیں۔ اور یہ سب اس لیے کیا کہ اس کے بھائیوں کو جو اصل مجرم تھے فرار ہونے کا موقع مل جائے۔ اور بعد میں اس کے مقدمے کی سماعت کے وقت جب کہ اس کا پہلا مقصد حاصل ہو گیا تھا۔ ایک مکمل عذر عدم موجودگی پیش کر کے اپنے کو معصوم ثابت کر دیا۔ یہ مشہور و معروف امر ہے کہ بعض وقت لوگوں نے اپنے کو تباہ کر ڈالا ہے تاکہ اپنے خاندان کو فایدہ پہنچائیں۔ روپیہ حاصل کرنے کی کم اچھی وجہ تحریک کا بھی بعض وقت یہی اثر ہوا ہے۔

۴۸۸

لہ مقدمہ مریہ شوننگ اور آن ہارلن۔ اجنبیوں کے مقدمات مشہورہ (Case of Maria Schoning & Anna Harlin, Causes Celebres Estrangeres) جلد ۱۔ صفحہ ۲۰۰۔ پارس ۱۸۵۸ء۔

لہ قانون تعزیرات از چیٹی ۸۵۔

لہ اس کتاب کے طبع سوم کے شایع ہو جانے کے بعد مسٹر بسٹ کو مسٹر ٹی ٹی میڈوس T. T. Meadows برطانوی قونصل متعینہ نیوچوانگ (Newchwang) (شمالی چین) کے پاس سے ایک خط ملا کہ مجرموں کی جگہ اپنے کو مجرم ظاہر کرنا۔ ان مقدمات میں بھی جن کی سزا موت ہو چین میں ایک

دفعہ ۵۷۱: دوسروں کو ضرر پہنچانے کی خواہش سے بھی کبھی کبھی نتیجہ پیدا ہوا ہے۔ ایسے اشخاص نے جنھیں اپنی پروا نہیں تھی اپنے دشمنوں کو تباہ کرنے کی غرض سے جھوٹے اقبال جرم کر لیے اور ان کو اپنے ساتھی اور رجرم میں شریک بتائے ہیں۔ اس پر ہم کو کم تعجب ہوگا اگر ہم یہ یاد کریں کہ کتنے دفعہ لوگوں نے اپنے کو سخت زخمی کر لیا۔ اور بعض صورتوں میں کہا جاتا ہے کہ خودکشی تک کر لی تاکہ قتل یا اقدام قتل کا شبہہ ان اشخاص پر کیا جا سکے جن سے انھیں نفرت تھی[1]۔

دفعہ ۵۷۲: غلط اقبال جرم کی بے قاعدگی ان صورتوں تک محدود نہیں ہے جن میں کوئی مجرم یا مجرمانہ فعل ہو سکتا ہے۔ اکثر ممالک کی عدالتی تاریخوں میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جن میں لوگوں نے یقینی طور پر یہ جانتے ہوئے کہ سزائے موت دی جائے گی ایسے جرایم کا اقبال کیا ہے جن کو اب عام طور پر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ ہم زیادہ تر ان چالانات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو جادو یا خبیث ارواح سے میل جول کی بنا پر کیے جاتے تھے۔ اور جو پہلے زمانے میں خصوصاً سترھویں صدی میں اس ملک کی عدالتوں کے لیے باعث شرم و ذلت رہے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- مشہور معروف امر ہے۔ مسٹر میڈوس کہتے ہیں کہ "اس کی ترغیب یا نہ جہ تحریک ہمیشہ روپیہ نہیں ہوتی ہے۔ خاندان کے کم عمر اراکین نے زیادہ عمر کے مجرم اراکین کی جگہ لی ہے بلکہ غلام یا غلامہ کاشت کار بھی اپنے مجرم مالکوں کی جن سے کہ ان کو محبت تھی"۔ مسٹر جیمس پین کی ناول "بائی پراکسی" (Mr. James Payn's Novel "By Proxy") کا اہم واقعہ اسی رواج پر مشمول ہے۔

[1] دیکھیے دفعہ ۲۰۶۔

ان میں سے بعض مقدمات میں یہ عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ ان میں لوگ آزادی سے (یعنی جہاں تک جسمانی اذیت کی عدم موجودگی کو آزادی کہا جاسکتا ہے) نہ صرف ان خیالی جرائم کے ارتکاب کا وقت و مقام کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیلات کے ساتھ اقبال جرم کرتے ہیں بلکہ اپنے پر یہ بھی الزام لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ شیاطین کی اس طرح پر امداد کے ذریعے سے انھوں نے متعدد قتل عمد اور دوسرے ہولناک جرائم کا ارتکاب کیا ہے[1]۔ اسکاٹ لینڈ کے مقدمات انگلستان کے مقدمات کی بہ نسبت اور بھی زیادہ حیرتناک و بعید از عقل ہیں[2]۔ لیکن یہ باور کرنے کی قوی وجہ موجود ہے کہ ان میں سے اکثر میں اقبال جرم ایذا رسانی کے ذریعے سے

۴۸۹

[1] دیکھئے مقدمات بیری اسمتھ (۲) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۱ و نیز مقدمہ دی تھری ڈیون وچس (The Three Devon witoches) ۸ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۰۱۷۔ اور مقدمہ بوری سینٹ اڈمنڈس وچس (The Bury St. Edmunds Witches) (۶) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۶۴۷ کی نوٹ و نیز مقدمہ دی ایسکس وچس (The Essex Witches) ۴ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۸ اور خصوصاً مقدمہ موخر الذکر این کیٹ (Anne Cate) (۴) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۸۵۶۔ ریبکہ وسٹ (Rebecca west) ایضاً ۸۴۰۔ روز ہالی برڈ (Rose Hally bread) ایضاً ۸۵۲۔ جایس بونس (Jovce Boanes) ایضاً ۸۵۳۔ اور ربیکہ جونس (Rebecca Jones) ایضاً ۸۵۴ کے اقبال جرم نہایت عجیب ہیں۔ ان میں سے پہلے دو اس کتاب کے طبع ششم ۱۸۷۵ء کے ضمیمہ نمبر (۲) میں نقل کئے گئے ہیں۔

[2] ان میں سے بہت سے مقدمات کو "مجموعہ مشہور سماعت ہائے فوجداری اسکاٹ لینڈ" مصنفہ ارناٹ (Arnot's Collection of Celeberated Criminal Trials in Scotland) میں جمع کیا گیا ہے۔ صفحہ ۳۴۷۔ و صفحات مابعد۔ اڈنبرا ۱۸۱۲ء۔ و نیز دیکھئے "فوجداری سماعت ہائے اسکاٹ لینڈ مصنفہ پٹ کیرن" (Pitcairn's Criminal Trials in Scotland). اڈنبرا ۱۸۳۳ء عام اشاریہ میں عنوان "جادوگری" خصوصاً اسوبل الیٹ (Isobel Elliot) ۱۳ ستمبر ۱۶۷۸ء

حاصل کیا گیا تھا[1]۔ اور اس نفسیاتی مظاہرے کی جو ان تمام مقدمات سے ہویدا ہے حسب ذیل معقول توضیح اسکاٹ لینڈ کے قانون تعزیرات کے ایک ممتاز مصنف[2] نے اس طرح پر کی ہے کہ "ان تمام حالات کا — یعنی موجودہ زبون حالت۔ طویل قید۔ بری قرار دیے جانے کی امید موہوم۔ ایک نئے الزام اور چالان کا خوف۔ اور معاشرے کے تمام آرام و مرتبے کے نقصان کا یقین — مناسب لحاظ کرنے کے بعد جادوگری کی وجہ سے ان کثیر التعداد احکامات سزا پر جو خود ملزموں کے اقبال جرم کی بنا پر صادر کیے جاتے تھے۔ تعجب کرنے کی کم وجہ باقی رہجاتی ہے۔ ان وجوہائے تحریک میں گو یہ بنفسہ کافی ہیں۔ ایک اور وجہ تحریک کے اثر کا اضافہ کیجیے جو ان وجوہائے تحریک میں سے کسی سے کم قوی نہیں ہے — یعنی ان بدقسمت ملزموں کی غیر سیانی ومجنونانہ ذہنی حالت۔ ان دنوں جب کہ ہر شخص (بلا استثنا۔ ذہین سے ذہین شخص کے بھی) جادوگری کی اصلیت اور فوق البشری قوتوں کے حاصل کرنے کے امکان پر کامل یقین رکھتا تھا۔ یہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ بعض ایسے بھی اشخاص نکل آتے تھے جو یا تو کسی سے کینہ نکالنے یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- کا مقدمہ دیکھیے۔ اس نے مع نوادر عورتوں کے عدالت میں اقبال کیا کہ شیطان نے ان کی رسم تسمیہ ادا کی۔ اور انھوں نے اس کے ساتھ جماع کیا۔ ان سب کو مجرم قرار دیا اور جلا ڈالا گیا (آرناٹ ۳۶۰-۳۶۱) ایسا ہی اقبال جرم اسوبل گوڈی (Issobell Gowdie.) نے ۱۳ راپریل ۱۶۶۲ء کو کیا۔ دیکھیے پٹ کیرن جلد چہارم صفحہ ۶۰۲۔ نیز دیکھیے مقدمہ بسی ڈنلاپ (Bessie Dunlop) ایضاً جلد ۲ صفحہ ۴۹۔

[1] اس خاص غرض کے لیے اذیت پہنچانے جو آلے استعمال کیے جاتے تھے ان کی تفصیل کے لیے دیکھیے پٹ کیرن جلد ۲ صفحہ ۵۰-۳۷۵-۳۷۶۔

[2] قانون تعزیرات اسکاٹ لینڈ از ہیوم (Hume's Criminal Law of Scotland) جلد ا ص ۵۹۱۔

محض شوقیہ طور پر یا ان کے خیالات میں کچھ خرابی ہونے کی وجہ سے خبیث ارواح سے واقعی ملاقات چاہتے تھے اور اس ملاقات کے لیے ان دنوں جو طریقے موثر سمجھے جاتے تھے انھیں اختیار کرتے تھے۔ اور یہ ممکن ہے کہ ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہوں جو ایسے بے بنیاد مشغلے میں طویل و مسلسل محنت شاقہ اٹھانے سے آخر اتنے سنکی ہو گئے کہ خود اپنے خوابوں۔ بڑبڑاہٹ یا غشی کی بیماریوں کو شیطان سے ملاقات اور گفتگو سمجھنے لگے ہوں"۔ ذیل کا مقدمہ سنہ ۱۸۳۰ء میں ہندوستان میں گزرا ہے۔ تین قیدیوں سے پولس کے سامنے اقبال جرم کرایا گیا کہ انھوں نے جادو کے زور سے مستغیثہ کی بیوی سے جو دس مہینے کی حاملہ تھی جبراً جماع کیا۔ مارا۔ اور اور طرح پر برا برتاؤ کیا۔ اور اس کے بعد بچے کو رحم سے نکالا اور اس کے بجائے رحم میں ایک بچھڑے کا چمڑا اور گھڑا داخل کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ مر گئی۔ ان اقبال جرم کی تائید متوفی کے رحم میں سے چمڑے اور گھڑے کے نکلنے سے ہوئی۔ لیکن مجرموں کو رہا کر دیا گیا۔ زیادہ تر اس بنا پر کہ وہ گھڑا اتنا بڑا تھا کہ جیتے جی اس کے رحم میں داخل کئے جانے پر بھروسا کرنا ناممکن تھا[1]۔

۷۹۰ **دفعہ ۵۷۳**: مذکورۂ بالا وجوہات شہادت اقبال جرم کی ہر نوع پر کم و بیش موثر ہوتے ہیں۔ لیکن غیر عدالتی اقبال جرم خصوصاً جب وہ مکمل نہیں ہوتے اور بھی مضعف مفروضات سے متاثر ہوتے رہیں۔ یعنی روایت میں دروغ بیانی کے جو الفاظ کہے گئے ہوں ان کو غلط بیان کرنے۔ اور بیان کو غیر ممکن طور پر روایت کرنے سے[2]۔ (۱) دروغ بیانی:

---

[1] کٹی نام چنا پان وغیرہم۔ رپورٹ عدالت فوجداری۔ مدراس۔ از اربٹ ناٹ۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۔

جبیتہ اقبال جرم گواہی دینے والے گواہ کی کلاً یا جزءً اختراع ہو سکتی ہے۔ اور یہاں ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ شہادت کے تمام انواع میں زیر غور شہادت ہی میں اختراع بہت آسان ہوتا ہے۔ اور چاہے وہ کتنا ہی غلط ہو کسی قسم کی بلا واسطہ یا قرائنی شہادت کے ذریعے سے اس کی تردید یا اس کو غلط ثابت کرنا سخت دشوار ہوتا ہے[1]۔ (۲) غلط تعبیر: کسی شخص کا کوئی قول یا فعل چاہے وہ کتنا ہی معصومانہ یا قابل تعریف ہو اس سے مستثنیٰ نہیں۔ مثلاً ملزم کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوئی کاغذ ملزم کے قبضے سے برآمد ہوتا ہے جس سے اس جرم کا مرتکب ہونا ظاہر ہوتا ہے جس کا کہ اس پر الزام ہے۔ یہ امر اس کے ملزم ہونے کے واقعے سے متوافق ہے۔ لیکن برخلاف اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ اس کاغذ پر توہین تحریری ہو جس کو کہ ملزم نے تردید کرنے۔ یا اعانت کرنیوالے پر نالش کرنے کے خیال سے نقل کر لیا ہو[2]۔ نیز ایسے الفاظ سے جو محض مذاق سے یا مشیخت میں کہے گئے ہوں۔ بالکل غلط نتائج نکالے جا سکتے ہیں[3]۔ اس شخص کے خط سے جس نے اپنے ایک دوست کو جو ایک ایسے مقدمے میں جس میں عوام نے بہت دلچسپی لی تھی بطور رکن جوری کے طلب کیا گیا تھا لکھا تھا اور اس سے خواہش ظاہر کی تھی کہ مدعی علیہ

[1] قانون تعزیرات مصنفۂ فاسٹر (Foster's Criminal Law) ۲۴۴۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۷۔ شہادت از گرین لیف جلد ا صفحہ ۲۱۴ طبع ہفتم۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۱۴-۱۱۵۔

[3] دیکھیئے اگلے صفحے کے نوٹس ۱۸۴۹ء کے اجلاس موسم بہار کینگسٹن پر رچرڈ کولمان (Richard coleman) کے مقدمے کے افسوس ناک نتیجے کا یہی سبب تھا۔ ایک عورت پر تین آدمیوں نے وحشیانہ حملہ کیا تھا اور وہ ضربات کے صدمے سے جانبر نہ ہو سکی تھی۔ جرم کے ارتکاب کے وقت ایک مجرم دوسرے کو کولمان کے نام سے پکارتے ہوئے سنا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے شبہہ ملزم پر کیا گیا۔ کولمان ایک شراب خانے میں نشے میں چور بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے ایک شخص نے پھانسنے کے

کو چاہے وہ معصوم ہو کہ خاطی مجرم قرار دے دئے[1]۔ لیکن ایسے ہی بے بنیاد نتائج بعض وقت ایسے الفاظ سے اخذ کئے جاتے ہیں جنھیں اقبال جرم سمجھ لیا جاتا ہے لیکن جو در اصل موضوع الزام کے متعلق نہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی شخص جس نے کسی دوسرے کو زدو کوب کی تھی یا اس کے ساتھ سرقہ بالجبر کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ سن کر کہ وہ شخص فوت ہو گیا ہے افسوس ظاہر کرتا ہے کہ اس نے اس کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا تھا ایک عورت کے مقدمے میں جس پر زنا کا الزام تھا شہادت میں ایک مفرد ذات بیان بھی پیش کیا گیا تھا جس کے الفاظ یہ تھے کہ "میں بہت ناخوش در نجیدہ ہوں۔ خدا کے لیے میری کوتاہیوں اور قصوروں کو چھپا دو جن لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ میں نے کتنی تکلیف برداشت کی ہے وہ ضرور میرے عمل کو قابل ملامت قرار دیں گے"[2] اور لارڈ سٹوول (Lord Stowell) نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ "کیا میں اس شہادت کی بنا پر" کہہ سکتا ہوں کہ وہ لازماً زنا سے متعلق ہے۔ اس عورت کو ایسی ملاقاتیں کرتا ہوا دیکھا گیا ہے جو بے عقلی پر مبنی تھیں۔ یہ شہادت ممکن ہے کہ ان سے متعلق ہو۔ مشتبہ اشخاص کے الفاظ کو غلط بیان کرانے کے تمام اسباب میں سب سے بڑے سبب گواہوں کی

۴۹۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ارادے سے پوچھا کہ کہیں وہ بھی مجرموں میں سے ایک مجرم تو نہیں تھا ایک روایت کے بموجب اس نے کہا کہ "ہاں۔ میں تھا۔ تو پھر کیا"۔ یا بموجب دوسری روایت کے "اگر میں تھا تو پھر کیا"۔ اس اور بعض دوسرے واقعات کی بنا پر اس کو مجرم ٹھیرایا اور پھانسی دے دی گئی۔ لیکن اصل مجرم بعد میں دریافت ہوئے۔ ان میں سے دو کو ان کے اقبال جرم کی بنا پر سولی دی گئی۔ تیسرا سرکاری گواہ بنا دیا گیا تھا۔ قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۱۲۱-۱۲۸۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صہ ۱۱۵۔

[2] ولیمس بنام ولیمس ۱۔ ہگارڈ کریمنل رپورٹ ۳۰۴۔

جلد بازی و اشتیاق اور عجیب و غریب امور کا اُنس ہوتے ہیں۔ جو ذہن انسانی کا قدرتی خاصہ ہے۔ اور جس کی وجہ سے لوگ اکثر جملوں کو غلط سمجھ جاتے اور واقعات کو فرض کر لیتے یا ان میں مبالغہ کر گزرتے ہیں اور خصوصاً ان صورتوں میں جن میں جرم نہایت سنگین یا نہایت ہی انوکھا ہوتا ہے[1]۔ (۳) اس قسم کی شہادت اقبال جرم میں غلطی کی آخری وجہ اس کا "غیر مکمل" ہونا ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب کہ الفاظ بنفسہ غلط تو نہیں سنے گئے لیکن ان کا مفہوم اس لیے غلط ہو گیا کہ ان کی ضروری توضیح کہنے والے کی غفلت کی وجہ سے یا گفتگو میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے نہیں کی گئی۔ یا توضیح تو کی گئی لیکن سننے والوں کے بہرہ پن یا بے توجہی کی وجہ سے اس پر التفات نہیں کیا گیا ہمارے آبا و اجداد نے کہا ہے کہ "ناقص سماعت سے بیان ناقص ہوتا ہے" جملے اس لیے بھی بھولا دیے جا سکتے اور ان پر توجہ نہیں کی جا سکتی ہے کہ گواہوں کو ان کی اہمیت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص جس پر سرقے کا شبہہ ہو اقرار کر سکتا ہے کہ اس نے ان اشیا کو مالک کی مرضی کے خلاف لیا ہے۔ اور اس کے آگے وہ کہتا ہے کہ لیکن اس لیے کہ وہ ان کو اپنی اشیا سمجھتا تھا۔ بہت سے تماش بین اس امر سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کہ آخری جملہ قانوناً جواب دہی کے لیے

---

[1] دیکھیے پیچھے دفعہ ۲۹۵۔ اور ارل بنام پکین (Earle v. Picken) ۵ کیارنگٹن وپین ۵۴۲ کی نوٹ۔ اس کی ایک قابل لحاظ مثال مقدمۂ ملکہ بنام سمنس ۶ کیارنگٹن وپین ۵۴۰ سے ملتی ہے۔ قیدی کو خرمن جلانے کے الزام پر چالان کیا گیا تھا۔ اس وقت اس جرم کی سزا موت تھی۔ ایک گواہ یہ ثابت کرنے طلب کیا گیا کہ چالان کے لیے سپرد کرنے کے بعد جب وہ مجسٹریٹ کے حجرے سے نکل رہا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ "الگ رہو اور دوبارہ نکاح نہ کرو" اس کی توثیق کرنے ایک اور گواہ طلب کیا گیا جس نے یہی الفاظ سنے تھے۔ اور اس نے کہا کہ "الگ رہو" اور "زبان بند رکھو"۔ اس پر آلڈرسن بیرن نے کہا کہ "یہ دونوں جملے ایک دوسرے

کافی ہے صرف بیان کے پہلے حصے ہی کو یاد رکھیں گے۔

دفعہ ۵۷۴: فوجداری مقدمات میں مفر ذاتِ شہادت کے موضوع کو ختم کر دینے سے پہلے "جواب نہ دینے" یعنی الزام لگانے پر خاموش ہو جانے۔ "ٹالنے کے جواب دینے" اور "غلط جواب دینے" کے اثر و وقعت کی طرف اشارہ کر دینا باقی رہ گیا ہے۔ سو پہلے جواب نہ دینے پر غور کیجئے۔ جب کسی شخص سے پوچھا جاتا ہے کہ آیا اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یا جب اس کی موجودگی میں کہا جاتا ہے کہ اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اور وہ نہ تو جواب دیتا ہے اور نہ کچھ کہتا ہے تو یہ نتیجہ قدرۃً نکلتا ہے کہ الزام صحیح طور پر لگایا گیا ہے۔ وگرنہ وہ اس کی تردید کرتا۔ ہم اس مفروضے کے مغالطے کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ خاموشی ہر لحاظ سے اقبال جرم کے مساوی ہے[1]۔ اور عام طور پر یہ واقعہ چاہے مشتبہ اشخاص کے خلاف کتنا ہی موثر کیوں نہ ہو بہت سے وجوہات اس کو قطعی وقعت دینے میں مانع ہیں۔ (۱) ممکن ہے کہ اس شخص نے بہرے پن یا اور وجہ سے اس سوال یا بیان کو سنا نہ ہو۔ یا اگر سنا ہو تو سمجھا نہ ہو کہ اس سے اس پر الزام لگایا جا رہا ہے۔ (۲) فرض کیجئے کہ ملزم نے اس سوال یا جواب کو سنا ہے اور سمجھا بھی ہے کہ اس سے اس پر الزام لگایا جا رہا ہے۔ اس کی عارضی خاموشی ممکن ہے کہ زبان رکنے کی وجہ سے ہو یا اس وجہ سے ہو کہ اپنے اوپر الزام کو سن کر اسے تعجب

۴۹۲

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- سے بہت جدا ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان پر کتنا کم اعتبار کیا جا سکتا ہے۔" ملزم کو رہا کر دیا گیا۔

[1] پیچھے دفعہ ۵۲۱۔ متن میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ فریق کی موجودگی میں جو بیانات کئے گئے ہوں ان کی وقعت سے متعلق تھا۔ ان کے قابل ادخال ہونے کے متعلق دیکھئے شہادت مصنفہ نیپن

ہوا تھا[1]۔ (۳) جب اس قسم کی شہادت غیر عدالتی شکل میں ہو تو اس کی اطلاع عدالت کو گواہوں کی شہادت کے ذریعے سے ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ انھوں نے اس کو غلط سمجھا ہو یا عمداً اس کو غلط بیان کیا ہو۔ (۴) فرض کیجئے کہ روایت صحیح کی گئی۔ تو اس صورت کے متعلق منتھم کے حسب ذیل اقوال نہایت ہی متعلق اور وقیع ہیں۔ اس کی (یعنی از زیر بحث جیسی شہادت سے قیاس جرم کی) وقعت زیادہ تر دو واقعات پر مبنی ہوتی ہے: ظاہری حالات کی قوت (اس سے مطلب یہ سمجھیئے کہ ظاہری حالات کی وجہ سے قدرتی وقعت جو شخص مسئول عنہ (یعنی وہ شخص جس سے سوالات کئے جائیں) کی نظر میں ان حالات کی ہوتی ہے) اور پوچھنے والے شخص کی کیفیت یا صفات پر۔ فرض کیجئے کہ یہ پوچھنے والا شخص پختہ کار عمر رسیدہ شخص ہو اسے قانون نے انصاف کی قوت عطا کی ہو۔ اور وہ مجاز ہو (جیسا کہ ہر نظام قانون میں بعض سنگین جرایم کی صورتوں میں عام طور پر ہر شخص مجاز ہوتا ہے) کہ ایسے فوری تدابیر اختیار کرے جن سے بعینہ خاطی اغراض معدلت کے لیے قابل دسترس ہو جائے ـــ ایسے تدابیر اختیار کرنے کا وہ مجاز ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ ان کو اختیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو ایسی صورت میں ایسے شخص مجاز کے کیے ہوئے سوال کا جواب دینے کے بجائے کوئی شخص اگر خاموش ہو جائے تو اس سے قیاس پیدا ہوگا جو شاید ہی اس قیاس سے کمزور ہوگا جو عدالت میں مجسٹریٹ کے کسی شخص سے سوال کرنے اور اس شخص مسئول عنہ کے خاموش ہو جانے سے پیدا ہوگا۔ بر خلاف اس کے فرض کیجئے اسی مضمون سے متعلق کوئی سوال شبہہ پیدا ہونے کے عرصۂ دراز کے بعد ـــ

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ: طبع ششم ۲۵۵-۶۱۔

[1] قرائنی شہادت مصنفۂ برل ۴۸۳ اور ۵۷۵۔

ایسے وقت جب کہ کسی تازہ واقعے سے پھر اس پر دلالت نہ ہوتی ہو
کیا جائے۔ اور اسی وجہ سے بغیر سوچے سمجھے یا مذاق میں کسی بچے کی جانب
سے کیا جائے۔ جس سے کہ ایسی مداخلت کا نہ خوف ہوتا ہے اور نہ
اس کی رائے پر کوئی توجہ کرنا ضروری ہوتا ہے — تو ایسی صورت میں
اس قیاس کی وقعت بالکل ناپید ہو جاتی ہے[1]۔

۴۹۳

دفعہ ۵۷۵: جواب نہ دینے کے مضمون سے متعلق نامکمل "یا ٹالنے کے جواب" دینے کا مضمون ہے۔ یعنی جب کسی شخص سے پوچھا جاتا ہے
کہ اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یا جب اس کی موجودگی میں
کہا جاتا ہے کہ اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے اور وہ یا تو اس
سوال کو ٹال جاتا ہے یا گو جرم سے انکار کرتا ہے[2]۔ مگر اپنی معصومی ثابت
نہیں کرتا اور اس مجرمانہ یا مشتبہ حالات کی توضیح نہیں کرتا ہے جو اس کے
خلاف پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے عمل سے جرم کا جو قیاس پیدا ہوتا
ہے وہ حسب ذیل مزید امور کا لحاظ کرنے سے کمزور ہو جاتا ہے۔ (۱)
کوئی معصوم سے معصوم شخص بھی ہمیشہ ان تمام حالات کی توضیح نہیں کر سکتا

---

[1] عدالتی شہادت از منتظم جلد ۲ صہ ۹۲۔

[2] جب ایک قیدی نے الزام جرم سے محض انکار کیا تو ہاکنس جسٹس Hawkins, J. نے قرار دیا کہ وہ شہادت میں نہ الزام جرم لگانے والے بیان کو قبول کر سکتے ہیں اور نہ اس کے انکار کو جب تک کہ یا تو ملزم اس کے خلاف بیان کو قبول نہ کرے یا کوئی اختلاف ایسے حالات میں نہ کرے جن میں کہ اختلاف کی توقع کی جا سکتی تھی۔ ملکہ بنام اسمتھ ۱۸ کاکس ۴۷۰۔ اس رائے کی ملک بنام نارٹن ۱۹۱۰ء کنگس بنچ ۴۹۶ میں مزید تائید ہوئی۔ لیکن ملک بنام کرسٹی ۱۹۱۴ء مقدمات مرافعہ ۵۴۵۔ میں جہاں اس مضمون پر جامعیت سے بحث کی گئی ملک بنام نارٹن میں ترمیم کرتے ہوئے قرار دیا گیا کہ الزام جرم کے جواب میں ملزم کے محض جرم سے انکار کرنے سے قانوناً الزام جرم کی شہادت ناقابل ادخال نہیں ہو جاتی گو عملدرآمد کی رو سے جج کو چاہیئے کہ جب ملزم کے الفاظ یا عمل

جو اس کے خلاف شبہہ پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً قتل کے ایک الزام میں ملزم نے کہہ دیا کہ وہ اس امر کی توضیح کرنے سے قاصر ہے کہ کس طرح اس کا شب خوابی کا لباس خون آلودہ ہو گیا۔ صحیح واقعہ یہ تھا کہ اس کے ساتھ سونے والے شخص کو ایک بہتا زخم تھا۔ اور اس کو اس کا علم نہیں تھا[1]۔ اسی طرح ایک اور شخص نے جس پر سرقے کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس امر کی توضیح کرنے سے قاصر رہا کہ کس طرح مال مسروقہ اس کے مکان یا صندوق سے برآمد ہوا۔ کیونکہ دوسروں نے اس کو وہاں رکھ دیا تھا جس سے وہ لاعلم تھا[2]۔ (۲) بہت سی صورتوں میں کوئی ملزم یا مشتبہ شخص خاص خاص واقعات کی توضیح دوسرے ایسے اشخاص کو مجرم بنانے سے کر سکتا ہے۔ جن کے جرایم کے افشا کو وہ پسند نہیں کرتا ہے یا ایسے امور کے ظاہر کرنے سے جو گو الزام سے متعلق نہیں ہوتے ہیں لیکن جن کو وہ مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ بعض وقت گو اس خاص شکل میں میں تو وہ بے قصور ہوتا ہے لیکن وہ اپنے کو بے قصور ثابت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنے کو کسی دوسرے جرم کا مجرم ثابت نہ کرے (۳) جب کوئی چالان بالکل بے بنیاد ہو — یعنی کسی سازش کا نتیجہ ہو یا جھوٹی گواہی سے ثابت کیا جانے والا ہو۔ تو معصوم شخص کے لیے اکثر مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ وہ اپنی شہادت کو اس وقت تک ظاہر نہ کرے جب تک کہ سماعتِ مقدمہ پر شہادت اس سے طلب نہ کی جائے۔

دفعہ ۵۷۶: لیکن "غلط جواب دینا" مذکورۂ بالا دونوں واقعات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ سے معقول طور پر جرم کا اقرار نہ نکلتا ہو تو یا تو شہادت کو ناقابل ادخال قرار دے یا اگر شہادت دی جا چکی ہے تو اس کے صحیح اثر کے متعلق جوری کو متنبہ کر دے۔

[1] چیمبرس ایڈنبرا جرنل ۱۱ر مارچ ۱۸۳۲ء میں اس قسم کا ایک مقدمہ دیکھئے۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۰۶۔

سے زیادہ مجرم بنانے والا واقعہ ہے۔ بنتھم صحیح کہتے ہیں کہ خاموشی محض کے جواز میں جواب دہی جو سوال کرنے والے کی ناقابلیت پر مبنی ہو۔ متعلق بلکہ یقین آفریں بھی ہو سکتی ہے لیکن غلط جوابات پر اس کا مشکل ہی سے اطلاق ہو سکتا ہے۔ سوال کے قابل لحاظ ہونے کے دعوے کی خود ملزم یا مشتبہ شخص کافی گواہی دیتا ہے۔ صحیح جواب دینے کی تکلیف برداشت کرنے کے بجائے وہ غلط جواب دینے کی زیادہ تکلیف برداشت کرتا ہے[1]۔ اس شکل کے متعلق حسب ذیل مضعف مفروضات ہوتے ہیں۔ ۱۔ غیر عدالتی بیانات کے غلط سمجھے جانے یا غلط بیان کئے جانے کا امکان۔ ۲۔ جس طرح کے معصوم اشخاص ڈر کی وجہ سے اپنی جواب دہی میں غلط شہادت پیش کرتے ہیں۔ غلط جواب بھی اسی وجہ سے دیئے جا سکتے ہیں۔ قانون کے اس اصول پر کہ مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر شے کا قیاس کیا جاتا ہے" ایک پچھلے باب میں غور کیا جا چکا ہے۔ یہ مضمون بھی اسی اصول سے متعلق ہے[2]۔

دفعہ ۵۷۷: گو یہ عامیانہ تصور جو غالباً از منۂ وسطیٰ سے لیا گیا ہے۔ جب کہ اس پر اس زمانے کے رومی و کلیسائی فقہا کے ہمہ تواں اقتدار[3] کی صاد تھی — کہ اقبال جرم لازماً صحیح ہوتے ہیں۔ عقل سلیم۔ تجربے قانون و عملدرآمد کے مغایر ہے۔ تاہم یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اقبالِ جرم عام طور پر نہایت قابل اطمینان شہادت ہوتے ہیں اور جب وہ عدالتی یا مکمل شکل میں ہوتے ہیں تو حد درجہ قابل اطمینان

۴۹۴

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ ص ۹۴۔

[2] دیکھیے دفعہ ۴۱۱ تا ۴۱۵

[3] دیکھیئے اوپر دفعہ ۵۵۴۔

قسم کی شہادت ہوتے ہیں۔ عقل و بنی نوع انسان کی متفقہ آواز اس کے گواہ ہیں۔ اور مذکورۂ بالا اور ان کے مماثل بدقسمت مقدمات کا جائز استعمال یہ ہے کہ عدالتوں کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس قسم کی شہادت کو نامناسب وقعت دینا اچھا نہیں ہوتا۔ ان کو ڈرانے والے بھوت بنا لینا یا بلا فرق کے شبہہ کرنے یا اعتبار نہ کرنے کے وجوہات قرار دینا عقل انسانی کا بے جا اور نہایت نامناسب استعمال ہوگا۔

باب ہشتم

شہادت جو مصلحت عامّہ کی بنا پر مستر دکیجاتی ہے

	صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
۴- معاشری امور،	۵۰۶	۹۰۹
۱- شوہر و زوجہ	۵۰۶	۹۰۹
قانون شہادت ۱۸۵۳ء	۵۰۶	۹۰۹
۲- کاروباری یا دوستی کے رازان کی حفاظت نہیں کی گئی ہے۔	۵۰۷	۹۱۰
صرف تکلیف اور تاخیر کی بنا پر شہادت کی نامنظوری	۵۰۷	۹۱۱
شہادت کا فحش ہونا اس کے ناقابل ادخال ہونے کی وجہ نہیں ہوتی	۵۰۷	۹۱۱

دفعہ ۵۷۸: سختی سے پوچھو تو مصلحت عامّہ کی بنا پر شہادت کے ناقابل ادخال ہونے کے عنوان کے تحت ایسی تمام شہادت آجاتی ہے۔ جو کسی بھی قاعدۂ اخراج کی وجہ سے ناقابل ادخال قرار دی جاتی ہے۔ کیونکہ اخراج کے تمام قواعد مصلحت عامہ ہی پر مبنی ہوتے ہیں لیکن "مصلحت عامّہ کی بنا پر ناقابلِ ادخال ہونے کے" جملے کے یہاں محدود معنی لیے گئے ہیں۔ اور اس سے مطلب وہ اصول ہے جس کی بنا پر امور نزاعی سے متعلق شہادت اس بنا پر مسترد کی جاتی ہے کہ اس کی منظوری سے اشخاص ثالث یا معاشرے کو کوئی ضمنی ضرر پہنچتا ہے۔ اس کی ایک نوع کا گواہوں کے عنوان کے تحت ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور وہاں دکھایا گیا ہے کہ گواہوں کو ایسے سوالات کے جواب نہ دینے کا استحقاق ہے جن کا رجحان ان کو مجرم بنانے یا سزا دلانے یا جایداد کو ضبط کرانے کا یا بعض صورتوں میں ان کو ذلیل کرانے کا بھی ہوتا ہے[1]۔ لیکن اگر اس مضمون پر ایک عام نظر ڈالی جائے تو مصلحت عامہ کی بنا پر جو امور مسترد کیے جاتے ہیں وہ سیاسی۔ عدالتی۔ پیشے یا معاشرے سے متعلق ہوتے ہیں۔ سیاسی امور کے تحت تمام رموزِ مملکت آتے ہیں۔ مثلاً

[1] پیچھے دفعات ۱۲۵ تا ۱۳۱۔

سرکاری کاغذات اور حکومت اور اس کے عہدہ داروں کے درمیانی تمام
اطلاعات ..... ان صورتوں میں استحقاق اس شخص کا نہیں ہوتا ہے
جو رازداں ہوتا ہے بلکہ عوام کا جن کے امین ہونے کی حیثیت سے
راز اس کے سپرد ہوتا ہے[1]۔ اس اصول کی اچھی مثال مقدمہ چاٹرٹن بنام
سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا (Chatterton v. Secretary of State for India) ۱۸۹۵ء[2] میں ملتی ہے۔ اس میں عدالت مرافعہ نے عدالت ۴۹۷
عالیہ کے ایک حکم کو جو ماسٹر کے نالش کے تکلیف دہ ہونے کی بنا پر حکم اخراج
کی توثیق میں تھا۔ برقرار رکھا تھا۔ اس مقدمے میں مدعی نے نالش توہین
تحریری ان بیانات کی بنا پر کی تھی جو مدعی علیہ نے نایب وزیر ہند کو
اس لیے دیئے تھے کہ وہ مدعی کے ساتھ جو ہندی فوجی اسٹاف کے ایک
عہدہ دار تھے ہندی حکومت اور فوجی عہدہ داروں کے برتاؤ کے
متعلق دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دے سکیں۔ اسی استحقاق کی
ایک دوسری مثال اس اصول میں ملتی ہے کہ وہ ذرائع جن سے اطلاع
حکومت کو ملتی ہے فاش نہیں کئے جانے چاہییں[3]۔ اس اصول کو مقدمۂ
مارکس بنام بیفس[4] (Marks v. Beyfus) میں ایک ایسے سرکاری چالان
پر اطلاق دیا گیا جس کو ناظم چالانات سرکاری نے پیش کیا تھا۔ اور
عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ اس عہدہ دار کو جس کو بطور گواہ طلب
کیا گیا تھا۔ ان اشخاص کے نام جن سے اطلاع ملی تھی۔ یا اطلاع کی نوعیت

[1] دیکھیے ڈاکنز بنام لارڈ روکبی ۔ لا رپورٹ ۸ کوئنس بنچ ۲۵۵ ۔ قانون راز سرکاری ۱۹۱۱ء دفعہ ۲ کے تحت سرکاری دستاویزات یا معلومات کا نامناسب افشا قابل سزا قرار دیا گیا ہے ۔

[2] چاٹرٹن بنام وزیر ہند ۱۸۹۵ء ۲ کوئنس بنچ ۱۸۹ ۔ عدالت مرافعہ ۔

[3] دیکھیے اٹرنی جنرل بنام برائنٹ ۱۵ ۔ میسن و ولزلی ۱۶۹ ۔ ۱۲ رسل و ریان ۶۱۰ ۔

[4] مارکس بنام بےفس ۔ ۲۵ ۔ کوئنس بنچ ڈیویژن ۔ ۴۹۴ ۔ عدالت مرافعہ کہا جاتا ہے کہ اس صورت کے لیے ایک استثنا ہے جس میں کہ ملزم کی معصومی ثابت کرنے افشا ضروری یا مناسب ہو۔ ایضاً

ظاہر کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور لارڈ ایشر ماسٹر آف رولس Lord Esher (M. R) نے اس موقع پر کہا کہ بالفرض اگر عہدہ دار فاش کرنے پر راضی بھی ہو تو جج کو اس کی اجازت نہیں دینی چاہیے: حقیقت یہ ہے کہ جہاں امور مصلحت عامہ کا تعلق ہوتا ہے استحقاق قطعی ہوتا ہے۔ اسی لیے دستاویزات کی شکل میں ان کی منقولی شہادت پیش کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے[1]۔

دفعہ ۵۷۹: عدالتی: ان کی بڑی مثال اہل جوری سے ملتی ہے پہلے تو یہ کہ بڑی جوری کے ارکان سے کم از کم عام طور پر یہ پوچھا نہیں جا سکتا کہ جب وہ اس حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ تو ان کے آپس میں یا ان کے روبرو کیا واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ اس قسم[2] کے ایک اولین مقدمے میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ "جج بڑی جوری کے رکن کو جوری کے سامنے جو گواہی دی گئی اس کو ظاہر کرنے بطور گواہ کے طلب کئے جانے کی اجازت نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ اس امر کا حلف اٹھاتا ہے کہ اپنے ساتھیوں کے راز ظاہر نہیں کرے گا۔" اس کے آگے رپورٹر کہتا ہے کہ " دیکھئے اگر کسی گواہ سے پوچھا جائے کہ آیا اس نے بڑی جوری کے روبرو جھوٹا حلف اٹھایا ہے تو اگر بعضے ارکان جوری نے حلف نہیں اٹھایا ہے تو اس کو کیسے ثابت کیا جائے گا۔" وہ ہچ بنام مالٹ (Hitch v. Mallet) کے مقدمے کا ذکر کرتا ہے جس میں یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ اور پوچھتا ہے کہ اس کا کیا تصفیہ ہوا۔ جب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ بڑی جوری صوبے کی تحقیقاتی عدالت ہوتی ہے۔ جس کا فرض صرف یہی نہیں ہوتا کہ ان چالانات کی تنقیح کریں جو ان کے روبرو پیش ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہ ان کی حالت دریافت

---

[1] چارٹن بنام وزیر ہند۔ اوپر ہیوس بنام وارگس ۹۔ آر۔ ۹۶۱۔ عدالتِ مرافعہ۔

[2] کلے ٹن ۲۰۔ قاعدہ ۱۴۰۵۔

کریں اور میقاتی عدالتوں کے ججوں کو ان کی خامیوں کی اطلاع دیں تو ان کی قرار دادوں کو راز قرار دینے کے لیے وجہ ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ مگر دروغ حلفی یا کوئی اور جرم جس کا ارتکاب ان کی موجودگی میں کیا جائے۔ اور جس کی بنا پر بعد میں کوئی چالان پیش کیا یا مخبری کی جائے تو یہ بالکل ہی جدا امر ہوگا۔ فرض کیجیے کہ بڑی جوری کی موجودگی میں کوئی گواہ کسی دوسرے گواہ کو قتل کر ڈالے یا اس پر حملہ کر جائے تو کیا اس کے ارکان کی شہادت اس کے خلاف قابلِ ادخال نہیں ہوگی؟ یا فرض کیجیے کہ ان کے زیر غور کسی معاملے میں کوئی نزاع پیدا ہو جائے اور ان کا ایک رکن دوسرے کو قتل کر ڈالے یا اس پر حملہ کر دے تو کیا اس کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی؟ بڑی جوری کے رکن کا حلف یہ ہوتا ہے کہ "وہ بادشاہ کے۔ اپنے ساتھیوں کے اور خود اپنے مشوروں" کو راز میں رکھے گا[1]۔ یہ امر صاف ہے کہ جن مثالوں کا ابھی ذکر کیا گیا ہے وہ آخری دو عنوانوں کے تحت نہیں آتی ہیں۔ اور چالان پیش کرنے سے تاج جہاں تک اس کے حقوق کا تعلق ہے۔ راز رکھنے کے استحقاق سے دست بردار ہو جاتا ہے[1]۔

دفعہ ۵۸۰ : چھوٹی جوری کے ارکان کی شہادت خود ان کے کسی غلط عمل کو ثابت کرنے یا یہ ثابت کرنے کہ ان کا فیصلہ غلطی پر مبنی تھا قابل ادخال نہیں ہوتی ہے[2]۔ جوری کے فیصلوں کے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہونے دینے کے لیے عدالتوں کا یہ مقررہ عملدر آمد ہے کہ ان کے فیصلوں کو اس وقت تک

---

[1] ہوول اسٹیٹ ٹرائیس ۷۵۹-۷۷۲۔ نوٹ۔ سابق میں بڑی جوری کا کوئی رکن جرم سنگین یا بغاوت کا مرتکب سمجھا جاتا تھا۔ اگر وہ بادشاہی امور کو فاش کر دیتا۔ ۲۷ لبر اسیایم حصہ ۶۲۔ مختصر بروک۔ تاج حصہ ۱۱۳۔

[2] دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع یازدہم۔ دفعات ۹۴۲-۹۴

[3] گڈمان بنام کاتھرنگٹن ۔ ۱۔ سڈرفن رپورٹس ۲۳۵۔ نارمن بنام بومانٹ ولیس ۷۸۴ نوٹ پامر بنام کرولی؛ انیڈ ریوس ۲۸۳۔ اسٹریکر بنام گراہام ۹ ۱۸۳ ۔ ہیمن وولزلی ۷۲۱۔ ۱۵ رسل در ہان۔

سنا نہیں جاتا ہے جب تک کہ وہ کل ارکان جن کا کہ وہ فیصلہ ہو موجود نہ ہوں۔ اور اس کو سنتے نہ ہوں۔ اور اس کے سجل عدالت میں لکھ لیے جانے کے بعد عہدہ دار عدالت ان کو سناتا ہے کہ وہ اس طرح لکھ لیا گیا ہے۔ اور پوچھتا ہے کہ کیا وہی ان کا فیصلہ ہے۔ کسی رکن جوری کو اپنے یا اپنے ساتھیوں کے حقیقی یا بینہ غلط عمل یا غلطی کو ثابت کرنے کی اجازت دینے سے ان مقدمات میں جن میں ان کے فیصلوں پر اعتراض کرنا مقصود ہوتا ہے فریب اور دھوکے بازی کا بڑا دروازہ کھل جائے گا۔

دفعہ ۵۸۱: پیشے سے متعلق: (۱) ان امور میں سب سے اول وہ اطلاعیں آتی ہیں جو کسی فریق نے اپنے قانونی مشیروں۔ یعنی کونسل۔ اٹرنی وغیرہ کو دی ہوں۔ اور ان میں ان اطلاعات کے تمام ذرائع بھی داخل ہیں۔ مثلاً محررہ۔ مترجم[۳]۔ یا کارندہ۔ لیکن یہ استحقاق ان امور واقعاتی پر حاوی نہیں ہوتا جو اٹرنی کو اس کے موکل کے اعتمادی اطلاع کے سوا کسی اور ذریعے سے ملی ہو۔ گو اگر وہ بطور اٹرنی کے مقرر نہیں کیا جاتا تو ۴۹۸

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۸۹۳۔ کسی ایسے مقدمے میں جس کی وہ سماعت کر رہے ہوں ارکان جوری کی گواہی دینے کی قابلیت ایک بالکل ہی جدا سوال ہے جس کے لیے دیکھیے پیچھے دفعہ ۱۸۷۔

[۱] والڈرن بنام وارڈ۔ اسٹائیلس رپورٹس ۴۴۹۔ ولسن بنام راسٹال ۱۷۹۲ء ٹائمز رپورٹس ۷۸۳۔ ۲ رسل وریان ۵۱۵۔ ٹیلر بنام فاسٹر ۲۔ کیارنگٹن وپین ۱۹۵۔ ۳۱ رسل وریان ۲۵۹۔ ڈوباری بنام لیوے ۱۷۹۱ء اپیک ۷۷۔ ۳ رسل وریان ۶۵۵۔ گرینیف بنام گاسکل الئی و کروون ۹۸۔ ہبرڈ بنام نایٹ ۲۔ اکسچکر ۱۱۔ کلیف بنام جونس ۷۔ اکسچکر ۴۲۱۔

[۲] ٹیلر بنام فاسٹر ۲ کیارنگٹن وپین ۱۹۵۔ ۲۱ رسل وریان ۶۵۹۔

[۳] ڈوباری بنام لیوے اپیک ۷۷۔ ۳ رسل وریان ۶۵۵۔

[۴] پارکنس بنام ہاکشا ۱۸۱۷ء۔ ۲۔ اسٹارکی ۲۳۹۔ ۱۹۔ رسل وریان ۷۱۱۔

غالباً ان سے واقف نہیں ہوتا[1]۔ اور یہ استحقاق پیشے[2] والے کا نہیں ہوتا ہے بلکہ موکل کا جو اپنی مرضی سے اس سے دست برداری کر سکتا یا نہیں کر سکتا ہے[3]۔ اور اگر وہ دست برداری پسند نہ کرے تو اس کے خلاف کوئی قیاس نہیں ہوتا ہے[4]۔

علاوہ اس کے اس عام اصول کے نہایت اہم و مناسب مستثنیات بھی ہیں کہ جو اطلاعیں موکل کسی جرم کے ارتکاب سے پہلے اس کے ارتکاب میں مدد لینے یا ہدایت پانے کے خیال سے دے اُن سے فاش نہ کرنے کا استحقاق متعلق نہیں ہوتا[5]۔ اور یہ ایسا استثنا ہے جو دیوانی نوعیت کے فریب سے بھی متعلق ہے اور جرم سے بھی[6]۔ نیز یہ کہ ان دستاویزات کی جن سے استحقاق متعلق ہوتا ہے منقولی شہادت دی جا سکتی ہے اور اس امر میں جس کو فاش کیا جا رہا ہو

---

[1] ڈایر بنام کالنس ۱۱، اکسچیکر ۶۳۹۔ براون بنام فارسٹر ہرسٹن و نارمن جلد ۱ صفحہ ۷۳۶۔ اور دیکھیے شہادت ازفیپسن طبع ششم صفحات ۲۰۱ تا ۲۰۹۔ جہاں مقدمات کو جمع کیا گیا ہے۔

[2] پیرا اکٹر بنام اسمالیس ۵۵۔ لا جرنل کوینس بنچ ۵۲۱۔ عدالت مرافعہ۔ شہادت ازٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۱۱۔

[3] ونٹ ورتھ بنام لائیڈ ۱۰۔ مقدمات دارالامرا ۵۸۹۔

[4] ملکہ بنام کاکس (۱۸۸۴ء) ۱۴ کوینس بنچ ڈیویژن ۱۵۳۔ ۵۴ لا جرنل مجسٹریٹ کیسس ۴۱۔

[5] ولیمس بنام کوئب راڈا لانڈ اینڈ کاپر کمپنی (Williams v. Quebrada land and copper Co) ۱۸۹۵ء۔ ۲ چانسری ۷۵۱۔ زکے کی وِچ جسٹس جنہوں نے قرار دیا کہ اس امر کے لیے یہ امر غیر اہم ہے کہ آیا سالسٹر بھی فریب میں شریک تھا۔ یا نہیں تلی وانٹ بنام اٹرنی جنرل آف وکٹوریا ۱۹۰۱ء۔ مقدمات مرافعہ ۱۹۶۔

[6] کالکرافٹ بنام گسٹ (۱۸۹۸ء) ۱۔ کوئنس بنچ ۷۵۹۔ دستاویزات جو مصلحت عامہ کی بنا پر فاش کیے جانے سے محفوظ کیے گئے ہیں ان کی صورت جدا ہے دیکھیے دفعہ ۵۷۸۔

موکل کے ساتھ جن اور لوگوں کو مفاد حاصل ہو ان سے کوئی استحقاق متعلق نہیں ہوتا ہے[1]۔

دفعہ ۵۸۲: طبیب کو جو اطلاعیں دی جائیں چاہے وہ کتنے ہی راز اور پیشے کے اعتماد پر دی جائیں افشا سے محفوظ نہیں ہیں[2]۔ یہ اصول نہ بنفسہ سخت ہے۔ اس کی مصلحت بھی قابل اعتراض ہے۔ اور وہ فرانس کے مجموعۂ تعزیرات و عملدرآمد[3] اور ممالک متحدۂ امریکا کی بعض مملکتوں کے قوانین موضوعہ کے مغایر ہے[4]۔ فرانس کے مجموعۂ تعزیرات (دفعہ ۳۷۸) کی رو سے حکم ہے کہ "ڈاکٹر۔ سرجن۔ اور صحت کے دوسرے عہدہ دار نیز دواساز اور دایہ اور تمام دوسرے ایسے لوگ جنھیں طبی پیشے کی وجہ سے دوسروں نے اپنے راز بھروسا کر کے بتائے ہوں۔ فاش نہیں کر سکتے۔ اگر وہ ان کو کسی قانونی مجبوری کے بغیر فاش کریں تو اس کی سزا ایک مہینے سے ۶ مہینوں تک کی قید ہوگی اور نیز سو فرانک سے پانچ سو فرانک تک جرمانہ بھی کیا جا سکے گا"۔ اور نیویارک کے ایک قانون موضوعہ کی رو سے حکم ہے کہ "کوئی شخص جو طب یا جراحی کا پیشہ کرنے کا مجاز ہو ایسے معلومات کو فاش کرنے کا مجاز نہ ہوگا جو اسے بحیثیت طبیب کسی مریض کے علاج کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہوں۔ اور

۴۹۹

---

[1] مثلاً شرکا۔ نظما و حصہ داران کمپنی۔ یا امین و موتمن لہ۔ دیکھیے گورا ڈ بنام ایڈیسن ۵۹ ۱۱ ٹائمز ۸۱۳۔ پوسٹل تصویث بنام رک مان ۳۵۰ جانسری ڈیویژن ۷۲۲۔

[2] مقدمۂ ڈچس آف کنگسٹن ۲۰ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۷۲ ۔ اور بعد۔ ملک بنام گینس ۱۔ کیارنگٹن اور پین ۹۷۔ وھیلر بنام لی مرچنٹ ۱۷ چانسری ڈیویژن ۶۸۱۔

[3] کتاب شہادت مصنفہ باتیے دفعہ ۱۷۹۔

[4] گرین لیف جلد اصفحہ ۴۸۰ ۲ نوٹ (۲) طبع شانزدہم۔ شہادت از آپلٹن ضمیمہ ۲۷۶۔ جن مملکتوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ نیویارک۔ مسوری۔ مچی گن۔ وسکانسن اور ایووا ہیں۔

جو معلومات کہ اس کے نسخہ لکھنے یا بحیثیت جرّاح کوئی فعل کرنے کے قابل بنانے کے لیے ضروری تھے "

دفعہ ۵۸۳: آیا ان اطلاعات کو جو مذہبی مشورہ دینے والوں کو دی گئی ہوں۔ عدالت انصاف میں فاش کئے جانے سے محفوظ کرنا چاہئے۔ یا آیا وہ محفوظ ہیں ایک ایسا سوال ہے جس میں چند مشکلات ہیں یہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ملکہ بنام گلہام[1] (Rv. Gilham) اور ملکہ بنام وائلڈ[2] (Rv. Wild) کے مقدمات میں ججوں کے فیصلہ جات و نیز چند اور مقدمات نے جن کا ابھی ذکر کیا جائے گا اس سوال کا جواب نفی میں دیا ہے۔ اور نیز یہ کہ عملدرآمد بھی اسی تصور کے مطابق ہے۔ لیکن ملکہ بنام گلہام کے مقدمے سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم کا اقبال جرم جو اس نے کسی پادری کی مذہبی نصیحت کی بنا پر کہ اقبال کرنا اس کی مذہبی صحت کے لیے اچھا ہوگا کیا ہو اس کے مقابلے میں قابل ادخال شہادت ہوتا ہے ـــــ یہ فیصلہ بالکل صحیح ہے کیونکہ ان نصیحتوں کو "اقبال جرم کرنے کی ناجائز ترغیب" سمجھا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ترغیب سے مراد جیسا کہ ایک پچھلے باب[3] میں بتایا گیا ہے قانوناً ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن سے کسی جرم کے ملزم یا مشتبہ شخص کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ جرم کا اقبال کرنے سے اس کی حالت جہاں تک کہ جرم کے دنیاوی نتائج کا تعلق ہے بہتر ہوگی۔ اور ایسی ترغیب کے بعد جو اقبال جرم کیا جائے اس کو قانون اس بنا پر مسترد کرتا ہے کہ اس امر کا معقول خوف رہتا ہے کہ

---

[1] کریمنل کیسس از موڈی ۱۸۶۔

[2] ایضاً ۴۵۲۔

[3] پیچھے دفعہ ۵۵۱۔

اس کی وجہ سے اس شخص نے ممکن ہے کہ غلط اقبال جرم کیا ہو ——— اور یہ حجت ایک ایسی صورت پر کلیتہً ناقابل ادخال ہوتی ہے جس میں اس سے صرف یہ کہا جاتا ہے کہ سچ بات کا اقرار کرنے سے اس کو صرف مذہبی فایدہ حاصل ہوگا۔ ملک بنام ڈابلڈ کا مقدمہ اور بھی کم متعلق ہے۔ کیونکہ جس شخص نے وہاں مذہبی نصیحت کی تھی۔ نہ تو پادری تھا اور نہ اس نے کہا تھا کہ وہ پادری ہے۔ جن دوسرے مقدمات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ اسکنر (Skinner) کا ایک غیر مرسوم مقدمہ[1] اور ملک بنام اسپارکس[2] R.v. Sparkes بٹلر بنام مور[3] Butler v. Moore اور ولسن بنام راسٹال[4] Wilson v. Rastall ہیں پہلے مقدمے میں سوال ایک ایسی اعتمادی اطلاع کے متعلق تھا جو ایک قانون داں شخص کو دی گئی۔ اور لارڈ چیف جسٹس ہولٹ نے حسب توقع اس کے متعلق قرار دیا کہ وہ فاش نہیں کی جاسکتی۔ اور انھوں نے بطور قول عدالتی کے اضافہ کیا کہ "کسی شریف آدمی۔ پادری وغیرہ" کی صورت اس سے جدا ہے۔ دوسرے اور تیسرے فیصلے اس امر پر ہیں کہ پروٹسٹنٹ یا رومن کیتھولک پادریوں سے جو اقبال جرم کئے جائیں ان سے فاش نہ کرنے کا استحقاق متعلق نہیں ہے۔ دوسرے مقدمے کو بلر جسٹس نے دورے پر فیصل کیا تھا اور تیسرے کو عدالت نصفت ایرستان کے ماسٹر آف رولس نے۔ اور چوتھے مقدمے میں ججوں نے اجلاس کاملہ میں بطور قول عدالتی قرار دیا تھا کہ فاش نہ کرنے کا استحقاق صرف کونسل۔ سالیسٹر اور اٹرنی سے متعلق ہے۔ بٹلر بنام مور کے مقدمے کے فیصلے پر

۵۰۰

---

[1] اسکنر رپورٹس ۴۰۴۔

[2] ڈوبیاری بنام لیورٹ سنہ ۱۷۹۱ء ۱ پیک ۷۷۔ رسل دریان ۶۵۵ میں اس کا ذکر کیا گیا۔

[3] شہادت ارمیا کنانی ۲۵۴۔

[4] ولسن بنام راسٹال سنہ ۱۷۹۲ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۷۵۳۔ ۲ رسل دریان ۵۱۵۔

کہاں تک اس امر کا اثر ہوا کہ اس وقت (۱۸۰۲ئہ) ایک خاص مذہبی عقیدے کو قانوناً ناپسند کیا جاتا تھا کہنا آسان نہیں ہے۔ لیکن یہ مقدمہ اور ملک بنام اسپارکس کا مقدمہ دونوں عام مسئلے کا کچھ تصفیہ نہیں کرتے ہیں۔ اور جب مقدمہ ڈوباری بنام لیوٹ[1] Du Barre v. Livette میں مؤخرالذکر مقدمہ لارڈ کنیکن کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ "جو شہادت اس مقدمے میں منظور کی گئی اس کو منظور کرنے سے پہلے میں توقف کرتا" لیکن انھوں نے اس مقدمے کا فیصلہ اس بنا پر کیا کہ اطلاعیں جو قانونی مشورہ دینے والے کو دی جائیں وہ دوسری اطلاعوں سے جدا ہوتی ہیں۔ یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ جب یہ سوال براڈ بنام پٹ[2] (Broad v. Pitt) کے مقدمے میں ضمنی طور پر لسبٹ چیف جسٹس کے سامنے ملک بنام گلہام کے مقدمے کے جلد ہی بعد پیش ہوا تو انھوں نے اس مقدمے کا اس معنی کرتے حوالہ دیا کہ اس سے تو یہ فیصلہ ہوا ہے کہ زیر بحث استحقاق پادری سے متعلق نہیں ہے۔ لیکن انھوں نے اضافہ کیا کہ "میں ایک مثلاً کسی پادری کو ان اطلاعوں کے فاش کرنے پر مجبور نہیں کروں گا جو کسی قیدی نے اسے دیے ہوں۔ لیکن اگر وہ ان کو ظاہر کرنا پسند کرے تو میں ان کو شہادت میں قابل ادخال ٹھیراؤں گا۔" مقدمۂ ملک بنام گرفن[3] (R. V.Griffin) کی سماعت صدر فوجداری عدالت میں آلڈرسن جج کے اجلاس پر ہوئی۔ ملزم کے خلاف شہادت کا ایک جزو وہ گفتگو تھی جو موضوع الزام سے متعلق اس میں اور اس کے مذہبی مشیر میں ہوئی تھی۔ اس شہادت کے پیش کئے جانے پر جج نے قوی رائے ظاہر کی کہ وہ قابل ادخال نہیں ہے۔ لیکن اس نے یہ بھی کہا کہ "میں اس کو کوئی قطعی اصول نہیں قرار دیتا

[1] ڈوباری بنام لیوٹ ۱۷۹۱ئہ ۔ ۱۔ پیک ۷۷۔ ۳ رسل در بیان بر صفحہ ۶۵۶۔

[2] ۳ کیار نگٹن پین ۵۱۸۔

[3] ۶ کاکس کریمنل کیسس ۲۱۹۔

ہوں۔ لیکن میری دانست میں ایسی شہادت ناقابل ادخال ہونی چاہئے" اور وکیل استغاثہ نے حسبِ اس شہادت کو واپس لے لیا۔ اس مقدمے کی پوری رپورٹ نہیں کی گئی ہے۔ اور نتیجہ بھی نہیں بیان کیا گیا ہے۔ ملکہ بنام ہے Rv. Hay میں قیدی کو ایک گھڑی کے سرقے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ یہ گھڑی ایک رومن کیتھولک پادری کے قبضے سے برآمد ہوئی تھی جس کو بطور گواہ استغاثہ کے طلب کیا گیا تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ "یہ گھڑی تم کو کس سے ملی" تو اس نے جواب دینے سے انکار کیا۔ کیونکہ اس نے کہا کہ "وہ اقرار گناہ کے سلسلے میں اسے ملی ہے"۔ ہل جسٹس نے حکم دیا کہ اس کو جواب دینا چاہئے۔ کیونکہ مذکورۂ بالا سوال سے اس سے اقرار گناہ میں جو کچھ کہا گیا ہو اس کے فاش کرنے پر مجبور نہیں کیا جارہا ہے۔ یہ فیصلہ بغضب صاف طور پر ناقابل اعتراض ہے۔ لیکن اس سے عام مسئلے کا کچھ تصفیہ نہیں ہوتا ہے۔ ۱۸۸۱ئہ میں دھیلر بنام لی مرچینٹ[2] (Wheeler v. Le Marchant) کے مقدمے میں جہاں سوال یہ تھا کہ آیا وہ خطوط جو سالیسٹر اور پیمایش کنندوں کے درمیان لکھے جائیں فاش کئے جانے سے محفوظ ہیں۔ اور عدالت نے قرار دے دیا کہ وہ باستثنیٰ ان خطوط کے جو نزاع کے بعد رازمیں لکھے جائیں محفوظ نہیں ہیں۔ جل ماسٹر آف رولس (Jessel, M. R.) نے کہا کہ "راز و اعتماد کے اطلاعات کو محفوظ کرنے والا اصول نہایت ہی محدود قسم کا ہے" اور منجملہ دیگر اطلاعوں کے وہ اطلاعیں جو کسی پادری کو اقرار گناہ کے ضمن میں ایسے امور کے متعلق دیے گئے ہوں جن کو شخص تایب اپنی جان و مال سے زیادہ اہم سمجھتا ہو فاش کئے جانے سے محفوظ نہیں ہیں"۔ اور آخر میں ۱۸۹۳ئہ میں مقدمۂ نارمن شا بنام نارمن شا[3] (Normanshaw v. Normanshaw) میں شوہر کی زنا کی بنا پر

۵۰۱

---

[1] ۲ فاسٹر و فنلی ۴۔

[2] دھیلر بنام لی مرچینٹ، ۱۷ چانسری ڈیویژن ۶۷۵۔ عدالت مرافعہ۔

[3] نارمن شا بنام نارمن شا۔ ۶۹ لاٹائمز ۴۶۸۔ اور نیز دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۲۸ (ب)۔

درخواستِ طلاق میں اس نے ایک پادری کو جس نے مدعیٰ علیہا سے بینہ زنا کے معلوم ہونے کے بعد ملاقات کی تھی بطور گواہ طلب کیا۔ گواہ نے کہا کہ اس نے اس امر پر اپنے تمام دوستوں سے مشورہ کیا ہے اور ان سب نے اسے مشورہ دیا ہے کہ کلیسائی علاقہ کے ایک شخص کی اس سے خانگی گفتگو کو فاش نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس نے فیصلہ کیا ہے کہ فاش نہیں کرے گا۔ جی یون جسٹس (Jeune, J.) نے گواہ کو جواب دینے پر مجبور کیا۔ اور کہا کہ ایک منٹ کے لیے بھی یہ تصور نہیں کرنا چاہیئے کہ کسی پادری کو یہ حق ہے کہ عدالت انصاف سے کسی اطلاع کو چھپا رکھے اور چونکہ جوری نے واقعۂ زنا کو باوجود مدعیٰ علیہا اور شریک مدعیٰ علیہ کے انکار کے ثابت قرار دیا تھا۔ طلاق کی آخری ڈگری صادر کردی۔

دفعہ ۵۸۴: اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ "اصلاح سے پہلے جو بیانات پادری سے کئے گئے ہوں اور ان پر اقبال گناہ کی مہر لگائی گئی ہو فاش کئے جانے سے محفوظ تھے۔ اور جو پادری بھی ان کو فاش کردیتا تھا۔ اسے سخت سزا دی جاتی تھی۔ کونسل لاٹرن (Council of Lateran) ۱۲۱۵ء کے اکیسویں دفعہ کی رو سے حکم تھا کہ:۔

"پادری کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ کسی گناہ گار کے راز کو الفاظ۔ علامت یا کسی اور طریقے پر ذرا بھی نہ فاش کرے لیکن اگر اس کو مزید مشورے کی ضرورت ہو تو اس کو چاہیئے کہ یہ مشورہ احتیاط کے ساتھ بغیر شخص کے نام کو ظاہر کیے کے حاصل کرے۔ کیونکہ جو کوئی بھی کسی قصور کو جو اس سے اقبال گناہ میں کیا گیا ہو فاش کرے گا وہ نہ صرف اپنے پادری کے عہدے سے علٰحدہ کردیا جائے گا بلکہ کسی خانقاہ میں نظر بند کردیا جائے گا تاکہ عمر بھر توبہ کرے۔"

اور انگریزی مجالس نے یعنی مجلس سالسبری نے ۱۲۱۷ء میں

مجلس ڈرہام نے ۱۲۲۰ء اور مجلس آکسفورڈ نے ۱۲۲۴ء اور مجلس اکزیٹر نے ۱۲۸۷ء اسی طرح کے احکام وضع کئے مجلس آکسفورڈ نے (جو اسقف اعظم لانگٹن (Archbishop Langton) کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی حکم دیا کہ:-

"کسی پادری کو غصے کے اثر بلکہ موت کے خوف سے بھی کسی شخص کے اقبال گناہ کو کسی لفظ یا علامت سے عام یا خاص الفاظ میں ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر اس بنا پر وہ مجرم قرار پائے تو اس کا تنزل بلا کسی امید بہتری کے کردیا جائے۔"

۵-۲ ہنری اول کے قدیم قوانین میں ذیل کا فقرہ[1] پایا جاتا ہے:-

"پادری کو جو کچھ وہ کسی شخص سے اس کے اقبال گناہ میں سنے اپنے عزیزوں یا اجنبیوں سے دہرانے سے حذر کرنا چاہئے۔ لیکن وہ اگر ایسا کرے تو معزول کردیا جائے گا اور مدت العمر شرمناکی میں پڑے گا۔"

ہنری اول کے قوانین قانون عمومی کے دلایل بطور مفید ہیں۔ لیکن یہ حالت منسوخ شدہ قانون ۹ ایڈورڈ دوم باب ۱۰ (قانون موضوعۂ آرٹی کولہ کلری) کی نہیں ہے جس میں حسب ذیل الفاظ تھے[2]:-

"یہ ہمارے بادشاہ کی مرضی ہے کہ جو رعیہ سرکاری گواہ بن جائیں جب چاہیں اپنے جرایم کا اقبال پادریوں سے کرسکیں۔ لیکن پادریوں کو احتیاط کرنی چاہئے کہ غلطی سے سرکاری گواہوں کو کوئی معلومات بہم نہ پہنچائیں۔"

سر ایڈورڈ کک جنھوں نے یاد رکھئے کہ "اصلاح" کے بعد لکھا ہے

---

[1] قوانین ہنری اول باب ۵ دفعہ ۱۷۔

[2] قانون موضوعہ جس کے ابواب ۱۰ و ۱۲ انگلستان میں قانون نظرثانی قوانین موضوعہ ۱۸۶۳ء کی رو سے اور ایرستان میں قانون نظرثانی قانون موضوعہ (ایرستان) ۱۸۷۲ء کی رو سے منسوخ کئے گئے ہیں۔ کا مذکورۂ بالا بیان "قوانین موضوعہ مملکت" سے لیا گیا ہے۔ یہ کئی لحاظ سے اس بیان سے جدا ہے جو سر ایڈورڈ کک نے اپنے انسٹیٹیوٹ جلد دوم میں دیے ہیں۔

اس قانون موضوعہ پر تنقید کرتے ہوئے اپنے خیالات کو یوں ظاہر کیا ہے کہ [1] وہ چور اور سرکاری گواہ: یہ حصہ صرف چوروں اور سرکاری گواہوں سے جنھیں جرم سنگین کی بنا پر چالان کیا گیا ہے متعلق ہے اور جرم بغاوت سے متعلق نہیں۔ کیونکہ اگر بغاوت سنگین کو پادری سے ظاہر کیا جائے تو اس کو کہہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے جو خطرہ ہے وہ بادشاہ اور ساری مملکت کے لیے ہے۔ اس لیے اس حصے سے قانون عمومی کا اعلان ہوتا ہے کہ اقبال گناہ کا استحقاق صرف جرائم سنگین سے متعلق ہے۔ اور گو جو شخص کہ کسی جرم سنگین پر چالان کیا گیا ہو اور سرکاری گواہ بن جائے تو وہ تمام جرائم سنگین اور بغاوتوں کو ظاہر کرنے کا حلف اٹھاتا ہے لیکن وہ قانونی سرکاری گواہ نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف اس جرم کا سرکاری گواہ ہوتا ہے جس کے لیے کہ اس کو چالان کیا جاتا ہے۔ اور باقی جرائم کے لیے اس میں بادشاہ کا فائدہ ہے کہ اس پر رحم کرے۔ پس یہ حصہ چوروں سے شروع ہوتا اور سرقے یا جرم سنگین کے سرکاری گواہوں پر حاوی ہوتا ہے اور بغاوت سنگین پر حاوی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ قانون عمومی کی رو سے جو شخص کہ بغاوت سنگین کی بنا پر چالان کیا جاتا تھا۔ اس کو "پادریوں کا چالان نہ کیا جانے کا استحقاق" حاصل نہیں ہوتا تھا۔ (یہی قانون اس بادشاہ کے عہد میں تھا جس میں کہ یہ قانون نافذ ہوا تھا) اور نہ کسی پادری کو یہ استحقاق حاصل تھا کہ بغاوت سنگین کا اقبال کیے جانے پر اس کو چھپا رکھے۔ اور یہی ہنری پنجم (سجل پارلیمنٹ ہنری پنجم باب ۱۲) میں قرار دیا گیا۔ اور اسی کی بنا پر ویٹس جان رانڈالف (John Randolph) بیوہ ملکہ کا اقبال گناہ سننے والے پادری نے اس پر بغاوت کا الزام لگایا تھا کہ اس نے بادشاہ کی موت کی کوشش کی تھی

[1] اسٹیٹ ہوٹ ۶۲۹۔

اور یہی ہنری گارنٹ (Henry Garnet) وہلیری-۳-جیمس) کے مقدمے میں جو فرقۂ جی سوئیٹس (Jesuits) کے صدر تھے اور جو اپنی بغاوت کو اقبال گناہ کے پردے میں چھپانا چاہتے تھے۔ دغیرہ - اور گو یہ قانون موضوع جیسا کہ کہا گیا ہے صرف جرائم سنگین پر حاوی ہے۔ لیکن اقبال گناہ سننے والے پادریوں کو جو متنبہ کیا گیا ہے وہ قابلِ لحاظ امر ہے۔ کہ غلطی سے بھی انھیں معلومات بہم نہیں پہنچانا چاہئیے۔" لیکن یہ امر بہت ہی مشتبہ ہے کہ مذکورۂ بالا تنبیہ جو اس قانون کے آخر میں دی گئی ہے وہ اس لیے دی گئی تھی کہ اقبال گناہ سننے والے پادری کو متنبہ کیا جائے کہ وہ شخص تائب کے راز دوسروں سے ظاہر نہ کرے۔ نحوی ترکیب اور متن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس لیے دی گئی تھی کہ پادری مجرم تک اپنے رسائی کے امتیاز کا اس کو باہر سے معلومات بہم پہنچا کر بے جا استعمال نہ کرے۔ اور اس لیے قوانین کے بہترین اشاعت میں اس فقرے کا ترجمہ اسی طرح کیا گیا ہے[1]۔ نیز ہم ادب سے یہ بھی کہیں گے کہ یہ قانون بغاوت پر بھی حاوی تھا۔ اور سر ایڈورڈ کک کی اس کے خلاف میں حجت صحیح نہیں ہے[2]۔

بہرحال اصول قانون کلیسائی ۱۶۰۳ء کے اصول ۱۱۳ میں بعد "اصلاح" کا اور آج کل کا قانون مندرج نظر آتا ہے۔ اس اصول میں صراحتہً حکم ہے کہ:-

"اگر کوئی شخص مخفی و پوشیدہ گناہوں کا پادری سے اقبال اپنی ضمیر سے

---

[1] قوانین موضوعہ کی وہ اشاعت جو صفحہ ۹۰۱ کی نوٹ ۲ میں بیان کی گئی ہے۔ اور نیز دیکھئے قوانین موضوعہ کی وہ طبع جو رف ہڈ لنے کی ہے۔ ۱۷۶۲ء - ابواب ۱۰-۱۲ قوانین موضوعہ قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۶۳ء کی رو سے منسوخ کیے گئے ہیں۔

[2] ان وجوہات کے لیے جو اعادے کے لیے بہت ہی طویل ہیں دیکھئے صد ۱۱ مضمون مسٹر بڈلی جس کا نیچے دفعہ ۵۸۴ نوٹ (۲) میں حوالہ دیا گیا ہے۔

۵۰۲

بوجہ ہلکا کرنے اور روحانی دلاسا، تسلی و آرام حاصل کرنے کرے تو ہم اپنے اس حکم سے اس پادری کو کسی طرح پابند نہیں کرتے ہیں[1]۔ بلکہ سختی سے خبردار کرتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ اس طرح پر جو جرایم اس کی امانت اور راز میں رکھنے کے لیے اس سے کہے گئے ہیں۔ کسی بھی شخص سے کسی وقت بھی ظاہر نہ کرے[2]۔ سوائے اس کے کہ یہ ایسے جرایم ہوں کہ ان سے خود اس کی زندگی قوانین مملکت کی رو سے خطرے میں پڑ جائے اور بے قاعدگی کی سزا ملے۔"

اس اصول کے متعلق ملحوظ رکھیئے کہ (۱) مذکورۂ بالا کسی تقدمے میں اس کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ (۲) ممکن ہے کہ وہ صرف ان باضابطہ اور محدود اقبال گناہ سے متعلق ہو جس کو بعد کی کتاب دعائے ۱۶۰۲ء میں تسلیم کیا ہے۔ (۳) اس اصول نے اپنے استثنیٰ کی رو سے ان جرایم میں جو فاش کیے جا سکتے ہیں اور ان جرایم میں جو فاش نہیں کیے جا سکتے فرق کیا ہے۔ اور (۴) "بے قاعدگی" سے مراد معاش سے علحدگی اور جب تک یہ اصول کارفرما رہے کسی معاش سے فائدہ اٹھانے کی ناقابلیت ہے[3]۔

اس عام اصول پر اس سے زیادہ عدالتی توجہ درکار ہے جتنی کہ کی گئی ہے۔ مسٹر جسٹس اسٹیفن مرحوم نے اپنی کتاب "مجموعۂ قانون شہادت" (دفعہ ۱۱۷) میں کہتے ہیں کہ "غالباً پادریوں کو ان اطلاعات کے فاش کرنے پر مجبور کیا جائے گا جو انھیں پیشے کے

۴۰۵

[1] اس حکم یا اصول میں پہلے پادریوں یا نائبوں کو یا اگر یہ نہ ہوں تو (کیوریٹس) کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے محافظان کلیسا کے ساتھ تمام ان جرایم کی اطلاع جو ان کے زیر نگرانی ہوں اپنے نظما کو دیں۔

[2] یہ کہنا مشکل ہے کہ اس استثنا کے معنی کیا ہیں۔ ہماری رائے میں یہ آج کل صرف اس پادری کی شکل میں اطلاق پاتا ہے جو بغاوت یا قتل کا معین ہوتا ہے۔ دیکھیے قانون معینان و ترغیب دہندگان ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۴۔

[3] قانون کلیسا از بلنٹ (Blunt's church law) طبع دوم از فلی مور (Phillimore) (اب لارڈ فلی مور) بر صفحہ ۱۷۹۔

اعتماد میں دی گئی ہوں۔" اور مسٹر جسٹس فلی مور نے خیال کیا تھا کہ "یہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ" اگر یہ سوال پھر انگریزی عدالت انصاف میں پیش ہو تو وہ فیصلہ کرے گی کہ اقبال گناہ ناقابل افشا ہیں۔ اور اس کی ایسی توضیح کرے گی جو کسی دوسری عیسائی مملکت کے قانون کی ہمنوا ہو گی۔[1]

دفعہ ۵۸۴: (الف) ۱۸۶۵ء میں ملکہ بنام کنٹ[2] (Reg v. Kent) کے قابل لحاظ مقدمہ میں نظمائے عدالت فوجداری کے ایک پادری کا جو ایک قیدی کو قتل کے لیے سپرد سیشن کرنے کی درخواست پر از خود بطور گواہ پیش ہوا تھا اظہار قلمبند کرنے سے انکار کرنے سے اس موضوع پر بہت بحث پیدا ہوئی۔ دار الامرا میں لارڈ ویسٹ میتھ (Lord Westmeath) کے سوال پر لارڈ چانسلر کران ورتھ (Lord Chancellor Cranworth) اور لارڈ شیمسفرڈ (Lord Chelmsford) نے اعتماد سے رائے ظاہر کی کہ نظما نے غلطی کی ہے[3]۔ اور یہ کہ قانون انگلستان میں اقبال گناہ کی مہر خاموشی کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے اور اسی لیے گواہ کو جواب دینے پر مجبور کرنا چاہیئے تھا۔ ان بیانات کے جلد ہی بعد مسٹر ایڈورڈ باڈیلی (Mr. Edward Badeley) کا رسالہ[4] شایع ہوا جس کا پڑھنا فایدے سے خالی نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس میں قانون و مصلحت کی بنا پر جو کچھ اقبال گناہ کی مہر خاموشی کی موافقت میں

---

[1] قانون کلیسا از فلی مور طبع دوم جلد ۲ بر صفحہ ۷۴۴ جس کو ان کے بیٹے لارڈ فلی مور نے بعد میں سی۔ ایف۔ جمٹ (C. F. Jemmett) نے شایع کیا۔

[2] ملکہ بنام کنٹ۔ دیکھیئے "صدی کے مشہور مقدمات ۱۹۹۰ء مصنفہ آٹلے میں "راز شاہراہ" غالباً ملزمہ نے اپنے استحقاق سے دست برداری کر لی تھی۔ اور اس کے عذر "مجرم ہوں" پیش کرنے پر وہ قتل کی مجرم قرار دی گئی۔

[3] ۱۳ رمئی ۱۸۶۵ء کا ہانسارڈ دیکھیئے پیچھے دفعہ ۱۲۰ ب۔ نوٹ

[4] "انگریزی عدالت ہائے انصاف میں مذہبی اقبالات کے استحقاق پر دوست کو ایک خط میں غور" مصنفہ ایڈورڈ باڈلی اسکوپر۔ ایم۔ اے۔ بار ایٹ لا۔ لندن۔ بٹرورتھ ۱۸۶۵ء۔ ۷۹ صفحات۔

کہا جا سکتا ہے سب کچھ موجود ہے۔ اس رسالے کے صفحہ ۲۳ پر مسٹر باڈیلی لکھتے ہیں کہ :-

"یہ امر شبہہ سے بالکل باہر ہے کہ نہ تو سولھویں اور نہ سترھویں صدی (یعنی کل عہد اصلاح) کے کارروائیوں سے اس مذہبی رسم کی مقدس نوعیت اور اس کے ناقابل افشا ہونے میں کوئی تغیر کیا گیا۔ ان کارروائیوں کی رو سے توبہ کے اغراض سے خانگی اقبال گناہ یقیناً ناجائز نہیں قرار دیا گیا۔ اور یہ امر بالکل واضح ہے کہ پارلیمنٹ اور مذہبی مجلس نے بعض صورتوں میں اس کے جاری رہنے کو صاف طور پر پسند کیا۔....

سرکاری تسلیم کردہ کلیسا کے پادریوں سے صراحتہً خواہش کی گئی کہ وہ بعض صورتوں میں نہ صرف توبہ کرنے والے اشخاص کے اقبال گناہ جب وہ از خود کئے جائیں سنیں۔ بلکہ جب اشخاص اقبال گناہ کرنے پر مائل نہ ہوں تو کرنے کے لیے ان سے اصرار کیا جائے اور ان کو ترغیب دی جائے: پس اگر عملدرآمد یہ رہا ہو اور اس کو اس طرح پر تسلیم کیا گیا اور جائز قرار دیا گیا ہو تو اس امر کے لیے کہ اخفا کا امتیاز جو اقبال گناہ کو حاصل تھا وہ اصلاح کے بعد زائل ہو گیا یقیناً اس سے زیادہ اچھے دلائل پیش ہونے چاہئیں جو میری معلومات میں اب تک پیش ہوئے ہیں۔

اگر کہا یہ جائے کہ اصلاح کے بعد ارکان کلیسا سے اس کی کسی طور پر خواہش نہیں کی گئی تو اس کا یہ جواب ظاہر ہے اور میری دانست میں قطعی بھی۔ کہ کسی بھی صورت میں اس کا جائز رکھنا اور بعض صورتوں میں اس کو پسند کرنا اور اس کا حکم دینا کلیسا اور پارلیمنٹ کی جانب سے اس اقرار ناطق کے مساوی ہے کہ اس کے آزادی سے استعمال کے لیے جو امتیازات ضروری ہیں وہ سب حاصل رہیں گے اور یہ کہ وہ امتیازات قانون مملکت اور قانون کلیسا دونوں کی رو سے موجود تھے اور یہ کہ قوانین موضوعہ کی کتاب میں کوئی امر صراحتہً یا معناً ایسا نہیں ہے جس سے ان امتیازات میں کمزوری

۵۰۵

پیدا ہوتی ہے......

"کیتھولک عیسائیوں کا یہ حق کہ ان کے اقبال گناہ کی عدالت ہائے انصاف میں حرمت کی جائے۔ انیگلی کن عیسائیوں کے ایسے حق سے جدا وجہ پر بنی ہے۔ لیکن اس کی صحت کی تائید دشوار نہیں ہے اس امر میں تو شبہہ نہیں ہوسکتا کہ انھیں ابتداءً یہ حق قانون عمومی۔ نیز کلیسائی قانون کی رو سے حاصل تھا۔ اور اگر عہد اصلاح میں یہ حق زایل ہوگیا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ صراحۃً سلب کیا گیا یا کسی خاص قانون موضوعہ کی رو سے ناجائز قرار دیا گیا۔ بلکہ یہ کہ یہ مذہب ہی ممنوع قرار دیا گیا تھا.... لیکن خوش قسمتی ہے........ یہ مذہب ممنوع نہیں رہا ہے اور دوبارہ قایم کر دیا گیا ہے۔ حکومت کے مذہب کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک ایسے مذہب کی حیثیت سے جس کی قانوناً اجازت ہے اور جس کی قانوناً حفاظت کی جاتی ہے۔ اسی لیے کسی کیتھولک کو اپنے مذہب کے تمام احکام سے متمتع ہونے کا دوبارہ حق دیا گیا ہے اور ان تمام امتیازات سے متمتع ہونے کا جو کسی بھی مذہبی فرض کی تعمیل کے لیے ضروری ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس کو وہ تمتع حاصل نہیں ہے جو مقننہ اسے دینا چاہتی تھی"

اس امر سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ ان دلایل میں بڑی قوت ہے اور نہ ان میں جہاں تک کلیسائے انگلستان کے ارکان کا تعلق ہے کوئی کمزوری اس شبہے سے باہر واقعے سے ہوسکتی ہے۔ کہ راز میں اور کان میں کہے ہوئے اقبال گناہ اور پادریوں کو مدعو کرنے کا عملدرآمد کلیسائے انگلستان[1] کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ چاہے اس کے بعض ارکان اپنی انفرادی حیثیت سے خاص صورتوں میں اس کو کتنا ہی پسند کریں۔

دفعہ ۵۸۴۔ ب "اقبال گناہ کی مہر خاموشی" کے عدالت میں

[1] دیکھئے ملکہ بنام اسقف اعظم کنٹربری۔ ۲۰ لا جرنل کوئنس بنچ ۱۵۴۔ اور توبہ کی مذہبی کہاوت

نہ توڑے جانے کے دو وجوہات ہیں (۱) اس شخص کا حق جس کے اقبال گناہ کو فاش کیا جاتا ہے اور (۲) یہ امر کہ جو پادری اس کی گواہی دیں وہ کلیسائی سزاؤں کے مستوجب ہوتے ہیں۔ ہماری عرض ہے کہ ان میں سے کوئی وجہ بھی کسی عدالت میں کافی ہے۔ اور عدالت خفیفہ میں دفعہ ۱۶ قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء اور دفعہ ۷ قانون سماعت مختصر ۱۸۴۸ء (دیکھیے دفعہ ۱۲۰) کے تحت جائز عذر سمجھا جا سکتا ہے۔ سنہ ۱۶۰۳ء کا ایک سو تیرھواں اصول قانون کلیسا (دیکھیے دفعہ ۵۰۴) اینگلی کن پادریوں کے لئے کافی سمجھا جا سکتا ہے اور عہد اصلاح سے پہلے کا ایسا ہی اصول رومن کیتھولک پادریوں کے لیے۔

دفعہ ۵۰۵: اگر ان اطلاعات کو جو روحانی مشورہ دینے والوں کو دی جائیں مقدس سمجھنا غلطی ہو تو اس امتیاز کو کسی خاص فرقے تک محدود کرنا مخالف قسم کی اور بڑی غلطی ہو گی۔ قانون ملک کی عدالتوں کا یہ فرض منصبی نہیں ہے کہ کسی شخص کے مذہبی عقیدے کی جانچ کریں۔ یا اس کی تنقیح کریں کہ آیا اس کی رو سے اقبال گناہ کا کان میں کہنا ضروری ہے یا وہ اس کو مناسب سمجھتا اور اس کی اجازت دیتا ہے۔ ان کے سامنے سوال صرف یہ ہونا چاہیئے کہ آیا جو شخص نیک نیتی سے مذہبی مشورہ چاہتا ہو اس کو آزادی سے اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔ ۵۰۶
نیویارک کے ایک قانون موضوعہ[1] کی رو سے انجیل کے کسی پادری یا کسی بھی پجاری کو اس کی اجازت نہیں ہو گی کہ پیشے کی حیثیت سے یا اس کے قواعد یا عملدرآمد کے ضوابط کی رو سے جو اقبال گناہ اس سے کئے جائیں انھیں فاش کرے۔" مسوری، وسکانسن مچیگن اور آیوو[2]

۱۔ شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم جلد ا دفعہ ۲۴۸۔ نوٹ ۱۔ شہادت مصنفہ ٹیلر ضمیمہ ص ۲۷۵۔

۲۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ا دفعہ ۲۴۷۔ نوٹ (۱)۔ شہادت مصنفہ ٹیلر ضمیمہ ۲۷۶ و ۲۷۷۔

(Missouri, Wisconsin, Michigan & Iowa) میں بھی ایسے ہی قوانین موضوعہ نافذ ہیں۔ اور اسی اصول کو فرانس میں بھی مانا گیا ہے۔

دفعہ ۵۸۶: معاشری: اس اصول کے معاشری زندگی میں اطلاق بہت کم ہیں۔ بڑی مثال شوہر و زوجہ کے درمیانی اطلاعات کی ہے۔ پروفیسر گرین لیف کہتے ہیں[2] کہ یہ اطلاعات مثل امتیازی اطلاعات کے ہوتے ہیں۔ اور اسی بنا بر قطع نظر مفاد و شخصیت کے ایک ہونے کے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے موافق یا مخالف گواہی نہیں دے سکتے ہیں۔ فاش کئے جانے سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے خوشحالی حالت ازدواجی کے لئے ضروری ہے کہ شوہر و زوجہ میں غیر محدود اعتماد ہو۔ اور اس اعتماد کو قانون اس طرح حاصل کرتا ہے کہ اس کو فاش ہونے سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیتا ہے۔ اور قرار دیا ہے کہ زوجہ کے سینے سے کوئی ایسی بات فاش نہیں کرائی جائے گی جس کو شوہر نے اس سے اعتماداً کہا ہو۔ اسی لیے فریقین میں شوہر کی موت یا طلاق سے افتراق ہو جانے کے بعد بھی زوجہ کسی ایسی گفتگو کو فاش نہیں کر سکتی۔ جو اس سے ہوئی تھی۔ گو اس کو ایسے امور کی گواہی دینے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ جس کا علم اس کو ایسے ذرایع سے ہوا ہو جو اس شخص کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں جس کو اس کی زوجہ کی حیثیت حاصل نہ ہوئی اور قانون ترمیم قانون شہادت ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ نے جس کی رو سے شوہر و زوجہ دیوانی مقدمات میں ایک دوسرے کے موافق یا مخالف گواہی دے سکتے اور گواہی دینے پہ

---

[1] کتاب شہادت مصنفہ بانئے دفعہ ۱۷۹۔ جو یہ بھی کہتے ہیں کہ "جس نظام میں کہ اس اعتماد کی حمایت کی گئی ہے کیا جاتا ہے اور جس کی بنا پر توبہ کی ہدایت ہوتی ہے پادری کے ذریعے سے اس کو فاش کرائے بیجکنی کی جاتی ہے وہ اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ اس اعتماد کو مقدس نہ سمجھنا"۔

[2] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد اطبع شانزدہم دفعہ ۲۵۴۔

مجبور کیئے جا سکتے ہیں۔ ایک خاص حکم دفعہ ۲ میں دیا ہے کہ کسی شوہر کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ دوران نکاح میں جو اطلاع زوجہ نے دی ہو فاش کرے اور نہ کسی زوجہ کو ایسی اطلاع کے فاش کرنے پر مجبور کیا جائے گا جو دوران نکاح میں شوہر نے اسے دی ہو[1] اور جب وقوع نکاح کو تسلیم یا ثابت کیا جائے تو نہ شوہر اور نہ زوجہ کی شہادت آپس میں جماع کے واقع نہ ہونے کو ثابت کرنے یا اس کے واقع ہونے کی تردید کرتے قابل ادخال ہوگی[2] — یہ ایسا اصول ہے جس کو لارڈ مانسفیلڈ صحیح طور پر کہتے ہیں کہ "وہ شائستگی اخلاق و مصلحت پر مبنی ہے"[3] لیکن جب نزاع وقوع نکاح ہی کے متعلق ہو یا جب کہ امر نزاعی یہ ہو کہ آیا کوئی بچہ نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد پیدا ہوا ہے یا گو وہ نکاح کے بعد پیدا ہوا ہے لیکن اس کی صحیح النسبی پر اعتراض ہو تو والدین کی شہادت یہ ثابت کرنے قابل ادخال ہے کہ ان کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ یا یہ ثابت کرنے کہ بچہ نکاح سے پہلے پیدا ہوا۔ یا یہ کہ گو وہ شادی کے بعد جلد ہی پیدا ہوا لیکن مبینہ باپ کو نکاح سے پہلے ماں تک رسائی نہیں تھی[4]۔ راز جو کاروبار معمولی کے اثنا میں ظاہر کیئے گئے ہوں اور دوستوں کی باہمی اعتمادی باتیں فاش کیئے جانے سے محفوظ نہیں ہیں[5]۔

۵۰۷

---

[1] ملک بنام ریڈنگ مقدمہ بزمانہ لارڈ ہارڈوک کنگس بنچ ۷۰۹۔ ملک بنام روک (۱) ولسن ۳۴۰۔ ملک بنام لف ۱۸۰۸ء ۸۔ ایسٹ ۱۹۲۔ ۹ رسل دریان ۴۸۶۔ ملک بنام کیا R.V. Kea ۱۸۰۹ء ۱۱۔ ایضاً ۱۳۲۔ ۱۰ رسل دریان ۴۸۸۔ کوپ بنام کوپ (۱) موڈی دریان ۲۶۹ ملک بنام سواٹن ۱۸۳۶ء ۵ اڈالفس و ایلس ۱۸۰۔ ۴۴ رسل دریان ۳۹۵۔ رائٹ بنام ہولڈگیٹ ۳ کیا رنگٹن و کروان ۱۵۸۔

[2] مرے بنام ملٹن ۱۲ چانسری ڈیویژن ۴۵۰۔ بولٹ پیریج کیس ۱۸۱۹ء مقدمات مرافعہ ۳۹۵۔

[3] گڈرایٹ ڈی اسٹی ولس بنام ماس کوپر ۵۹۴۔

[4] دیکھئے فیصلہ لارڈ ڈکن ہن بمقدمہ ولسن بنام راشل ۱۷۹۲ء ۸ ٹائمز رپورٹ ۵۵۷۔ ۲ رسل دریان

دفعہ ۵۸۷: جیسا کہ اس کتاب کے مقدمے[1] میں بتایا گیا ہے عدالتہائے انصاف کو ایسی شہادت کو مسترد کر دینے کی ذاتی قوت حاصل ہوتی ہے جو صرف تکلیف یا تاخیر کرانے پیش کی جاتی ہے۔ ایسی ناشایشتہ حرکات سے نفاذ قوانین میں خلل بھی واقع ہو سکتا ہے اور فریق مخالف کو ضرر بھی پہنچ سکتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ قانون مصلحت کی بنا پر ایسی شہادت کو مسترد کرتا ہے جو فحش یا اخلاق عامہ کے خلاف یا اشخاص ثالث کے احساسات کو ٹھیس پہنچانے والی ہوتی ہے[2]۔ لیکن اس تصفیے کے لیے نہ صرف کوئی صاف سند نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف اسناد موجود ہیں[3]۔ لارڈ مانسفیلڈ چیف جسٹس نے ڈاکوسٹہ بنام جونس (Da Costa v. Jones) میں جس میں عدالت نے ایک نالش کی سماعت سے جو شرط پر مبنی تھی اس بنا پر انکار کر دیا تھا کہ شرط خود فحش تھی کہا ہے کہ "شہادت کا فحش ہونا اس کے قابل ادخال ہونے پر وجہ اعتراض نہیں ہو سکتا اگر وہ شہادت کسی دیوانی یا فوجداری حق کے تصفیئے کے لیے ضروری ہے"۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۵۱۵ ۔ اور وہ سرکاری مقدمات جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[1] مقدمہ دفعہ ۴۷۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۴۹۔

[3] مجموعۂ شہادت از اسٹیفن طبع ششم نوٹ ۲۔ بحوالہ ڈاکوسٹہ بنام جونس۔ کوپر ۷۲۹۔

۵۰۸

باب نہم

اقتدار امر فیصل شدہ

دفعہ ۵۸۸: قانون کا یہ اصول کہ "امر فیصل شدہ کو صحیح مانا جاتا ہے"[1]

[1] مقدمہ دفعہ ۴۴۔

اس کے ایک زیادہ عام اصول کی کہ "مملکت کا فایدہ اس میں ہے کہ مقدمہ بازی کم ہو" ایک شاخ ہے۔[1] اور ان کے ہر جگہ تسلیم کئے جانے کے وجوہات کو اس کتاب کے مقدمے میں بیان کردیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۸۹: ڈائجسٹ ناطق ہے کہ "اس امر کو فیصل شدہ کہتے ہیں جو امر نزاعی کے متعلق عدالتی فیصلے سے ختم ہوجاتا ہے چاہے فیصلے کی رو سے سزا دی گئی ہو یا بری کردیا گیا ہو"۔[2] لیکن امر فیصل شدہ کا اثر رکھنا ضروری ہے کہ فیصلہ عدالت مجاز یا مساوی یا بلا شرکت غیرے تنہا اختیار سماعت رکھنے والی عدالت کا ہو کیونکہ ——— "اس امر کے متعلق جج کا فیصلہ جس کا اس کو اختیار سماعت نہ ہو نظر انداز کرنے کے قابل ہوتا ہے"[3] عدالت مجاز وغیرہ کے فیصلے اس وقت تک قطعی ہوتے ہیں جب تک کہ وہ منسوخ نہ کئے جائیں لیکن کوئی فیصلہ آخری نہیں سمجھا جاتا ہے جب تک کہ وہ ایسی عدالت کا فیصلہ نہ ہو جس سے مرافعہ نہ ہوسکتا ہو یا فریقین نے فیصلے کو تسلیم نہ کرلیا ہو۔ یا وہ مدت ختم نہ ہوگئی ہو جس کے اندر قانوناً مرافعہ ہونا چاہئے تھا۔[4] نیز قطعی اثر صرف اس امر کا ہوتا ہے جس کا فیصلہ کیا گیا ہو۔ اور ان امور کا نہیں ہوتا ہے جو ضمنی طور پر زیر بحث آئے ہوں۔[5] لیکن قطعی اثر ان امور کا بھی ہوتا ہے جن کا ۵۰۹

---

[1] مقدمہ دفعہ ۴۱ و ۴۳۔

[2] ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۱۔ دفعہ ۱۔

[3] مجموعۂ قانون موضوعہ روما ۷، ب

[4] شہادت از پوتھیے جلد ۱ حصۂ چہارم باب ۳ دفعہ ۲۔ (۱)۔

[5] از ڈی گرے چیف جسٹس Per De Grey. C. J جنھوں نے مقدمۂ ڈچس آف کنگسٹن ۱۱ اسٹیٹ ٹرائلس

فیصلہ ہونا ضروری تھا۔ اور جو فی الواقع فیصلے سے فیصل کئے گئے ہوں گو وہ صراحۃً امر تنقیح طلب نہ ہوں[۱]۔"

دفعہ ۵۶۰: زیر بحث اصول کو نہ تو قانون کے اس اصول سے مخلوط کرنا چاہیئے جس کی رو سے ریکارڈس (سجلات) کا تحریری ہونا ضروری ہے[۲]۔ اور نہ اس کے اس قیاس قطعی سے کہ وہ صحیح طور پر تحریر کئے گئے ہیں[۳]۔ عدالتی افعال کو ثابت کرنے کا طریقہ ان افعال مثبتہ کے اثر سے بالکل جدا چیز ہوتا ہے۔ اور اسی لیے امر فیصل شدہ کے اثر کو منضبط کرنے والے اصول بعینہ وہی رہتے اگر عدالتوں کے فیصلے زبانی شہادت سے ثابت کئے جا سکتے۔ دراصل عدالتِ انصاف کے ریکارڈ (سجل) کے دو حصے ہوتے ہیں جنھیں ہم

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۲۶۱۔ میں ججوں کی رائے کا دارالامرا پر اظہار کیا تھا۔ مقدمۂ بلاکہام (۱) ساکلڈ (۲۹۱-۲۹۰) ملک بنام ناپ ٹافٹ ۲ بارن وال کرسول ۸۸۳۔

[۱] ملک بنام ہارلنگٹن بڈل کو اٹر (۴) ایلیس و بلاکبرن ۸۰۔ ۲۹۴ء۔ شہادت از فیپن طبع ششم ۱۰۔ ۴۱۔ اور وہ مقدمات جن کا وہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اور بالن ٹائن بنام ہاکن نان ۱۸۹۶ء (۲) کوئنس بنچ ۴۵۶-۴۶۲ء جو ان کے مخالف ہے اس پر شبہہ ظاہر کیا گیا ہے۔

[۲] دیکھیے دفعہ ۲۱۸۔

[۳] دیکھیے دفعہ ۳۴۸۔

[۴] ویلس کے قدیم قوانین کی رو سے عام طور پر دو گواہوں کی گواہی ضروری تھی۔ لیکن اس اصول کا ایک استثنیٰ وہ صورت تھی جس میں جج اپنے فیصلے کے متعلق گواہ ہوتا تھا۔ وینیٹین کوڈ کتاب ۲ باب ۴ دفعہ ۴ کی رو سے "اگر فریقین میں سے جن کے درمیان کوئی مقدمہ لڑا گیا ہو ایک فریق فیصلے سے انکار کرے اور دوسرا اس کو تسلیم کرے تو اس صورت میں جج کا اپنے فیصلے کے متعلق قول قول ناطق ہوگا۔" نیز دیکھیے ڈیمی ٹین کوڈ۔ کتاب ۲ باب ۵۔ دفعہ ۴۔

اصلی و عدالتی حصوں سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اصلی حصےؔ میں عدالت
خود اپنے افعال و کارروائیوں کو ضبط تحریر میں لاتی اور ان پر گواہ
ہوتی ہے۔ قانون اس حصے کو یقینی طور پر صحیح تسلیم کرتا ہے۔ اور ان
امور میں[1]۔ اس کی تردید کی نہ اجازت دیتا ہے۔ اور نہ واقعات کو
جو اس طرح پر ضبط تحریر میں آئے اور ان پر جج کی گواہی ہوئی ہو
کسی اور طرح پر سوائے خود ریکارڈ کو پیش کرنے یا مقررہ طریقے پر
ان کے نقول کے ذریعے سے ثابت کرنے کی اجازت دیتا ہے[2]۔
کوئی شخص ریکارڈ کے مندرجہ کسی امر کی تردید جوری کے فیصلے سے
نہیں کر سکتا ہے[3]۔ جو امر کہ ریکارڈ کے ذریعے سے ثابت ہو۔ اس کی
تردید نہیں کی جا سکتی ہے[4]۔ اس کے برخلاف عدالتی حصے میں عدالت
امر نزاعی پر اپنی رائے یا فیصلے کا اظہار کرتی ہے۔ اور امر نزاعی کے
متعلق رائے قایم کرنے کے لیے عدالت پر لازم ہے کہ صرف فریقین
مقدمہ کی پیش کردہ شہادت اور دلایل کا لحاظ کرے۔ اور اکثر صورتوں
میں فریقین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے فیصلے سے عدالت بالادست
میں مرافعہ کرتے ہیں۔ اسی لیے ایسا فیصلہ اشخاص ثالث کی حد تک
جو اس کارروائی کے جس میں وہ کیا گیا نہ تو فریق تھے اور نہ شریک
امر فیصل شدہ درمیان اشخاص غیر ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اصول
ہے کہ وہ کسی شخص پر جو فریق یا شریک مقدمہ نہ ہو نہ قابل پابندی

ع۔ ہماری عدالتوں میں اس حصے کو فرد کارروائی کہتے ہیں۔ مترجم۔

[1] ٹلش مطبوعہ لگ صفحہ ۲۹ الف قانون از فنچ ۲۳۱۔ شہادت از گلبرٹ صفحہ ۷ طبع چہارم ۲ گک ۱، ۷ الف۔ سیلش رپورٹس ۱۵۵۔ ہٹ لیس رپورٹس ۱۰۷ (۱) ایسٹ ۳۵۵۔ بارن وال واڈ انگلس جلد ۲ صفحہ ۲۹۲

[2] دیکھیے شہادت از فلی مور ۱۴۲ طبع دہم جہاں بہت سی مثالیں جمع کی گئی ہیں۔

[3] (۲) انسٹیٹیوٹ ۳۸۰۔

[4] اصول متعارفہ قانون از براچ ۱۸۶۔

۵۱۰ ہوتا ہے اور نہ عام طور پر اس کے خلاف شہادت ہوتا ہے[۱]۔ نبتھم کی یہ حجت ضرور ہے کہ امر فیصل شدہ درمیان اشخاص غیر کو قابل ادخال شہادت قرار دینا اور اس کی وقعت کا جوری کو اندازہ کرنا چاہیئے[۲]۔ لیکن ——— اس امر کی تحقیق کے لیے توقف کئے بغیر کہ آیا ان صورتوں میں جن میں وہ اشخاص ثالث کے درمیان قابل ادخال ہوتا ہے مناسب طور پر توسیع کی جا سکتی ہے ——— کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے قانون کا عام اصول جس کی رو سے ہمیشہ بہترین شہادت کا پیش ہونا ضروری ہوتا ہے[۳]۔ اور تمام ایسی شہادت مسترد کی جاتی ہے جس میں اصل واقعے اور شہادتی واقعے میں معقول و قریبی تعلق نہیں ہوتا ہے[۴]۔ امر فیصل شدہ پر بھی اسی طرح قابل اطلاق ہوتا ہے جس طرح کہ شہادت کے دوسرے اقسام پر۔

دفعہ ۵۹۱: لیکن عدالت مجاز کا فیصلہ خود ہی اس کے مضامین کے لحاظ سے باطل و کالعدم ہو سکتا ہے[۵]۔ (۱) جب کہ موضوعہ فیصلہ غیر متعین ہو "فیصلے کو متعین و یقینی ہونا چاہیئے" ——— مثلاً ایسا فیصلہ جس میں مدعی علیہ کو اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہو جو مدعی کو اسے دینا ہے باطل ہوگا۔ گو اگر مدعی علیہ کو اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہو

[۱] ینڈنگ کیس از اسمتھ ۶۶۱-۶۶۴ وغیرہ جلد ۲ طبع پنجم۔ از ڈی گرے میر مجلس بمقدمہ ڈچس آف کنگسٹن (۱۱) اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۱۔ دیوانی مقدمات جوری از ٹیلر۔ ۲۳۱-۲۳۲۔

[۲] عدالتی شہادت از نبتھم جلد ۳ ص ۴۳۱-۴۳۲۔

[۳] پیچھے دفعات ۸۷-۲۹۲۔

[۴] پیچھے دفعات ۸۸-۹۰۔

[۵] شہادت از پو ٹیتیے جلد ۱ حصہ چہارم باب ۳ دفعہ ۳۔ فقرہ ۲۔ دفعہ ۱۔ نوٹ ۱۸۔ نیز دیکھئے قول بارک بیچ بمقدمہ ملک بنام بلاک مور ۲ ڈینی سن کراؤن کیس ۴۲۰-۴۲۱۔

جس کا مدعی نے اس سے مطالبہ کیا ہے اور مقدمے کی مسل پر اس کا اندراج ہو تو یہ کافی ہوگا[1]۔ (۲) جب کہ موضوع فیصلہ کوئی امر ناممکن ہو[2]۔ "قانون ناممکن امر کا حکم نہیں دیتا[3]"۔ (۳) جب کہ فیصلے میں کوئی ایسا امر قرار دیا جاتا ہے جو صراحۃً قانون کے خلاف ہوتا ہے۔ مثلاً جب اس میں حکم ہوتا ہے کہ قانون کی پابندی نہ کی جائے۔ لیکن اگر فیصلہ صرف یہ ہو کہ امر نزاعی قانون کے تحت نہیں آتا ہے گو دراصل وہ قانون کے تحت آتا ہے تو فیصلہ باطل نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ صرف نامناسب ہوتا ہے۔ اور اسی لیے مرافعے کی معمولی کارروائی سے اس کی اصلاح کرائی جا سکتی ہے[4]۔ (۴) جب کہ فیصلے میں متغائر و متضاد احکام ہوں[5]۔ (۵) جب کہ فیصلہ اس امر کے متعلق ہوتا ہے جس کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے[6]۔ "جج مدعی کے مطالبے سے زیادہ کا فیصلہ نہیں کرتا ہے" اور قانون مطالبے سے زیادہ نہیں عطا کرتا ہے[7]۔

دفعہ ۵۹۲: ڈائجسٹ کا ایک اور مقولہ یہ ہے[8]: "جب یہ پوچھا جائے کہ آیا یہ اخراج (یعنی اخراج امر فیصل شدہ) مضر ہے یا نہیں تو اس امر کی

---

[1] شہادت از پوتھیے مقام مذکورۂ بالا۔
[2] ایضاً نوٹ ۲۱۔
[3] ہبارڈ رپورٹس ۹۶۔
[4] شہادت از پوتھیے جلد ۱ مقام مذکورۂ بالا۔ نوٹ ۲۲۔
[5] ایضاً نوٹ ۲۳۔ کوپر بنام لانگڈن۔ ۱ میسن و ولزبی ۷۸۵۔
[6] شہادت از پوتھیے جلد ۱۔ حوالۂ مذکورۂ بالا۔ نوٹ ۲۴۔
[7] ۲ انسٹیٹیوٹ ۲۸۶۔
[8] ڈائجسٹ کتاب ۴۴ عنوان ۲۔ دفعات ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ نیز دیکھیے شہادت از پوتھیے جلد ۱ حصۂ چہارم

۵۱۱ تحقیق کرنی چاہیئے کہ آیا اس کا موضوع ۔کیمیت اور سوال قانونی ایک ہیں آیا بنائے دعویٰ ایک ہے اور فریقین کی حالت وہی ہے جب تک یہ سب باتیں پائی نہ جائیں ۔صورت حال مختلف ہوتی ہے"۔پس کسی فریق کو جس کا دعویٰ خارج کیا گیا ہے ۔دوبارہ دعویٰ کرنے سے اس بناء پر منع کرنے کے لیے کہ وہ امر فیصل شدہ ہے ۔شئے مطلوبہ وہی ہونی چاہئیے ۔لیکن اس کو بہت زیادہ لغوی معنوں میں نہیں سمجھنا چاہئیے ۔مثلاً گو بکریوں کے جس منڈے کا مدعی اب مطالبہ کر رہا ہے ۔وہی بکریاں نہیں ہیں جو اس کے پہلے دعوے کے وقت تھے ۔لیکن دعویٰ اسی شئے کے متعلق سمجھا جاتا اور اسی لیے ناقابل منظوری ہوتا ہے[۱] ۔اور اسی طرح کسی فریق کے متعلق قرار دیا جاتا ہے کہ اس کا دعویٰ اسی شئے کے متعلق ہے جب وہ اس شئے کے کسی جزو کے متعلق دعویٰ کرتا ہے[۲] ۔اور (۲) اصول امر فیصل شدہ کے اطلاق پانے کے لیے ضروری ہے کہ فریقین کی حالت وہی ہو ۔اور اسی لیے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں وہ شخص جس کو کسی فیصلے سے پابند کرنا مطلوب ہوتا ہے اگر اس کارروائی کا جس میں کہ وہ فیصلہ صادر ہوتا ہے نہ فریق ہوتا ہے اور نہ سہیم ۔تو عام طور پر وہ فیصلہ اس کے خلاف قابل ادخال شہادت بھی نہیں ہوتا ہے[۳] ۔اسی طرح کسی فریق کے خلاف کسی فوجداری مقدمے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ باب ۲ دفعہ ۲ ۔فقرہ ۴ ۔نوٹ ۴ ۔کتاب شہادت از بانئے دفعہ ۴۸۳ ۔مجموعۂ قانون موضوعۂ دیوانی کتاب ۲ ۔عنوان ۲ ۔باب ۶ ۔دفعہ ۲ ۔

[۱] شہادت از پو تھیے جلد ۱ صہ ۵۵۲ ۔

[۲] ۔ایضاً ۔

[۳] اوپر دفعہ ۵۹۰ مملکت متحدۂ امریکا میں مشترک و منفرد ذمہ داری کی دستاویز پر ایک ضامن کی موافقت میں فیصلے سے دوسرے ضامن کے خلاف نالش کا حق ساقط نہیں ہوتا ہے ۔سوائے اس کے کہ پہلے مقدمے میں جواب دہی یہ ہو کہ بنائے دعویٰ باقی نہیں رہا ہے ۔یا یہ کہ دونوں مقدموں

کا کوئی فیصلہ اس کے خلاف دیوانی مقدمے میں اس واقع کی بھی شہادت نہیں ہوتا ہے۔ جس پر حکم سزا مبنی ہوتا ہے[1]۔ اور نہ وہ فیصلہ جس کی رو سے وہ بری قرار دیا گیا ہو! اس کی موافقت میں شہادت ہوتا ہے[2]۔ کیونکہ فریقین وہی نہیں ہوتے ہیں۔ اسی طرح قتل کے مرافعے میں چالان مدعی علیہ کے خلاف شہادت نہیں ہوتا تھا[3]۔ اسی طرح جب الف کو اس بنا پر چالان کیا جائے کہ اس نے ب کے خلاف ایک چالانی مقدمے میں دروغ حلفی کا ارتکاب کیا ہے۔ تو اس مقدمے کی سماعت کے ریکارڈ یعنی جوری کی قرار داد اور فیصلۂ عدالت کا الف کی دی ہوئی شہادت کے مطابق ہونا۔ کوئی جواب دہی نہیں ہوتا ہے[4]۔

دفعہ ۵۹۳: اس اصول کا ایک اہم استثنیٰ فیصلۂ بالتعمیم ہوتا ہے۔ ۵۱۲ یعنی وہ فیصلہ جو کسی خاص موضوع کی حیثیت کے متعلق ایک ایسی عدالت سے صادر ہوتا ہے جو اس خصوص میں مجاز ہوتی ہے[5]۔ قانون نے ایسے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: میں جواب دہیاں ایک ہوں۔ دیکھئے بسٹ از مارگن جہاں ہل بنام مورس ۱۶۱ میں رپورٹس ۵۴۱ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱؎ از لارڈ کبرن جسٹس جنہوں نے مقدمہ کاسٹرک بنام ایمری۔ لا رپورٹ ۲ مقدمات مرافعہ ۲۱۴-۲۲۴ میں ججوں کی رائے بیان کی۔ دیکھئے شہادت از اسٹارکی ۳۶۱ طبع چہارم شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۶۹۲ شہادت از فپسن طبع ششم ۴۱۲-۴۱۸۔ اس اصول کے استثنیٰ کے لیے دیکھو مقدمہ اے کرین ۱۹۱۱ء پروبیٹ ۱۰۸۔ جہاں ایک قائمقام مجرم کے دعوے پر قرار دیا گیا کہ حکم سزا نہ صرف اپنے وجود و مضمون کے ثابت کرنے قابل ادخال ہے بلکہ جرم مجرم کی بادی النظری شہادت بطور بھی

۲؎ ورگو بنام ورگو ۶۹ لا ٹائمز ۲۶۰۔ شہادت از اسٹارکی ۲۴۲۔ طبع چہارم۔ "جو شہادت کہ دیوانی مقدمہ میں دی گئی ہو وہ فوجداری مقدمے میں قابل ادخال نہیں ہے" ثبوت قطعی از اسکارڈس ۳۴ نوٹ ۱۔

۳؎ راسن بنام ہارڈلے ۲ کیمبل ۲۲۳۔

۴؎ ہبارڈ ۲۰۱۔ مقدمہ ٹی ٹس اوٹس ۱۰ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۱۱۳۶-۱۱۳۷۔

۵؎ ایسی صورتوں میں اقتدار عدالت اسباب ذیل پر مبنی ہوتا ہے۔ یعنی (۱) شے جو موضوع مقدمہ ہو

فیصلہ جات کو مصلحت و سہولت عامہ کی بناء پر ساری دنیا کے خلاف قطعی وقعت دی ہے۔ ان میں سب سے پہلے عدالت اکسچیکر کے ضبطیٔ جائیداد کے فیصلے۔ اور بحری عدالت کے مال غنیمت وغیرہ سے متعلق فیصلے ہوتے ہیں۔ نیز بعض صورتوں میں کسی فریق کی حیثیت یا حالت کے متعلق فیصلہ جات اشخاص ثالث کے خلاف شہادت میں قابل ادخال ہوتے ہیں۔ گو وہ قطعی متصور نہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً جب کسی وصی کے خلاف موصی کی دستاویز قرض کی بناء پر نالش کی جائے تو ایک کمیشن کی یہ قرارداد کہ موصی تحریر دستاویز قرض کے وقت دیوانہ تھا مدعی کے خلاف بادی النظر شہادت ہے۔ گو وہ قرارداد کا فریق نہ ہو[۱]۔ اور "غیروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو ضرر نہیں پہنچنا چاہیئے" کے اصول کی تشبیہ پر غیروں کے درمیانی ایسے فیصلے اور عام نوعیت کی عدالتی کارروائیاں قابل ادخال شہادت ہوتے ہیں۔ و نیز فیصلے و کارروائیاں ان صورتوں میں بھی قابل ادخال ہوتے ہیں جن میں شہادت کے معمولی و عادی اصولوں پر عمل نہیں ہوتا ہے[۲]۔ فیصلہ جات بالتعمیم کے سوا دوسرے فیصلوں کو فیصلہ جات بالتخصیص کہتے ہیں[۳]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اس مملکت کے زیر اقتدار ہونی چاہیئے۔ جس کے حکم کے تحت عدالت اجلاس کرتی ہے۔ (۲) اس مملکت کے مقتدر اعلیٰ نے اس عدالت کو اس شے کے تصرف کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہو۔ (۳) عدالت اپنے اختیار سماعت کے اندر فیصلہ کرے۔ از بلاکبرن جسٹس بمقدمہ کاسٹریک بنام ایری۔ لارپورٹ ۴ مقدمات مرافعہ ۴۱۴ - ۴۲۹۔

[۱] فالڈر بنام ملک سنہ ۱۸۱۱ء۔ ۲ کیمپل ۱۲۶ - ۱۳ ارسل دریان ۱۷۱۔ ڈین بنام لارڈ کرک وال ۴ کیارنگٹن و پین ۴۸۳۔

[۲] ٹیپچے دفعہ ۱۰۱۔

[۳] فیصلہ جات کی بالتعمیم و بالتخصیص میں تقسیم کو قانون عدالت بحری سنہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰ دفعہ ۲۵ میں تسلیم کیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۹۴: قطعی فیصلہ جات امور مانع تقریر مخالف کی ایک نوع

ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایسے امر کے متعلق صادر ہوتے ہیں جس میں
اس شخص کو جس کے خلاف وہ فیصلے شہادت میں پیش ہوتے ہیں۔
یا تو حقیقی یا حکمی طور پر اپنا بیان پیش کرنے اور فریق ثانی کے بیان
پر اعتراض کرنے کا موقع رہتا ہے۔ ان میں یہ فرق تو یقیناً ہے کہ
معمولاً امر مانع تقریر مخالف کسی فریق کے ارادی فعل پر مبنی ہوتا ہے
برخلاف اس کے فیصلوں کے متعلق یہ قیاس قانونی ہوتا ہے کہ
"وہ علی الرغم فریق دیے جاتے ہیں"[1] نیز جب کوئی فیصلہ کسی قرض
کے متعلق حاصل کیا جاتا ہے تو جب تک وہ نافذ رہے قرض کی
بنا پر کوئی اور نالش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اس بنا پر تو فیصلہ ہو گیا
ہے"[2] مثل دوسرے امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ ریکارڈ اور امور مانع ۵۱۳
تقریر مخالف بذریعۂ دستاویز مہری کے فیصلہ جات کا قطعی اثر ہونے
کے لئے اگر موقع ہو تو ضروری ہے کہ ان کو پلیڈنگ میں بیان کیا جائے
دگر نہ وہ جیوری کے لیے صرف وقیع شہادت کا اثر رکھتے ہیں[3]۔

---

[1] لٹلٹن مطبوعہ لنگ ۲۴۰ ب - ۵ کک ۲۸ ب - ۱۰ ایضاً ۴۴۹ ب - دیکھو پیچھے دفعہ ۴۲۸-
بعض خارجہ ممالک کے قانون دانوں کے نزدیک فیصلے کی ماہیت معاہدے کی ہوتی ہے"
اس اہم قیاس (یعنی اثر شے منفصلہ) کی بنیاد قانون پر ہے۔ کیونکہ حقوق کے شہادت سے
ثابت کئے جانے کے بعد فیصلے کا اثران اشخاص و اشیا پر ہوتا ہے جن سے یہ فیصلہ متعلق
ہوتا ہے۔ اسی طرح معاہدے کے ذریعے سے بھی اشخاص و اشیا قانوناً متاثر ہوتے ہیں۔ اسی لیے
ہم بالوجہ کہتے ہیں کہ فیصلے کے ذریعے سے معاہدہ کرتے ہیں۔

[2] بیریٹ بنام ہاپٹن، ٹائمز رپورٹ ۲۶۹ - پالکسفن رپورٹس Pollexfin Reports
۶۴۱ - نیز دیکھئے ۹ کک ۴۶ الف -

[3] ۲ اسمتھ لیڈنگ کیسس ۷۰ - ۶۷۳ - طبع پنجم - اور پیچھے دفعہ ۵۴۴ -

دفعہ ۵۹۵: قانون کے یہ عام اصول کہ "فریب و دھوکے بازی میں کسی کی حفاظت نہیں کی جانی چاہیے"[1] "حق و ناحق کا کبھی ساتھ نہیں ہوتا"[2] "جو شخص فریب پر عمل کرتا ہے سعی لاحاصل کرتا ہے"[3] عدالتی فیصلہ جات پر بھی اطلاق پاتے ہیں[4]۔ ڈچس آف کنگسٹن کے مقدمے Duchess of Kingston's Case میں لارڈ چیف جسٹس دی گرے (L. C. J. de Grey) نے دارالامرا کو ججوں کا جواب سناتے ہوئے مذہبی عدالت کے ایک فیصلے کے متعلق کہا ہے کہ "اگر وہ امر تنقیح طلب پر راست و تصفیہ کن فیصلہ ہو۔ اور بنفسہ عدالت کے خلاف شہادت سمجھا جا سکتا ہو۔ و نیز اس کی داخلی حیثیت سے اس پر اعتراض نہ ہو سکتا ہو۔ تاہم مثل تمام دوسرے اعلیٰ ترین عدالتی افعال کے خارج سے اس پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور گو یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ عدالت سے غلطی ہوئی لیکن یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اس کو گمراہ کیا گیا۔ فریب ایک خارجی ضمنی فعل ہے۔ جس سے عدالت ہائے انصاف کی اہم ترین عدالتی کارروائیاں باطل ہو جاتی ہیں"[5]۔ ان صورتوں میں جیسا کہ خوب کہا گیا ہے پوری کارروائی "خیالی و غیر عدالتی" ہو جاتی ہے[6] اور یہ اصول ہر قسم کے فیصلہ جات سے متعلق ہوتا ہے۔ بلا شرکت غیرے عدالت

---

[1] ۱۳ ہنری ہشتم ۸۔ الف ۲۹ ہنری ششم ۵۰۔ حصہ ۱۵۔ اکیبل ۵۴۶۔
[2] کک ۲۵۔ الف۔
[3] ۲ رول ۱۷۰۔
[4] ۲ کک ۷۷۔ الف۔ مقدمہ ڈچس آف کنگسٹن۔ ۱۱۔ اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۲۔ براونسورڈ بنام ایڈورڈس ۲ ویسی ۲۴۶۔ ارل آف باڈن بنام ہیچر ۳ کلارک و فنلی ۹،۴۴ ہاریسن بنام مئیر آف ساوتھ ہامپٹن۔ ۴ جارج۔ مانٹگ و گرینگر ۱۳۸۔
[5] ۱۱۔ اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۲۔
[6] ۴ جارج۔ مانٹگ و گرینگر ۱۴۰۔ دیکھیے قانون نکاح۔ طلاق و صحیح النسبی" از ماک کوئین طبع دوم۔ صفحہ ۹۵۔

کے فیصلہ جات[1] - فیصلہ جات بالتعمیم[2] - خارجہ عدالتوں کے فیصلہ جات[3] و نیز دارالامرا کے فیصلہ جات سے بھی[4] -

غالباً یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ کسی بیّنہ عدالتی ریکارڈ کو جو شہادت میں پیش کیا گیا ہو جعلی ثابت کیا جا سکتا ہے[5]

---

[1] میڈو کرافٹ بنام ہیوجون ۴ کرٹس ۴۰۳ -

[2] ان ری بلیس ۱۸ اکسچیکر ۴۰۷ - از پارک جج - برچ بنام برچ ۱۹۰۲ء - پروبیٹ ۱۳۰ - بیٹر بنام بیٹر (Bater v. Bater) - پروبیٹ ۲۳۹ -

[3] بنک آف آسٹریلیا بنام نیاس - ۱۶ کوینس بنچ ۷۱۷ -

[4] شڈن بنام پاٹرک - ۱ - مقدمات دارالامرا - از ماک کوین ۵۳۵ -

[5] نوول بنام ولس - ۱ - سڈفرن ۲۵۹ -

۵۱۴

باب دہم

تعدد گواہان

مضمون	صفحۂ اصل کتاب، صفحۂ ترجمہ
۲-مستثنیات جو قانون موضوعہ کی رو سے پیدا کئے گئے	۹۴۰-۵۲۷
ا-مقدمات بغاوت کی سماعت	۹۴۹-۵۲۷
اس استثنیٰ کے وجوہات	۹۵۲-۵۲۹
اس استثنیٰ پر اعتراضات اور ان کے مغالطات	۹۵۵-۵۳۰
ضمنی امور کے ثابت کرنے دو گواہ ضروری نہیں	۹۵۶-۵۳۱
۲-قانون موضوعہ کی رو سے دوسرے مستثنیات	۹۵۷-۵۳۱
تعین نسب یا ولایت	۹۵۷-۵۳۱
اقرار نکاح	۹۵۷-۵۳۲
عورتوں وغیرہ کی عصمت ریزی ..	۹۵۹-۵۳۳
۳-جایداد شخص متوفی کا دعویدار	۹۶۰-۵۳۳
جب دو گواہ ضروری ہوں تو ان کے اعتبار کا فیصلہ جوری کو کرنا چاہیئے	۹۶۲-۵۳۴

دفعہ ۵۹۶: کتاب کے اس حصے میں جو آخری موضوع ہماری توجہ کا محتاج ہے وہ اس شہادت کی جائز کمیت ہے جو عدالتی فیصلے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ یہ موضوع ایک منفی قسم کے اصول سے منضبط ہوتا ہے۔ جو کم از کم ماضی میں قانون عمومی انگلستان سے مخصوص تھا[1]۔ یعنی یہ کہ عام طور پر ثبوت یا تردید کے لیے آلات شہادت کی خاص تعداد ضروری نہیں ——— صرف ایک گواہ کی شہادت جو بہ دانست جج امر تنقیح طلب سے متعلق اور جوری کے نزدیک قابل اعتبار ہو۔ دیوانی و فوجداری دونوں مقدمات میں فیصلے کی کافی بنیاد ہوتی تھی[2]۔ اس سے

---

[1] دھرم شاشتر بالکل ہمارے قانون کی ضد معلوم ہوتی ہے۔ اور اس میں جب کبھی ایک گواہ کی شہادت کافی قرار دی گئی ہے تو وہ استثنائی شکل ہے۔ دیکھیے ترجمہ پوٹی باب ۳ دفعہ ۸ جسے ہالہڈ نے "کوڈ آف جنٹو لاس" (مجموعۂ دھرم شاشتر) میں بیان کیا ہے۔

[2] شرح حات بلاکسٹن صفحہ ۳۷۰۔ شہادت از اشارکی ۸۲۷ طبع چہارم۔ مقدمات جوری ۳۶۳۔ قہادت

ایک نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ جب متضاد گواہی پیش ہو تو جوری کا فرض ہے کہ اس کا تصفیہ کرے کہ ہر گواہ پر کتنا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بہت سی صورتوں میں یہ ممکن ہے کہ ایک گواہ کی گواہی اس کے مخالف بہت سے گواہوں کی گواہی سے زیادہ قابل اعتبار ہوتی ہے[۱]۔ اس اصول کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے کہ "گواہوں کو تولنا چاہئے۔ گننا نہیں[۲]" لیکن یہاں (گواہوں کے بجائے) "گواہی" یا "شہادت" کہنا بہتر ہوتا کیونکہ یہ اصول صرف زبانی شہادت تک محدود نہیں ہے[۳]۔

۵۹۵

دفعہ ۵۹۶: ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ اصول ہمارے نظام قانون عمومی کی خصوصیت ہے۔ توراۃ کی رو سے بعض[۴] اور رومی و کلیسائی قانون کی رو سے تمام صورتوں[۵] میں ایک سے زیادہ گواہوں کی شہادت ضروری تھی ــــ اور اس اصول کو یورپ کے اکثر اقوام اور ہماری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ از پیک۔ طبع پنجم صفحہ ۹۔ ٹیلٹن از کک ۶ ب۔ کراؤن لا از فاسٹر ۲۳۳۔ پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس باب ۲۵۔ دفعہ ۱۳۱۔ اور باب ۴۶ دفعہ ۲۔

[۱] شہادت از اسٹارکی ۸۳۲ طبع چہارم۔

[۲] ایضاً۔

[۳] "گواہی کو تولنا چاہئے نہ گننا نہیں" اسکاچ نظام میں پایا جاتا ہے۔ اصول متعارفہ قانون از ہالکلڈ ۱۷۴۔ انسٹیٹیوٹ از ارسکن Erskine Institute کتاب ۴ عنوان ۲ دفعہ ۲۶۔

[۴] دیکھئے اگلی نوٹ۔

[۵] ان کے اصول ــــ جنہیں بعض وقت مختصر طور پر "اصول ایک کچھ نہیں" یا "ایک کچھ نہیں" "ایک گواہ گواہ نہیں" کا اصول کہتے تھے۔ بہت ہی مشہور و معروف ہے۔ "ایک گواہ کی گواہی سنی نہیں جاتی۔ گو وہ کسی عدالت عالیہ میں اعلیٰ حیثیت رکھتا ہو" مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰۔ دفعہ ۹۔ (۱) نیز دیکھو ایضاً دفعہ ۴۔ مقدمۂ قانون روما از ہیوبرس کتاب ۲۲ عنوان ۵ نوٹ ۱۸۔ فرامین پوپ گریگوری نہم۔ کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ باب ۲۳۔ اور دیکھئے دفعات ۶۶ و بعد۔

کلیسائی اور بعض دوسری عدالتوں نے بھی اختیار کر لیا۔ جیسا کہ قدرتی طور پر توقع کی جا سکتی ہے ان مختلف نظامات کے حسن و قبح پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور متضاد آراء رواج پا گئے ہیں۔ رومی قانون کا نقطۂ نظر اختیار کرنے والے حضرات کی حجت ہے کہ صرف ایک گواہ کی شہادت پر عمل کرنے دینا خطرناک ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے سے کوئی شخص بد سے بد شخص بھی کسی دوسرے شخص کی جان۔ آبرو و آزادی کو حلف اٹھا کر ضائع کر سکتا ہے۔ وہ اس مسلمہ صحیح امر پر اصرار کرتے ہیں کہ دو جھوٹے گواہوں کے بیانات میں اختلاف کا امکان اس شخص کا جس پر حملہ کیا گیا ہو قوی محافظ ہوتا ہے۔ اور ان میں سے بعض حضرات اس امر کو الٰہی اساس پر مبنی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ اصول جس کی رو سے دو گواہ ضروری قرار دیے گئے ہیں۔ توراۃ و انجیل میں وضع کیا گیا ہے[1]۔ اس کے متعلق سارجنٹ ہاکنس[2] (Serjeant Hawkins)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ بانئے اپنی کتاب شہادت دفعہ ۲۰۱ میں یہ دکھلانے کے لیے کہ اس اصول کو قدیم روما کے مقننون نے وضع نہیں کیا۔ سخت اور کامیابی کے ساتھ محنت کی ہے۔ ان کے نزدیک یہ اصول بعد کی مشرقی رومن سلطنت کا وضع کردہ ہے۔ یہ نقطۂ نظر اس فرنچ مصنف سے مخصوص نہیں۔ دو گواہوں کو ضروری قرار دینے والے اصول کے ماخذ کے متعلق بھی یہی تصور اس کے زمانے سے بہت پیشتر کیا جا چکا ہے دیکھو مقدمۂ قانون روما از ہیوبیرس کتاب ۲۲۔ عنوان ۴ نوٹ ۲۔ اور راد پر مقدمہ دفعہ ۹۶۔

[1] رومی و کلیسائی فقہاء شہادت از ماسکارڈس مسئلہ ۵ نوٹ ۱۰۔ فرامین پوپ گریگیری نہم۔ کتاب ۲ عنوان ۲۰ باب ۲۳۔ وغیرہ۔ اور یہ سمجھنے کے وجوہات ہیں کہ ہمارے قدیم قانون دانوں کا بھی۔ فارٹسکیو۔ ابواب ۳۱ و ۳۲ انسٹیٹیوٹ ۳۔ ۲۶۔ بلوڈن ۸۔ استدلال بہ ملک بنام دان۔ ۱۳۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۵۳۵۔ اور ان کے ہمعصر دیکھیے شرحات وائٹ ہاؤز بر فارٹسکیو صفحہ ۲۰۲۔ و ۲۰۳۔ اور مقدمۂ سر والٹر رالے۔ ۲ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۱۵۔ بہتوں کا خیال تھا کہ مقدس کتب کی رو سے تمام عدالتی کارروائیوں میں ایک سے زیادہ گواہ ضروری قرار دیے گئے ہیں۔

[2] پلیس آف دی کراؤن باب ۴۶ دفعہ ۱۳۱۔

نہایت منصفی سے کہتے ہیں کہ توراۃ کے وہ آیات جن میں دو گواہوں کی ضرورت کا ذکر ہے۔ "قانون یہود کے عدالتی حصے سے متعلق ہے۔ اور یہ یہودیوں کی خاص حکومت کے لیے وضع ہونے کی وجہ سے ہم پر مشتمل مجموعۂ رسومات یہود قابل پابندی نہیں ہے۔ اور ان آیات میں جو انجیل میں بیان کی گئی ہیں حکومت کلیسا کے لیے چند عاقلانہ ہدایات ان امور کے متعلق ہیں جو انجیل کی رو سے وضع کئے گئے ہیں۔ اور جو کسی ملک کے سیاسی و ملکی دستور سے تعلق نہیں رکھتی ہیں۔" نیز یہ اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ اس مذہبی اصول کی تائید میں جن آیات کو پیش کیا گیا ہے۔ کیا ان سے جب ہم خود ان کے روایات و شروح سے قطع نظر کر کے غور کرتے ہیں تو اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔[1] جہاں تک ہم جانتے ہیں توراۃ میں کوئی حکم ایسا نہیں ہے جس سے دیوانی مقدمات میں دو گواہوں کو ضروری قرار دینے کا بعید ترین قیاس بھی ہو سکتا ہے۔ اور بعض آیات تو ایسی ہیں جن سے بالواسطہ طریقے پر اس کے برعکس ہدایت نکلتی ہے۔[2] اس مذہبی اصول کی کہ تمام صورتوں میں تعدد گواہان ضروری ہے

۵۱۶

[1] اس موضوع پر توراۃ کا نص (Numb) ۳۵-۳۰۔ Deut ۱۷-۶۔ اور ایضاً ۱۹-۱۵۔ میں ملے گا پہلے دو آیات کی رو سے سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ جب تک کہ کم از کم دو گواہوں کی شہادت نہ ہو۔ اور آخری آیت کی رو سے حکم ہے کہ "کسی ناانصافی یا گناہ میں جس کا اس سے ارتکاب ہو کسی شخص کے خلاف ایک گواہ کو کھڑا نہیں رہنا چاہئے۔ دو یا تین گواہوں کے منہ سے اس کو ثابت کرنا چاہئے۔ دستاویزات معاہدات وغیرہ کے ذریعے سے پہلے سے مقرر کردہ شہادت کی صورت میں یہودیوں میں مثل ہمارے ایک سے زیادہ گواہ بنانے کا رواج تھا۔ (دیکھئے یسوع ۸-۲۸۔ جری ۳۲-۱۰-۱۲۔

[2] مثلاً جب موسیٰ علیہ السلام۔ اکسوڈس ۲۲-۹ میں خانگی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہیں تو وہ تعداد گواہان کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ نیز مقابلہ کرو۔ اکسوڈس ۲۲-۱۰-۱۳ اور تھ ۴-۷۔

تائید میں انجیل کے جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یا زیادہ صحیح تو یہ ہے کہ جن سے توڑ مروڑ کر تائید حاصل کی گئی ہے وہ یہ ہیں:۔ ماتھیو (Math) ۱۸۔۱۵۔۱۶۔ جان (John) ۸۔۱۷۔ ۲ کار ۱۳۔۱۔ ٹموتھی (Tim) ۵۔۱۹۔ ہیبرو ۱۰۔۲۸۔ لیکن زیادہ تر اول الذکر جس کے متعلق فرمان پوپ کا متن حسب ذیل ہے۔ چونکہ جب گواہ عیسائی ہو۔ یا اس سے بڑھ کر جب گواہ مخالف عیسائیت ہو تو اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ کسی مقدمے کو ایک گواہ کی شہادت پر فیصل کریں۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ اگر کوئی سوال تمہارے اور یہود کے درمیان پیدا ہو۔ بہر صورت جب ایک فریق کوئی عیسائی خصوصاً پادری ہو۔ تو کم از کم دو یا تین اشخاص کی جو ایماندار اور سچ بولتے ہوں شہادت سنی چاہئے تاکہ اس اصول پر عمل ہو جائے کہ "دو یا تین گواہوں کی زبانی ہر لفظ صحیح ہوتا ہے" اور چاہے کوئی مقدمہ ہو دو سے زیادہ گواہوں کا پیش ہونا ضروری ہے۔ اور کوئی مقدمہ ایسا نہیں ہے جس میں صرف ایک گواہ کی شہادت کافی ہو۔[1] وہ فقرہ جس پر یہاں اتنا زور دیا گیا ہے۔ انجیل انگلستان کی مقبولہ روایت میں جو فی الجملہ انجیل کے قدیم لاطینی ترجمے سے متفق ہے۔ اس طرح پر دیا گیا ہے کہ "اگر تیرا بھائی تجھ پر زیادتی کرے تو تو اس کے پاس جا۔ اور اس سے اس کا قصور تنہائی میں جہاں صرف وہ اور تو ہوں کہہ۔ اگر وہ تیری سن لے تو تجھے تیرا بھائی مل گیا لیکن اگر وہ تیری نہ سنے تو اپنے ساتھ ایک یا دو اور اشخاص کو لے۔ تاکہ دو یا تین گواہوں کے منہ سے ہر لفظ ثابت ہو سکے" ماتھیو ۱۸۔۱۵۔۱۶۔ اس فقرے کے متعلق علاوہ اس جواب کے جو سارجنٹ ہاکنس نے دیا ہے یہ کہنا کافی ہو سکتا ہے کہ اس میں جو صورت بیان کی گئی ہے وہ صاف طور پر پہلے سے مقرر کردہ شہادت کی صورت ہے جس میں اور اتفاقی شہادت

۵۱۷

[1] فرامین پوپ گریگوری نہم کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ باب ۲۳۔ نیز دیکھو باب ۴۔

میں جو نمایاں فرق ہے اس کو ہم بتا چکے ہیں[1]۔ پس بالفرض اگر وہ حکم قانون ملک سے متعلق بھی رہا ہے۔ تب بھی اس کو ہر دیوانی و فوجداری مقدمے پر اطلاق دینا متن حکم میں بیجا توسیع کرنا ہے۔ لیکن ایک اور جواب بھی ہے جو زیادہ مکمل و قابل اطمینان ہے۔ کیونکہ وہ بہت سے دوسرے فقرات سے بھی متعلق ہے۔ اور اس فقرے سے بھی۔ فرض کرو کہ اس آیت کے کہ "دو یا تین گواہوں کے منہ سے ہر لفظ ثابت ہونا چاہیئے" یہ معنی ہیں کہ توراۃ کا قانون گواہوں کے معاملے میں قابل پابندی ہے تو جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ اس قانون کا اصول یہ تھا کہ ایک سے زیادہ گواہوں کو صرف اسی صورت میں ضروری قرار دیا جاتا تھا۔ جن میں مجرم ٹھیرانے کے بعد نہایت ہی سخت سزا دی جاتی تھی۔ اور زیر غور آیت کی بعد کی آیت سے ظاہر ہے کہ جس احتجاج کی وہاں ہدایت کی گئی ہے اس کی نافرمانی مزید کارروائیوں کی اساس ہوگی۔ جو نافرمانی کرنے والے فریق کے امن کلیسا سے اخراج پر ختم ہوگی۔ بعد کے تین آیات کی بھی اسی طرح توضیح کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی ایسے امور سے متعلق ہیں۔ جن میں چند افعال کی ان آیات میں بیان کردہ طریقے کے مطابق شہادت فراہم کئے جانے کے بعد نافرمانی کرنے کے نتائج نہایت سنگین تھے۔

ہم اس امر سے انکار کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ایک ایسے نظام میں جہاں سوالات واقعاتی یا سوالات قانونی کو صرف ایک جج کے سپرد کیا جاتا ہے۔ یا اس ملک میں جہاں کے باشندوں کا معیار صداقت ادنیٰ درجے کا ہے۔ ایک ایسا اصول طاقت کے بیجا استعمال کے خلاف اور دروغ حلفی کے خطرے سے بچنے کے لیے ایک مفید ضامن نہیں ہے۔ لیکن جہاں معیار صداقت اعلیٰ درجے کا ہو اور

---

[1] پیچھے دفعات ۱۳۱ و ۶۰۔

واقعات کا فیصلہ جوری جج کی مدد سے کرتی ہو۔ صورت حال بالکل جدا ہوتی ہے۔ اس میں اس امر کا بھی اضافہ کیجئے کہ واحد شخص کی گواہی پر عمل کرنے کی بے قاعدہ گی حقیقی نہیں صرف ظاہری ہے۔ کیونکہ فیصلہ محض گواہ کے بیان کردہ واقعات پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ان واقعات کے صحیح ہونے کے یقین۔ ان کے بنفسہٖ قرین قیاس ہونے اور گواہ کے شہادت دینے کے طریقے پر مبنی ہوتا ہے۔ اور وہ مقدمات بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ جن میں فیصلہ ان قراین پر بھی مبنی ہوتا ہے۔ کیونکہ اکثر ان قراین کی تائید اس قیاس سے ہوتی ہے۔ جو تردید یا توضیح کے نہ پیش ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور فوجداری مقدمات میں سماعت مقدمے کے وقت ملزم کے طرز و ڈھنگ سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے کیونکہ بکاریہ (Beccaria) کے مقولے کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ "ناقص شہادت جس سے ملزم اپنے کو بری کر سکتا تھا۔ اور نہ کرے کامل شہادت ہو جاتی ہے"[1] تاہم بعض ایسے الزامات کی سماعت میں جن میں خاص طور پر ظلم و تشدد و فریب دہی کا ارتکاب کیا جا سکتا ہو یا پہلے سے مقرر کردہ شہادات کی بعض صورتوں میں (جن میں ان اشخاص سے جو کوئی بالعمد فعل کرنے والے ہوں مناسب طور پر خواہش کی جا سکتی ہے کہ اس فعل کے ثبوت کی شہادت بہم پہنچانے کے لیے وہ گواہوں کی کسی معقول تعداد سے کام لیں) قانون مفید طور پر اپنے اس عام اصول میں تخفیف کر سکتا ہے۔ اور یقین کے اس سے زیادہ درجے پر اصرار کر سکتا ہے جو ایک گواہ کی گواہی سے حاصل ہو سکتا ہے[2]۔

نیز کبھی بھی اور بہت ہی شاذ و نادر ایسے بھی مقدمات پیش آتے

۵۱۸

[1] Die Delittie et Delle Pene از بکاریہ۔ نیز دیکھو قول ایبٹ چیف جسٹس بمقدمہ ملک بنام بروٹ سنہ ۱۸۲۰ء ۴ بار نوال و اڈ الفس ۹۵-۱۲۳-۲۲ رسل دربیان ۵۳۹۔

[2] نیچے

ہیں جن میں صرف ایک گواہ پر اعتبار کرنے سے سخت نا انصافی ہوتی ہے۔ اس کی ایک اچھی مثال ایک شخص بروکس (Brooks) کے مقدمے سے جو ۱۸۵۸ء میں پیش آیا دی جا سکتی ہے۔ بروکس نے دیوانگی یا کمینے کی وجہ سے اپنے آپ کو بری طرح زخمی کیا اور اپنے اعضا کی قطع و برید کر لی۔ اور بیان کیا کہ اس کو یہ زخم چار آدمیوں نے لگائے ہیں۔ ان میں سے دو کی اس نے شناخت کی۔ اور انھیں اجلاس میقاتی عدالت دورہ کنندہ منعقدہ اسٹافرڈشیر (Stefordshire) سے صرف اس کی شہادت پر دس سال کی قید با مشقت دی گئی۔ تقریباً دو سال بعد اور اس کی موت سے کچھ پہلے بروکس نے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ اور ان اشخاص کو معافی دی گئی۔ اس امر پر حیرت نہ کرنی چاہیئے کہ اس قسم کے مقدمے کی وجہ سے ہمارے قانون میں بھی "ایک گواہ کچھ نہیں" کے اصول کو داخل کرنے کا مطالبہ شروع ہو گیا۔[1]

دفعہ ۵۹۸: لیکن اس کے برخلاف چونکہ تعدد گواہان کے اصول سے عدل گستری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ فعل جس کو ثابت کرنا مطلوب ہوتا ہے اتفاقی قسم کا ہوتا ہے۔ یا سب سے بڑھ کر جب کہ اس کے خلاف قانون ہونے کی وجہ سے اس میں ممکنہ اخفا سے کام لیا جاتا ہے۔ اس اصول کو قوی و منصفانہ وجوہات کے بغیر ضروری نہیں قرار دینا چاہیئے۔ اس کی برائیاں حسب ذیل ہیں :-

(۱) اس سے جرم پیشہ بے ایمانی کی تائید ہوتی ہے۔ یہ زبانِ حال سے قاتل و جرم سنگین کے مرتکب سے کہتا ہے کہ وہ اپنا پیشہ کریں۔ اور دغا بازوں سے کہ وہ ایک شخص کی موجودگی میں سزا سے بے خوف ہو کر

[1] دیکھو اوپر دفعہ ۲۰۶ ب۔ اور سر جارج بویر Sir George Bowyer کا ان لوگوں کی رہائی کے بعد ہی ٹائمز مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۶۱ء میں ایک خط۔ خزانے سے ان اشخاص کو فی کس پانچ سو پونڈ بطور معاوضہ دیئے گئے۔

فریب دیا کریں۔ اور اسی طرح ایسے ہی حالات میں کسی بے ایمان شخص سے کہ وہ اپنے معاہدے کی گو وہ کتنا ہی حتمی ہو۔ خلاف ورزی کرے۔ (۲) اس قسم کے مصنوعی قواعد سے ترغیب دروغ حلفی کی تحریص ہوتی ہے کہ ان کے قواعد کو پورا کرنے کے ذرائع حاصل کئے جائیں۔ (۳) عدالت پر ان کا مضر اثر ذہن انسانی پر ان کے قدرتی ردعمل کی وجہ سے پڑتا ہے۔ اور اس وجہ سے میکانکی فیصلوں کا ایک نظام پیدا ہوتا ہے جو بلا لحاظ ان کی وقعت کے گواہیوں کی تعداد پر مبنی ہوتا ہے[۱]۔ ۵۱۹

دفعہ ۵۹۹: لیکن یہ امر مشکوک ہے کہ کیا اس اصول قانون عمومی کے ماخذ مذکورہ بالا وجوہات تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے قدیم قانون داں رومی کلیسائی قانون کے اس تصور سے آزاد نہیں ہوئے تھے کہ تمام صورتوں میں دو گواہ ضروری ہیں۔ کیونکہ اس زمانے میں اس تصور کو کتاب مقدس کے حکم پر مبنی سمجھا جاتا تھا۔ اور کلیسا کے عملدرآمد سے اس کی تقویت ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ اس زمانے میں ارکان جوری خود ایک قسم کے گواہ ہوتے تھے۔ اور اگر وہ چالان کئے جانے کے خطرے میں پڑنا پسند کرتے تو کسی شہادت کے ان کے سامنے پیش کئے جانے کے بغیر بھی وہ فیصلہ کر سکتے تھے[۲]۔ اسی لیے ہمارے اسلاف نے تصور کیا کہ ایسے فیصلے سے جو بارہ اشخاص کی رائے پر مبنی ہو۔ اس الٰہی حکم کی فی الجملہ تعمیل ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک قوی ثبوت یہ ہے کہ جب سماعت کسی جوری کے بغیر ہوتی تھی — یعنی جب مقدمہ گواہوں کی

[۱] مقدمہ دفعہ ۹۶۔

[۲] اوپر دفعہ ۵۹۱

[۳] اوپر دفعہ ۱۱۹۔

شہادت پر بلا جوری فیصل کیا جاتا تھا ـــــ تو رومی کلیسائی قانون کا اصول قابل پابندی سمجھا جاتا تھا۔ اور دو گواہ ضروری ہوتے تھے[1]۔

دفعہ ۶۰۰: بعض جدید قانون داں رومی قانون کے اس اصول کو جس کی رو سے دو گواہ ہر صورت میں ضروری ہوتے تھے۔ بُرا کہنے پر اکتفا نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارے قانون کے اصول کو بھی سمت مخالف میں کافی دور تک نہ جانے کی بنا پر بُرا کہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس اصول کے جس کی رو سے ایک گواہ کافی ہوتا ہے[2] تمام مستثنیات کو موقوف کر دیا جائے۔ ان میں سب سے اول بنتھم ہیں۔ جن کی حجتوں پر مقدمے میں غور کیا جا چکا ہے[3]۔ لیکن جو بالآخر اس امر کو جس سے انکار کرنا دشوار ہے تسلیم کرتے ہیں کہ دوسرے گواہ کو ضروری قرار دینے سے کم از کم دروغ حلفی کے خلاف ایک حد تک حفاظت ہو جاتی ہے[4]۔

دفعہ ۶۰۱: فی الجملہ ہمیں بھروسہ ہے کہ ہمارے پڑھنے والے ہم سے اس امر میں اتفاق کریں گے کہ اس امر پر کوئی عام اصول قرار دینا جو ہر مکان و زمان اور ہر مقدمے پر قابل اطلاق ہو مضحکہ خیز امر ہوگا۔ اور یہ کہ گو جہاں تک اس ملک کا تعلق ہے قانون عمومی کا یہ عام اصول ـــــ کہ عدالتی فیصلوں کو پیش شدہ گواہوں کے اعتبار و ذہانت پر نہ کہ ان کی یا دستاویزات پیش شدہ کی تعداد پر

[1] آگے دفعہ ۶۰۳۔
[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۴ صفحہ ۵۰۳۔ ایضاً جلد ۵ صفحہ ۴۶۳ و بعد
[3] پیچھے دفعہ ۵۳۔
[4] عدالتی شہادت از بنتھم ۴۶۰۔

مبنی ہونا چاہیے ـــــ ایک منصفانہ اصول ہے[1]۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں مصلحت عامّہ کی بنا پر دانشمندی سے اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔

۵۲۰ **دفعہ ۶۰۲: ایک گواہ کافی ہونے کے عام اصول کے مستثنیات** میں بعض قانون عمومی کی رو سے پائے جاتے ہیں۔ لیکن اکثروں کو قانون موضوعہ نے قایم کیا ہے۔

دفعہ ۶۰۳: (۱) مستثنیات قانون عمومی۔ ان میں سب سے زیادہ قابل لحاظ و اہم استثنیٰ چالانات دروغ حلفی کا ہے[2]۔ ہم اس کو قانون عمومی کی رو سے قایم کردہ استثنیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ عام طور پر اس کے متعلق ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ اس کو قانون موضوعہ کی رو سے قایم نہیں کیا گیا ہے۔ (اگرچہ حال حال میں قانون موضوعہ کی رو سے اس کی توثیق ہوئی ہے) لیکن اس امر کے متعلق سوال ہو سکتا ہے کہ کیا ہمارے قانون کی رو سے الزام دروغ حلفی میں جج وجوری کے سامنے دو گواہ کا پیش ہونا ہمیشہ ضروری رہا ہے۔ کیونکہ ہمارے قدیم مصنفین اس موضوع پر خاموش ہیں[3]۔ فارٹسکیو Fortescue بیشک کہتے ہیں[4] کہ جو شخص گواہوں کو دروغ حلفی کی بنا پر چالان کرنا چاہتا ہے۔ اسے بہت زیادہ

---

[1] ہمارے زمانے کے ایک ممتاز فرانسیسی مصنف کہتے ہیں کہ "یہ فہم سلیم کی مسلمہ صداقت ہے کہ گواہیوں کا وزن دیکھنا چاہیے۔ ان کو گننا نہیں چاہیے"۔ کتاب شہادت از یانٹے دفعہ ۱۶۸۔

[2] شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ طبع سوم۔ ملک بنام سکاٹ (۱۰) جدید رپورٹس ۱۹۲۔ مقدمہ فاسٹا ایکسچیکر رپورٹس ۲۲۷۔ ملک بنام بردٹن ۲۔ اسٹرینج ۱۲۲۹-۱۲۳۰۔

[3] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ باب ۴۶ دفعہ ۲۔ اور باب ۲۵۔ دفعہ ۱۳۱ و بعد۔

[4] اوزمدح قانون انگریزی، از فارٹسکیو Fortesc. De Land. باب ۳۲۔

گواہوں کو پیش کرنا چاہیئے" ــــ یہ ایسا فقرہ ہے جس کو سر ایڈورڈ کک[1] Sir Edward Cooke نے کسی شرح کے بغیر ترجمہ کر دیا ہے۔ لیکن اس جملے کے متن سے یہ امر مشکوک ہو جاتا ہے کہ آیا چانسلر نے جب یہ الفاظ لکھے تھے۔ ان سے ان کا مطلب کسی قانونی اصول کو ظاہر کرنا تھا ایک زیادہ قوی حجت حکمنامۂ جالان جوری کے مشہور و معروف عملدرآمد میں ملتی ہے۔ کہ چوبیس آدمیوں کی جوری ہی غلط فیصلہ کرنے کی بنا پر بارہ اشخاص کی جوری کو قصور مند قرار دے سکتی ہے۔ لیکن بر خلاف اس کے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ابتدائی زمانے میں خود ارکان جوری کو گواہ سمجھا جاتا تھا[2]۔ اور وہ اپنے ذاتی علم کی بنا پر دروغ حلفی یا کسی اور جرم کے لیے بھی مجرم قرار دے سکتے تھے۔ اس موضوع پر ملک بنام مسکات (Rv. Muscot) ہدایتی مقدمہ ہے[3]۔ اس میں جالان دروغ حلفی کے لیے کیا گیا تھا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ پارکر چیف جسٹس (Parker, C. J.) نے جوری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا[4]" کہ "دروغ حلفی کے استغاثے اور محض نزاع جائداد میں فرق یہ ہے کہ موخر الذکر صورت میں بہت زیادہ احتیاط ضروری نہیں ــــ اور اسی لیے ایک قابل اعتبار و غالباً صحیح کہنے والے گواہ کی شہادت سے فیصلہ اس فریق کے موافق ہو سکتا ہے جس کی جانب سے وہ پیش ہو۔ لیکن اوّل الذکر صورت میں قیاس ہمیشہ معصومی کی موافقت میں کیا جاتا ہے۔ اور کسی شخص کے حلف کا اس وقت تک لحاظ کیا جاتا ہے جب تک وہ جھوٹا نہ ثابت ہو۔ اسی لیے کسی شخص کو دروغ حلفی کا مجرم قرار دینے کے لیے ایک قابل اعتبار

---

[1] ۲ انسٹیٹیوٹ ۱۶۳۔

[2] پیچھے دفعہ ۱۱۹۔

[3] ۱۰ جدید رپورٹس مکل مس۔ ۱۲۔ آن۔

[4] ایضاً ۱۹۴۔

یا غالباً سچ کہنے والا گواہ کافی نہیں۔ بلکہ شہادت قوی۔ واضح اور مدعی علیہ کی جانب سے پیش کردہ شہادت سے تعداد میں زیادہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ وگرنہ حلف کے مقابلے میں حلف ہوجاتا ہے۔" ملحوظ رکھئے کہ یہ کتاب جو "جدید رپورٹس" کے نام سے موسوم ہے کچھ بہت زیادہ مستند نہیں لیکن مذکورۂ بالا رپورٹ کو بالکل صحیح بھی مان لیں تو میر مجلس پارکر کے خطبے میں کوئی امر اس مفروضے کے خلاف نہیں ہے کہ ان کے ارشادات جوری کو بطور نصیحت و ہدایت تھے۔ اور وہ قانون کے کسی حکمی اصول کو قرار نہیں دے رہے تھے۔ اور اس مفروضے کی ایک حد تک توثیق اس مقابلے سے ہوتی ہے جو وہ دروغ حلفی اور دوسرے دیوانی مقدمات کی شہادت کے درمیان کرتے ہیں۔

۱۲۵

دفعہ ۶۰۴: اصول جس کی رو سے دروغ حلفی کے چالانات میں دو گواہ ضروری تھے۔ صرف حلفی بیان مدعی علیہ کے غلط ہونے کی شہادت سے متعلق تھا۔ باقی تمام ابتدائی یا ضمنی امور — مثلاً عدالت کا حد اختیار سماعت و اجلاس۔ مدعی علیہ کے حلف لینے کا واقعہ اور شہادت جو اس نے دی ہو۔ وغیرہ — معمولی طریقے کے مطابق ثابت کئے جاسکتے تھے اور ثابت کئے جاسکتے ہیں[1]۔

دفعہ ۶۰۵: ہماری کتابوں میں اول الذکر اصول کے لیے کہ دروغ حلفی کے چالانات میں دو گواہ ضروری ہیں جو وجہ بیان کی جاتی ہے — یعنی یہ کہ ملزم کی شہادت بھی چونکہ حلف اٹھانے کے بعد دی گئی تھی۔ اگر اس کے جھٹلانے صرف ایک گواہ پیش کیا جائے تو حلف کے مقابلے میں حلف ہی پیش ہوتا ہے[2]۔

---

[1] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۹۵۹ تا ۹۶۳۔

[2] مشروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۸۔ شہادت از پیک طبع پنجم صفحہ ۹۔ شہادت اسٹارکی جلد سوم صفحہ ۸۵۹۔

کسی طرح قابل اطمینان نہیں ہے۔ تمام قسموں کی وقعت مساوی نہیں ہوتی
کیونکہ گواہ کے کسی بیان کا اعتبار اتنا ہی اس کی گواہی دینے کے ڈھنگ
اور اس کے بیان کے قرین قیاس ہونے پر موقوف ہوتا ہے جتنا کہ
اس کے حلف اٹھانے کے واقعہ پر۔ اور جیسا کہ سر ڈبلیو ایوانس
(Sir W. Evans) نے صحیح کہا ہے یہ بالکل ممکن ہے کہ ابتدائی گواہی یا
بیان کو غلط دینے کے وجوہ ہائے تحریک دروغ حلفی کے جھوٹے الزام
لگانے کے وجوہ ہائے تحریک کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوں[۱]۔ بہت سے
مقدمات میں جن میں اہم سے اہم مقدمات بھی ہوتے ہیں۔ عدالتوں
کو ایسے گواہوں کے اضافی اعتبار کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ جو ایک دوسرے
کی مخالفت میں حلفی بیان دیتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی قتل یا سرقہ
ایک یا زیادہ گواہوں کی شہادت سے ثابت کیا جائے۔ اور عذر
عدم موجودگی یا کوئی اور جواب دہی جو ان گواہوں کی گواہی یا غلطی کے
کسی مفروضے کے قطعاً مغایر ہو۔ ملزم کی جانب سے پیش کردہ اتنے ہی
گواہوں کے ذریعے سے ثابت ہو تو جوری کا فیصلہ گو صراحتاً نہیں قرار
دیتا ہے کہ ایک یا دوسری طرف کے گواہوں نے دروغ حلفی کا ارتکاب
کیا ہے۔

دفعہ ۶۰۶ ۶۰۷۔ ہماری دانست میں اس اصول کے اساس
اس سے زیادہ قوی ہیں۔ قانون ساز کو جرم دروغ حلفی پر غور کرتے وقت
متضاد فرائض کی اضافی وقعت کو طے کرنا ہوتا ہے۔ دروغ حلفی کو اگر
مذہبی یا اخلاقی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس کی برائی اتنی زیادہ ہے کہ ۵۲۲
اکثر صورتوں میں وہ عظیم ترین جرم ہے۔ اور اسی لئے قانون کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۳۔ گرانٹ رسل ۷۷،۸۰۔ ملک بنام ہارس۔ ۵ بار نوال و اڈالفس ۹۲۹ و نوٹ

[۱] شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۲۸۰۔

سخت سے سخت سزا کا مستوجب۔ لیکن جب ہم اس جرم کی مخصوص
نوعیت اور اس امر پر غور کرتے ہیں کہ ہر شخص جو عدالت انصاف میں
بطور گواہ آئے۔ اس جرم کی بنا پر ان لوگوں کی جانب سے جن کے
خلاف اس کی شہادت ہوتی ہے اور جو بہت سی صورتوں میں بنی نوع
انسان کے بے اصولی اور کمینہ اشخاص ہوتے ہیں چالان کیا جا سکتا ہے۔
اور جب ہم یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ قانون ملک کے بہترین اصول۔ ان کے
نفاذ میں معاشرے کے تعاون عمل بغیر کتنے کمزور ہوتے ہیں — تو ہم یہ
محسوس کریں گے کہ گواہوں کو ظلم۔ تکلیف اور الزام یا جھوٹی گواہی دینے
کے الزام کی دھمکیوں سے بچانے کا وجوب دروغ حلفی کو اس کے کیفر کردار
پہنچانے کے وجوب سے کہیں زیادہ اہم اور بڑا ہے۔ اس جرم کو
روکنے کے لیے انسداد علاج سے بہتر ہے۔ اور اس مقصد کے حصول
کے لیے قانون انگلستان اس جرم کو ارتکاب کے وقت پکڑ لینے اور
فاش کر دینے کے ذرائع پر۔ مثلاً عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے۔
جرح اور جوری کی امداد وغیرہ پر — بھروسا کرتا ہے اور جب کبھی
دروغ حلفی کا ارتکاب صاف طور پر ثابت ہو جائے تو سخت گو
بے حد سخت نہیں سزا دینے پر بھی۔ نیز مذکورہ بالا بڑے مقاصد کو پورا

لہ اس امر پر کہ کیا جھوٹی گواہی سے کسی کو سزائے موت دلانے کی سزا انگریزی قانون کی
رو سے موت ہے۔ دیکھئے فلک بنام ماک ڈانیل ۱۷۵۶ء (۱) لیچ ۴۴۔ جس میں رپورٹر
کا بیان ہے کہ "کمینہ پن کا ایسا منظر نمودار ہوا کہ جو اتنا ہی ہولناک تھا جتنا کہ غیر متوقع
اور جس میں تین اشخاص نے حصول انعام کے لیے دروغ حلفی کا ارتکاب کیا تھا۔ لیکن
ان کا چالان ٹھیک نہیں قرار دیا گیا"۔ ہوکراؤن لاز نا شر ۱۳۱-۱۳۲-۱۹ ہوول اسٹیٹ
ٹرائلس (نہایت تفصیل سے) ۴ شروحات اسٹیفن طبع چہاردہم بر صفحات ۵۴-الف۔
اور ۲۴۱ جمہ ایم از رسل جلد ۳ طبع ۶ ص ۲۳۱۔
اسٹریٹ سٹلمنٹ Straits Settlements میں دفعہ ۱۹۴ تعزیرات کی رو سے

کرنے ہمارا قانون گواہوں کو ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کرنے کا استحقاق دیتا ہے جن سے وہ مجرم ٹھہرتے ہوں۔ یا جن سے وہ سزا یا ضبطی جائداد کے مستوجب ہوتے ہوں[۱]۔ وہ گواہ کے خلاف کسی ایسی نالش کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا جو اس کے ان تحریری یا زبانی الفاظ پر مبنی ہوں جو اس نے اپنی شہادت میں استعمال کئے ہوں[۲]۔ اور وہ اس شخص کو جس پر دروغ حلفی کا الزام ہو ہر ممکن طریقے پر محفوظ کر دیتا ہے۔ نیز چالان کا نہایت ٹھیک ٹھیک الفاظ میں ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ملزم نے حلف اٹھا کر جو کچھ کہا تھا اس کو سختی سے ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اور آخر امر یہ کہ اس کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ سے زیادہ کی شہادت ضروری ہوتی ہے اسی لیے نتیجہ یہ ہے کہ اغراض انصاف کے لیے آزادی سے شہادت حاصل کرنے میں انگلستان میں نسبتہً بہت ہی کم دشواری پیش آتی ہے۔ اور گو بہت سے اشخاص قانون کی مقررہ سزا[۳] کے دروغ حلفی سے بچ جائیں لیکن دروغ حلفی کی بنا پر غلط سزا دی جانے کی مثالیں بہت کم ہیں۔ اور دروغ حلفی کی بنا پر چالان کئے جانے کی دھمکی کو ایماندار و راست باز گواہ گیدڑ بھبکی سمجھتے ہیں۔

۲۲۳ **دفعہ ۶۰۸**: ان مقدمات میں ہر گواہ سے جو شہادت یا گواہی مطلوب ہوتی ہے اس کی ٹھیک ٹھیک صراحت کرنا آسان نہیں ہے جیسا کہ ایک نہایت ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- اس جرم کی سزا صراحتہً موت قرار دی گئی ہے۔

[۱] اوپر دفعات ۱۲۷ تا ۱۲۹۔

[۲] سیمان بنام بنید رکلفٹ ۲ کامن پلیس ڈیویژن ۵۳۔ اور پیچھے دفعہ ۱۲۶۔

[۳] دیکھو اوپر دفعہ ۵۵۔

قابل جج نے کہا ہے[1] ایسا کرنے کی کوشش فی الحقیقت بے سود ہو گی۔
مسٹر اسٹارکی (Mr. Starkie) اپنی کتاب شہادت میں کہتے ہیں[2] کہ
انھوں نے ایک مرتبہ لارڈ ٹنٹرڈن (Lord Tenterden) کو کہتے
ہوئے سنا کہ ملزم کی دی ہوئی گواہی کی تردید دو بلا واسطہ گواہوں سے
ہونی چاہیئے۔ اور یہ کہ تردید جو ایک بلا واسطہ گواہ و قرائنی شہادت
ثابت ہو وہ کافی نہیں ہے۔ اور کولریج جسٹس (Coleridge, J.) نے
بھی ایک مقدمے میں ایک ایسی ہی قرار داد کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہ فیصلہ
اگر وہ کبھی صادر ہوا تو یقیناً قانون نہیں ہے۔ اس امر کا اعلان نہایت ہی
حیرت ناک ہو گا کہ اگر کوئی شخص تمام بلا واسطہ شہادت سے بچ سکتا
ہے تو وہ تمام قرائنی شہادت[3] کو حقیر سمجھ سکتا ہے۔ اور اسی لیے ہم دیکھتے
ہیں کہ بہت سے مقدمات[4] میں اس کے مخالف اصول کو قرار دیا گیا
ہے۔ نیز بعض جدید تصانیف نے قرار دیا ہے کہ یہ کافی ہو گا کہ ایک
بلا واسطہ گواہ اس امر کی تردید کرے جس کا مدعی علیہ نے حلف اٹھایا
تھا۔ اور ایک دوسرا گواہ پہلے گواہ کی توثیق یا تائید میں بعض اہم
اجزا کو ثابت کرے[5]۔ پس اس رائے کے مطابق صرف یہ ضروری
ہو گا کہ بلا واسطہ گواہ کی تائید اسی طرح کی جائے جس طرح کہ جج عادۃً
کسی شریک جرم کی گواہی کی تائید مانگا کرتے ہیں۔ یا جس طرح کہ

---

[1] ازاول پیر مجلس۔ ملک بنام شا۔ ۱۰ کاکس کریمنل کیسیس ۶۶-۷۲۔
[2] شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۸۶۰۔ نوٹ (دیکھو) طبع سوم۔
[3] مقدمہ چاپمین ۲ لیوس کریمنل کیسس ۲۵۸۔
[4] دیکھئے جرایم از رسل جلد ۳ صفحہ ۷۲۔ وبعد طبع پنجم اور وہ مقدمے جن کا نیچے ذکر ہے۔ مقدمۂ ملک بنام ینگ مین کرسول جسٹس نے بھی یہی قرار دیا۔ (دیکھئے اجلاس موسم سرما۔ کنٹ نسخہ قلمی)۔
[5] شہادت از گرین لیف جلد ۱ طبع شانزدہم دفعہ ۲۵۷۔ شہادت از ٹیلر دفعات ۹۵۹ و تا ۹۶۲۔ ملک بنام گارڈنر ۸ کیارنگٹن و پین ۷۳۷۔ ملک بنام ہیتھ۔ کیارنگٹن و مارشمان رپورٹس ۱۵۹۔

اس عورت کی گواہی کی تائید ضروری ہوتی ہے جو کسی شخص پر ایک غیر صحیح النسب بچے کے نفقہ یا ہرجانہ خلاف ورزی اقرار نکاح کی ذمہ داری عاید کرنا چاہتی ہے[1]۔

دفعہ ۶۰۹: اسی لیے یہ ایک مسئلہ ہو گیا ہے کہ کیا قدیم اصول اور حقیقت امر پر پورا عمل ہوتا ہے۔ نیز اس کے کہ ہر گواہ کی شہادت بنفسہٖ اور قطع نظر دوسرے گواہ کی شہادت کے ذاتی وقعت رکھتی ہو یعنی اتنی ذاتی وقعت۔ کہ بالفرض اگر یہ جرم ایسا ہوتا جس میں ایک گواہ کی شہادت پر سزا سنائی جاسکتی تو کسی ایک گواہ کی یہ شہادت ایسی ہوتی کہ اس کی بنا پر مقدمہ جوری کے فیصلے کے لیے چھوڑا جاسکتا یا کم از کم اس سے مدعی علیہ کے جرم کا قوی شبہہ پیدا ہوتا۔ اور جب شہادت کلیتہً قرائنی ہو ــــ جیسا کہ بلا شبہہ وہ قانوناً ہو سکتی ہے ــــ اور دو گواہوں کو ضروری قرار دینے والا مصنوعی اصول درمیان میں نہ ہو تو اسی پر قیاس کرتے ہوئے کیا ہر گواہ کے ذریعے سے اتنا ثابت ہونا ضروری نہیں ہے کہ مقدمہ جوری کے فیصلے کے قابل ہو جائے۔ یا کیا یہ کافی ہوتا ہے کہ ایک گواہ کی گواہی سے جرم کا ایک شدید قیاس پیدا ہو۔ اور دوسرے کی گواہی سے اس کا معقول شبہہ ــــ وہ قانون میں قوی قیاس پر عمل ہوتا ہے[2]۔ قدیم اصول کے تحت جس کی رو سے دو گواہ ضروری سمجھے جاتے تھے۔ حالت یہ تھی۔ لیکن قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ء ۱ و ۲ جارج پنجم باب ۶ دفعہ ۱۳۔ کی رو سے جواب اس موضوع کو منضبط کرتا ہے۔ صورت حال آسان ہو گئی ہے۔ کیونکہ اس میں حکم دیا گیا ہے کہ "کوئی شخص اس قانون کے تحت کسی جرم یا

ص ۲۲

---

[1] دیکھو نیچے دفعہ ۶۲۱۔

[2] جنگ سینٹ ۲۔ مقدمہ ۲۔ دیکھیے ٹلٹن مطبوعہ گک ۹ ب۔ اور پیچھے دفعہ ۲۱۷۔

اس جرم کا جو کسی اور قانون کے تحت دروغ حلفی یا ترغیب دروغ حلفی قرار دیا گیا ہے صرف ایک گواہ کی اس گواہی پر کہ کوئی بیان جسے جھوٹا کہا جا رہا ہے۔ جھوٹا ہے۔ مجرم قرار نہیں دیا جا سکے گا۔"

فقرہ ۶۱۰: قانون کے متعلق اس نقطہ نظر کو فیصلہ جات اور اقوال عدالتی کی روشنی میں جانچنا چاہئے۔ ملک بنام پارکر[1] (Rv. Parker) میں ٹنڈل میر مجلس (Tin dal, C. J.) کہتے ہیں کہ "جرم دروغ حلفی کے متعلق قانون کہتا ہے کہ جب کسی شخص پر اس جرم کا الزام ہو تو یہ کافی نہیں ہے کہ اس کے بیان حلفی کی تردید کسی واحد گواہ کے حلفی بیان سے کی جائے۔ اور جب تک دو اشخاص کے حلف نہ ہوں۔ یا دوسرے گواہ کے بجائے کوئی دستاویزی شہادت یا اقبال یا کوئی اور قرینہ نہ ہو شہادت کافی نہیں ہے۔" مقدمات چامپنیے Champney's Cases میں کولرج جسٹس (Coleridge, J.) نے کہا کہ دروغ حلفی میں ایک گواہ کافی نہیں ہے بجز اس کے کہ اس کی تائید نہایت ہی قوی قرائنی شہادت سے ہوتی ہو۔ بلکہ لارڈ ٹنٹرڈن چیف جسٹس (Lord Tenterden, C. J.) کی تو رائے تھی کہ مجرم قرار دینے کے لیے دو گواہ ضروری ہیں۔" رپورٹر نے اضافہ کیا ہے کہ چامپنیے کے مقدمے کے اصول کو انہیں ججوں نے ملک بنام ویگلی (R.V. Wigley) میں دوبارہ قرار دیا۔ ملک بنام ائیٹس[3] (R.V. Yates) میں کولرج جسٹس نے یہ بھی کہا کہ یہ اصول کہ ایک گواہ کی گواہی بابت دروغ حلفی میں کافی نہیں کوئی محض فنی اصول نہیں ہے بلکہ وہ فی الجملہ منصفانہ اصول ہے۔ اور ایسی شہادت جس سے ایک گواہ کی گواہی کی بعض غیر اہم

[1] کیارنگٹن و مارشمان ۶۴۶۔
[2] ۲ لیوس کراؤن کیسس ۲۵۸۔
[3] کیارنگٹن و مارشمان ۱۳۹۔

تفصیلات میں توثیق ہوتی ہو۔ سزا دہی کے لیے کافی نہیں ہوتی ہے۔ ملک بنام رابرٹس[1] (R.V. Roberts) میں پائین جج نے کہا کہ اگر جھوٹا حلف یہ ہو کہ دو شخص ایک جگہ ایک خاص وقت تھے۔ اور دروغ حلفی کے لیے چالان اس بنا پر ہو کہ وہ اس وقت وہاں نہیں تھے۔ ایک گواہ کی شہادت کہ ان میں سے ایک شخص اس وقت لندن میں تھا۔ اور ایک دوسرے گواہ کی شہادت کہ دوسرا شخص اس وقت پارک میں تھا۔ الزام دروغ حلفی کے ثبوت کے لیے کافی ہیں۔" اور آخر میں ملک بنام میہیو (R.V. Meyhew) کے مقدمے میں — جہاں مدعی علیہ ایک اٹرنی تھا۔ اور اسے دروغ حلفی کی بنا پر اس لیے چالان کیا گیا تھا۔ کہ اس نے فہرست خرچہ کو تعین محاصل کے لیے بھیجنے کی درخواست کے خلاف جو حلف نامہ داخل کیا تھا اس میں دروغ حلفی کا مرتکب ہوا تھا — ایک گواہ دروغ حلفی کو ثابت کرنے طلب کیا گیا۔ اور بجائے دوسرے گواہ کے درخواست کی گئی کہ وہ فہرست خرچہ پیش کی جاتی ہے جو مدعی علیہ نے داخل کی تھی۔ اس پر اعتراض کیا گیا۔ لارڈ ڈنمان چیف جسٹس (Lord Denman) نے کہا کہ میں نے رائے قایم کرلی ہے کہ مدعی علیہ کی داخل کردہ فہرست کافی شہادت ہے بلکہ مدعی علیہ کا کوئی خط جس سے اس کے بیان حلفی کی تردید ہوتی ہو۔ دوسرے گواہ کو غیر ضروری قرار دینے کافی ہے۔" سر ڈبلیو۔ ڈی ایوانس (Sir W. D. Evans) کہتے ہیں کہ انھیں یاد ہے کہ اس اصول پر عمل ہوتے ہوئے ان کے زمانے میں انھوں نے دیکھا ہے[2]۔ گو سڈرفن ریورٹس (Siderfin Reports) میں اس کے خلاف ایک قدیم مقدمہ

۵۲۵

[1] ۲ کیرا ینگٹن و کرو دن ۶۱۴۔

[2] ۲ کیرا ینگٹن و پین ۳۱۵۔

[3] شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۲۸۰۔

موجود ہے[1]۔ اس سوال پر کہ چالان دروغ حلفی میں کتنی شہادت ضروری ہے عدالت مرافعہ کے مقدمہ ملک بنام بولٹر[2] (R.V. Boulter) میں بھی مفصل بحث کی گئی ہے۔ لیکن فیصلہ بغیر کسی عام اصول کو قرار دیئے مقدمے کے خاص حالات کی بنا پر کر دیا گیا ہے۔ اور مقدمہ ملک بنام اینڈاکاٹ (R.V. Endacott) میں اس اصول کے مدعی علیہ کی موافقت میں اطلاق پانے کی ایک اچھی مثال اسٹیفن جسٹس (Stephen, J.) کی اس ہدایت سے کہ مدعی علیہ کو بری کر دیا جائے ملتی ہے۔ اس مقدمے میں مدعی علیہ ایک پولس کا جوان تھا۔ اور الزام دروغ حلفی یہ تھا کہ اس نے جھوٹی قسم کھائی تھی کہ اس نے ایک لڑکی کو جسے اس نے بطور طوائف حراست میں دیا تھا ریجنٹ اسٹریٹ (Regent Street) میں پچھلے چھ ہفتوں میں تین مرتبہ دیکھا تھا۔ اسٹیفن جسٹس نے قرار دیا کہ قانون کا اصول یہ ہے کہ "اگر دروغ حلفی کے مقدمے میں مدعی علیہ کے خلاف شہادت صرف ایک گواہ کا بیان ہو۔ جس سے اس حلف کی تردید مقصود ہو جس کی بنا پر دروغ حلفی کا الزام لگایا گیا ہو۔ اور کوئی ایسے حالات ثابت نہ کئے جائیں جن سے اس گواہ کی تائید ہوتی ہو تو مدعی علیہ رہائی کا مستحق ہے"[3] اور انھوں نے کہا کہ پولس والے کے خلاف واحد شہادت صرف اس لڑکی کی تردید تھی۔ اور انھوں نے پولس والے سے غلطی ہونے کے امکان پر بہت زور دیا۔ غالباً اس موضوع پر بہترین رائے ارل میر مجلس (Erle, C. J.) کی ہے جو انھوں نے ملک بنام شا[4] (R. v. Shaw) کے

[1] ملک بنام کار-ا- سڈفرن ۱۹۴-قرارداد۳-
[2] ڈینی سن کریمنل کیسس ۳۹۶ - جلد دوم
[3] ٹائمز مورخہ ۲ نومبر ۱۸۸۰ء
[4] مقدمات فوجداری از کاکس ۶۶-۷۲-

مقدمے میں ظاہر کی ہے کہ ایسے مقدمات میں مطلوبہ تائیدی شہادت کی حیثیت عدالت سماعت کنندہ کی رائے پر موقوف ہوتی ہے" جس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ کیا اس شہادت کو تائیدی شہادت کہہ سکتے ہیں۔

جب بینہ دروغ حلفی یہ ہو کہ مدعی علیہ نے ایک ہی موضوع پر سابق میں جو حلف اٹھایا تھا۔ اب اس کے خلاف قسم کھایا ہے تو یہ صورت زیر بحث اصول کے تحت نہیں آتی ہے۔ اور مدعی علیہ کو محض یہ ثابت کرنے سے کہ دو موقعوں پر اس نے متضاد شہادت دی تھی مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔[۲]

دفعہ ۶۱۱: (۲) دوسرا استثنیٰ ان وصیت نامہ جات کے ثبوت کا ہے۔ جن کے حاشیے کی گواہی ایک سے زیادہ گواہ نے اس طریقے کے مطابق کی ہو جو پہلے قانون انسداد فریب ۱۶۷۶ء ۲۹ چارلس دوم باب ۳ دفعہ ۵ کی رو سے مقرر تھا۔ اور اب قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء، ۷ ولیم چہارم اور ۱۔ وکٹوریا باب ۲۶ کی رو سے مقرر ہے۔ اور جس میں مقام دستخط موصی کی بابت ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۲۴ کی رو سے ترمیم ہوئی ہے۔ ان دونوں قوانین موضوعہ کے تحت عملدرآمد کو ایک مستند کتاب میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "جب کسی ایسی دستاویز پر جس کے حاشیے کی گواہی ضروری ہو ایک سے زیادہ گواہوں نے گواہی کی ہو۔ تو ان میں سے کسی ایک کا طلب کرنا کافی ہے۔ لیکن جائداد ارضی کے وصیت نامہ جات کی شکل مستثنیٰ ہے۔ ان کے متعلق سالہا سال سے عدالت نصفت کا یہ عملدرآمد رہا ہے۔

۵۲۶

[۱] ملک بنام تل ۔ ۵۰ بارنوال دائڈ الفس ۹۲۹ نوٹ ا۔

[۲] اوپر دفعہ ۲۲۲۔

اور اب یہ تمام عدالتوں کا عملدرآمد ہے کہ تمام گواہ جو انگلستان میں ہوں یا اور جن کو طلب کیا جا سکتا ہو طلب کیے جائیں۔ اور ان کی گواہی لی جائے کہا جاتا تھا کہ تمام گواہان حاشیہ کو بلانا ضروری ہے تا کہ لارڈ چانسلر (Lord Chancellor) کی ضمیر کو اطمینان ہو جائے۔[1]

دفعہ ۶۱۲: (۳) اس اصول کا ایک اور استثنیٰ ورسماعت بذریعۂ گواہاں" یا ہمارے قدیم قانون دانوں کے الفاظ میں ورسماعت بذریعۂ شہادت کا تھا۔ ان جملوں سے ہماری کتابوں میں وہ معدودے چند صورتیں مراد تھیں ان میں مقدمے کی سماعت جج بغیر امداد جوری کرتے تھے۔ یہ کونسی صورتیں تھیں ان کو ٹھیک ٹھیک بیاں کرنا آسان نہیں ہے۔ لیکن ایک صورت کے متعلق تو کوئی شبہہ نہیں ہو سکتا یعنی حکمنامۂ اراضی مہر میں آسامی کی جوابدہی یہ ہو کہ طلب کنندہ کا شوہر ابھی زندہ[2] ہے۔ اور فنچ (Finch) مقدمہ ہنری ششم ۲۳ کے ایک قول عدالتی پر بھروسہ

---

[1] شہادت از ٹیلر طبع دہم دفعہ ۱۴۰۵۔ جہاں قوانین عدالتی ۱۸۷۵ء کے دفعہ ۲۵-(۱۱) کا جس کی رو سے عملدرآمد عدالت ہائے نصفت کو عام عملدرآمد قرار دیا گیا ہے۔ حوالہ دیا گیا ہے۔ [اس استثنیٰ کو ٹیلر کے طبع یازدہم سے حذف کیا گیا ہے۔ اس کا رواج صرف عدالت ہائے نصفت میں تھا۔ اور اس عدالت میں بھی صرف ان نالشات میں جو خلاف وارث نہ کہ اس کی جانب سے کی جاتی تھیں وتاشام بنام وایٹ۔ رسل دملنی ریپورٹس ص۱۔ میاکلگر یگر بنام ٹاپہام ۱۴ مقدمات دارالامرا ۱۵۱۔ قانون عمومی میں اس کو اطلاق نہیں دیا جاتا تھا (وایٹ بنام ٹاشام۔۱۔ اڈالفس دایلیس ۳-۲۲-۲۳-۱ جہاں تک راقم الحروف واقف ہے قوانین محکمہ جات عدالتی سے اس استثنا کو پروبیٹ ڈویژن میں اطلاق دینے کبھی استناد کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مشتبہ حالات میں اطمینان عدالت کے لیے وصیت نامہ کے تمام گواہوں کو طلب کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چاہیے وصیت نامہ جائداد منقولہ کا ہو کہ غیر منقولہ کا۔ اڈیٹر طبع دوازدہم)]

[2] قانون از فنچ ۲۲۳۔ ہنری ششم ۲۳ حصہ ہفتم۔ ۵۶ ہنری سوم جس کا حوالہ تحفہ رول جلد ۲ صفحہ ۵۷۰ حصہ چہارم میں دیا گیا ہے۔

[3] فنچ بمقام مذکورہ۔

کر کے کہتے ہیں کہ یہی ایک ایسی صورت ہے جس میں "سماعت بذریعۂ گواہان" کو جائز قرار دیا گیا ہے لیکن دوسرے اساتذہ دوسری متعدد صورتوں کا ذکر کرتے ہیں — مثلاً کسی نالش جائداد غیر منقولہ میں کاشتکار کی طلبی[1]۔ میعاتی عدالتوں کے اجلاس میں کسی رکن جوری کی طلبی[2] یا کسی رکن جوری پر اعتراض[3] اور کہا جاتا ہے کہ نالش اتلاف میں بھی دو معائنہ کنندے ضروری سمجھے[4]۔ مسٹر جسٹس بلاکسٹن (Mr. Justice Blackstone) اساتذہ کے اس اختلاف میں توافق پیدا کرنے کہتے ہیں حکمنامۂ اراضی مہر میں شوہر کے زندہ ہونے کی جواب دہی کی صورت ہی ایک ایسی صورت ہے جس میں مقدمے کے اصل امر تنقیح طلب کی سماعت گواہوں کے ذریعے سے ہوتی تھی۔ باقی تمام صورتوں میں ضمنی امور کی سماعت[5] ہوتی تھی۔ لیکن یہ امر اچھی طرح ظاہر نہیں ہے کہ قدیم زمانے میں عذر "وہ جس کی زندگی میں وہ خلاف نہیں کہہ سکتی" پر شوہر کی موت کے امر نزاعی[6] اور بعض دوسری صورتوں[7] کی سماعت بذریعۂ گواہان نہیں ہوتی تھی۔ اور نالش اراضی مہر میں گو بعض جدید اساتذہ مذکورۂ بالا عذر کو عذر کامل کہتے ہیں[8]

٥٢٧

[1] ٹلش از کک ۶ ب شہادت از گلبرٹ ۱۵۱ طبع چہارم۔
[2] ٹلش از کک ۱۵۸ ب۔
[3] ٹلش از کک ۶ ب۔ اس سے غالباً مراد کسی ارضی نالش میں کسی رکن جوری کے طلبناموں کا کافی ہونا ہے۔ دیکھیے پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس باب ۲۵ دفعہ ۱۳۱۔ یہ امر یقینی ہے کہ جب کسی رکن جوری پر اعتراض کیا جاتا ہے تو عملدرآمد جدید کی رو سے کسی ایسے اصول پر عمل نہیں ہوتا ہے۔
[4] کلیٹن صفحہ ۹۸ قاعدہ ۱۵۰۔
[5] شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۳۳۶۔
[6] ۱۲ ایڈورڈ دوم صفحہ ۲۴ عنوان "(ciu in vita)" (وہ جس کی زندگی میں)۔
[7] دیکھیے ۲۷ لبراسس سیاریم حصہ ششم ۱۳۹ ایضاً حصہ نہم۔ ۱۳۰ ایضاً حصہ ۲۶۔ ۴۳ ایضاً صفحہ ۲۶۔
[8] ڈائجسٹ از کمن بہ عنوان پلیڈر ۲ ٹیس رپورٹس ۹۔ نوٹس ولیمس ساؤنڈرس جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ ڈی طبع ششم۔

(یعنی ایسا عذر جس میں حق نالش ہی سے انکار کیا جاتا ہے) لیکن بعض قدیم اساتذہ اس کو عذر تعویقی[1] (یعنی جس سے نالش کرنے میں کسی غلطی کی وجہ سے مقدمہ خارج کیا جا سکتا تھا) تصور کرتے ہیں۔ اب ارضی و مخلوط نالشات قانون میعاد سماعت جائداد ارضی ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۲۷ دفعہ ۳۶۔ اور قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۶۰ئہ ۲۳ و ۲۴ وکٹوریا باب ۱۲۶ دفعہ ۲۶ کی رو سے موقوف کردی گئی ہیں۔ لیکن اب بھی یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب نالش اراضی مہر میں جو مؤخر الذکر قانون کے ضابطہ کے مطابق کی گئی ہو۔ شوہر کی موت امر نزاعی ہو تو کیا دو گواہ ضروری نہیں ہیں۔

دفعہ ۶۱۳: اس قسم کی سماعت میں شہادت کا بلا واسطہ ہونا ضروری نہیں۔ کافی ہوگا اگر گواہ ایسے حالات بیان کریں جن سے اس واقعہ کی جس کے ثابت کرنے کے لیے وہ طلب کئے گئے ہوں صداقت کا معقول قیاس یا نتیجہ[2] نکلتا ہو۔

دفعہ ۶۱۴: اس امر کے متعلق کہ کیا اسامی یا کنیز ہونے کے دعوی میں دو گواہ ضروری تھے۔ اساتذہ میں کچھ اختلاف ہے[3]۔ اگر اصول یہ تھا تو آزادی کی موافقت میں وہ ایک صحیح اصول تھا لیکن اس کی تحقیق آج کل بے سود ہے۔

---

[1] براکٹن کتاب ۴ باب ۱ صفحہ ۳۰۱۔ ڈاپر صفحہ ۱۸۵ الف۔ قاعدہ ۴۲۔

[2] تھارن بنام رولف ڈایر ۱۸۵۔ الف قاعدہ ۶۵۔ ۱۔ اینڈرسن ۲۰۔ قاعدہ ۴۲۔

[3] دیکھئے برٹن باب ۳۱۔ ۲ مختصر رول ۶۷۵۔ شہادت حصۂ سوم۔ ناچورا بریویم از فٹزہربرٹ صفحہ ۷۸۔ میقات بلیری مختصر فٹزہربرٹ۔ عنوان حقیقت اسامی (ولی نیج) صفحہ ۲۹ Fitz. Abr. Villenage Pl. 89

دفعہ ۶۱۵: اب ہم قانون موضوعہ کی رو سے قایم کردہ مستثنیات کا ذکر کریں گے۔ ان میں سب سے اہم و قابل لحاظ استثنی عملدرآمد سماعت ہائے بغاوت سنگین و اعانت بغاوت کا ہے۔ قول راجح اور اکثر دلایل سے قوی طریقے پر ظاہر ہوتا ہے کہ بغاوت سنگین میں قانون عمومی کی رو سے صرف ایک گواہ کافی تھا۔ اور اسی لیے بدرجۂ اولیٰ بغاوت خفیف یا اعانت بغاوت میں بھی ایک ہی گواہ ضروری تھا[1] لیکن ۳ انسٹیٹیوٹ صفحہ ۲۶ (3 Inst. 26) پر سر ایڈورڈ کک (Sir Edward Coke) کہتے ہیں کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم قانون عمومی کی رو سے کسی شخص کو بغاوت سنگین کا مجرم قرار دینے کے لیے ایک الزام دہندہ یا گواہ کافی نہیں تھا۔۔۔ اور یہ کہ دو گواہوں کا ضروری ہونا ہماری کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے" (اور یہاں وہ متعدد اساتذہ و نظایر کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن وہ سب کے سب "سماعت بذریعۂ گواہاں" سے متعلق ہیں[2]۔ اور بغاوت یا فوجداری کارروائیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں) "اور مجھے ہماری کتابوں کی کوئی ایسی دلیل یا نظیر یاد نہیں جو اس کے خلاف ہو۔ اور اس امر پہ قانون عمومی کی بنیاد اس قانون الٰہی پر رکھی گئی ہے۔ جس کا ذکر توراۃ و انجیل دونوں میں ہے۔ ڈیوٹ ۱۷-۶۔ (Deut. xvii 6) ۱۹-۱۵ (xix 15.) متی ۱۸-۱۶ (Math. xviii. 16) یوحنا ۱۸-۲۳ (John xviii 23) شاید یہ

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ باب ۲۵ دفعہ ۱۳۱ اور باب ۴۶ دفعہ ۲۔ کراؤن لا از فاسٹر صفحہ ۲۳۴۔ شہادت از گرین لیف جلد ۱۔ ۲۵۵۔ طبع شانزدہم۔ شہادت از ٹیلر دفعات ۹۵۷ تا ۹۵۰۔ مقدمہ کلینگ بی جونس ۲۶۲۔ مختصر بروکس مطبوعہ کرینس قاعدہ ۲۱۹۔ ڈیل بر ۱۳۲۔ قاعدہ ۷۵۔ کلی بر ۱۹۔ پلیس آف دی کراؤن از ہیل ۲۹۷-۳۰۱-۳۲۴-۱۳ ایضاً ۲۸۶-۲۸۷۔

[2] دیکھیے اوپر دفعہ ۶۱۲۔

یوحنا ۸-۱۷ (John, viii. 17) ہے)۔ ۲ کار-۱۳-۱ 2 Cor. xiii. I.
عبری-۱۰-۲۸ (Heb. x. 28) اس شخص کو (سزا) موت کا مستحق ہو۔
دو یا تین گواہوں کی شہادت پر مرنا چاہیئے۔ صرف ایک گواہ کی شہادت
پر کسی شخص کو مارنا نہیں چاہیئے[۱]" ملحوظ رکھئے کہ اگر مقدس کتب کے یہ
یا ایسے ہی دوسرے فقرات قانون ملک میں قابل اطلاق ہیں۔ تو
سرایڈورڈ کک کو فیصلہ کن جواب سارجنٹ ہاکنس[۲] Searjeant-Hawkins
نے دیا ہے کہ ان کی حجت سے ضرورت سے زیادہ امور ثابت
ہوتے ہیں۔ کیونکہ "جو کچھ بھی عقل یا کتب مقدس کی رو سے بغاوت
میں دو گواہ ضروری ہونے کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ وہی ان دوسرے
جرائم کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے۔ جن کی سزا موت ہوتی ہے
لیکن اوہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ سوائے بغاوت کے کسی اور جرم میں دو گواہوں
کی ضرورت کبھی تھی یا اب ہوتی ہے[۳]" علاوہ ازیں تیسرے انسٹیٹیوٹ
کے بعض حصص کی صحت و وقعت پر شک بھی کیا گیا ہے۔ شاید
دروغ حلفی میں دو گواہوں کو ضروری قرار دینے والے اصول کے ماخذ
کی بابت وہ مفروضہ جو اس باب کے ایک گزشتہ حصے میں پیش کیا گیا
ہے یہاں بھی کام آسکتا ہے۔ یعنی یہ کہ ہمارے قدیم قانون داں تمام
فوجداری الزامات میں بشمول بغاوت دو گواہوں کو ضروری سمجھتے تھے
لیکن جب سماعت بذریعہ جوری ہوتی تھی وہ اس شرط کو پوری ہوگئی
بھی سمجھتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے میں ارکان جوری گواہ تصور کئے جاتے تھے[۴]

---

[۱] اوپر دفعہ ۵۹۷۔

[۲] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ باب ۲۵ دفعہ ۱۳۱۔

[۳] کیلنگ رپورٹس Kelynge's Reports Chancery and King's Bench ۴۹۔

[۴] اوپر دفعہ ۶۰۳۔ یہ اصول کہ بغاوت کے الزام کو ثابت کرنے دو گواہ ضروری ہیں ممالک متحدہ امریکا کے دستور میں شامل کر لیا گیا ہے۔ لیکن وہاں غالباً ایک فعل کے ثابت کرنے ایک گواہ اور

دفعہ ۶۱۶-۶۱۸[1]: پس ظاہر ہوا کہ قانون عمومی میں الزامِ بغاوت ایک گواہ کی شہادت سے بھی ثابت ہو سکتا تھا لیکن قوانین یکم ایڈورڈ ششم باب ۱۲۔ اور ۵ و ۶ ایڈورڈ ششم باب ۱۱ کی رو سے دو گواہ ضروری قرار دیئے گئے لیکن جب بعد کے قانونِ موضوعہ ا و ۲ فلپ و میری باب ۱۰ دفعہ ۷۔ میں حکم دیا گیا کہ بغاوت کی تمام سماعتیں قانون عمومی کے ضابطے کے مطابق نہ کہ اس کی خلاف ورزی میں ہوں گی اس لئے اس زمانے کے جج شبہہ کرتے۔ (یا شبہہ کرنا ظاہر کرتے) تھے کہ آیا ایڈورڈ ششم کے قوانین منسوخ تو نہیں ہو گئے۔ یہ سوال بہت سے مقدمات میں اٹھایا گیا۔ اور بالآخر یہ شک یا شبہہ چارلس دوم کے زمانے میں صحیح نہیں قرار دیا گیا[2]۔ 529

اس موضوع پر جدید قانون ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ میں ملے گا۔ جس کے دفعہ ۲ کی رو سے حکم ہے کہ کسی شخص پر بغاوت یا اعانت بغاوت کے مقدمے کی سماعت نہ ہو گی "بجز اس کے کہ دو جایز گواہوں کی شہادت پیش ہو۔ اور یہ دو گواہ یا تو بغاوت کے ایک ہی جلی فعل کے گواہ ہوں گے یا ایک گواہ ایک جلی فعل کا گواہ ہو گا اور دوسرا اسی بغاوت کے دوسرے جلی فعل کا۔" لیکن دو گواہ ضروری نہ ہوں گے اگر ملزم بغاوت کا اقبال کرے یا خاموش کھڑے رہے یا جواب دہی سے انکار کرے۔

بغاوت سنگین یا اعانتِ بغاوت میں دو گواہوں کو ضروری قرار دینے کی وجہ ـــــ یعنی وہ وجہ جس کا بلاشبہہ اس موضوع کے جدید

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: دوسرے فعل کو ثابت کرنے دوسرا گواہ کافی ہوتا ہے۔

[1] ان دفعات کو اس تصنیف کے بعد کی طباعتوں میں کسی قدر مختصر کر دیا گیا ہے۔

[2] کراؤن لا از فاسٹر ۲۳۷۔

قوانین کے واضعان پر اثر پڑا ہے۔ گو قدیم قوانین کے وجوہات تحریک کچھ ہی رہے ہوں ــــ ان جرایم کی مخصوص نوعیت اور وہ سہولت ہے۔ جس سے ان جرایم کے چالانات بیجا استعمال و مظالم کے ذرایع بنائے جاسکتے ہیں[1]۔ کیونکہ بغاوت جب صاف طور پر ثابت ہو تو نہایت درجہ سنگین جرم ہے اور بجا طور پر اس کی نہایت سخت سزا دی جاتی ہے۔ لیکن وہ ایسا جرم بھی ہے کہ اس کی تعریف نہایت مشکل ہے ــــ باغیانہ عمل اور حکومت کی درازدستیوں یا دستوری آزادی کے بیجا استعمال کی جائز مخالفت میں حد فاصل نہایت ہی غیر نمایاں ہوتی ہے۔ ملزم کا موقف جسے تاج کی پوری قوت اور اس کے زبردست امتیازات سے لڑنا پڑتا ہے اتنا خطرناک ہوتا ہے ــــ کہ یہ ہر مملکت کا ضروری فرض ہے کہ نہایت احتیاط سے اس امر کا خیال رکھے کہ کہیں ایسے چالان سیاسی دشمنوں کو تباہ کرنے کے ذرایع تو نہیں بنائے جارہے ہیں[2]۔ اسی مقصد سے ۱۶۹۰ ولیم سوم باب ۳ دو گواہوں کو ضروری قرار دینے کے علاوہ یہ بھی حکم دیتا ہے کہ ان بغاوتوں کے لیے جن کا اس میں ذکر ہے۔ بجز بغاوت اقدام قتل بادشاہ کسی شخص کو چالان نہیں کیا جاسکے گا سوائے اس کے کہ چالان ارتکاب بغاوت سے تین سال کے اندر ہو[3]۔ پیشی سے پانچ دن پہلے ملزم کو نقل چالان دی گئی ہو۔ اور دو دن پہلے اس جماعت کے اسما کی نقل بھی جس میں سے جوری کا انتخاب کیا جائے گا[4]۔ قانون ۷، آن (Ann) ۲۱ باب ۱۱ دفعہ ۱۱۔

---

[1] شرح حات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۸۔ شہادت از گلبرٹ ۱۵۲ طبع چہارم۔
[2] شہادت از گلبرٹ ۱۵۲۔ طبع چہارم۔
[3] ۱۶۹۰ ولیم سوم باب ۳ دفعہ ۶۔
[4] ایضاً دفعہ ۱۔
[5] ایضاً دفعہ ۷۔

(جس کے بعض حصص کو قانون ۶ جارج چہارم باب ۵۰ نے منسوخ و دوبارہ وضع کیا ہے) کی رو سے چالان کی نقل پیش ہونے والے گواہوں کی فہرست اور طلب ہونے والے ارکان جوری کے نام ملزم کو سماعت مقدمے سے کچھ دن پہلے حوالہ کرنا ضروری ہے۔ یہ تمام حفاظتین بعد کے قوانین موضوعہ کی رو سے بغاوت و اعانت بغاوت کے بعض ایسے اشکال سے اٹھالی گئی ہیں۔ جو گو سابقہ قوانین کے الفاظ کے تحت تو آجاتی تھیں لیکن ان کے منشا و مفہوم میں داخل نہیں تھیں۔ یعنی جب چالان میں بغاوت کے جن افعال جلی کا ذکر ہو وہ بادشاہ کے قتل یا اس کی جان یا ذات کے خلاف راست اقدام پر مشمول ہوں تو مذکورۂ بالا تحفظات غیر متعلق قرار دئے گئے ہیں[۱]۔ ۵۳۰

دفعہ ۶۱۹: قانون ۷، ۸ ولیم سوم باب ۳ کے اس اصول پر جس کی رو سے بغاوت میں دو گواہ ضروری ہوتے ہیں سخت حملے کئے گئے ہیں اسقف برنٹ (Bishop Burnett) نے اس قانون کے وضع ہونے کے کچھ عرصے بعد ہی اس کے متعلق کہا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو تمام باغیانہ سازشوں اور کاموں میں ممکنہ حد تک محفوظ کر دے[۲]۔ لیکن اس کے بعد وہ بعض ایسے حملے کہے گئے ہیں جن کو ان کی مذکورۂ بالا عبارت سے متوافق کرنا دشوار ہے۔ بنتھم بھی حسب توقع اس اصول کو سخت برا کہتے ہیں[۳]۔ لیکن ان کے بڑے دلایل

---

[۱] ۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۹۳۔ اور ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۵۱۔

[۲] کراؤن لا از فاسٹر ۲۲۱۔ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۵ صفحہ ۲۸۹۔

[۳] فاسٹر بحوالۂ مذکورۂ بالا جس فقرے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ "ہمارے زمانے کی تاریخ" مصنفۂ برنٹ میں ملے گا۔ دیکھئے جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔ طبع سنہ ۱۷۳۴ء۔

[۴] ۵ عدالتی شہادت ۲۸۵ تا ۲۹۴۔

ان حصص کے خلاف جواب[1] قانون بغاوت سنہ ۱۸۱۷ء ۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۹۳۔ اور قانون بغاوت سنہ ۱۸۴۲ء ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۵۱ کی رو سے منسوخ کئے گئے ہیں[2]۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد "کوئی وزیر جلا وطن بادشاہ کے ساتھ ایک قاصد کے ذریعے سے مراسلت کر سکتا (جیسا کہ اس وقت بہت سے وزرا مراسلت کرتے تھے) اور محفوظ رہ سکتا ہے .... اس قانون کے دوسرے احکام کچھ نہ کچھ خوبی کے حامل ہیں بعض نے کھلی ناانصافی کو دور کر دیا لیکن یہ حکم تو خاص طور پر جھوٹے الزامات کے خلاف نہیں بلکہ صحیح الزامات کے خلاف ہے[3]۔

لیکن اس حجت میں نمود زیادہ اور صحت کم ہے۔ یہ کم از کم ایک حد تک اس غلط اصول پر مبنی ہے جس پر ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں غور کیا ہے۔ اور جو بنتھم کی تصنیف عدالتی شہادت کے کم و بیش ہر حصے میں پایا جاتا ہے یعنی قانون کا غیر دانشمندانہ سکوت بھی اتنا ہی اعظم شر ہے جتنا کہ اس کا بد دیانتانہ و غلط عمل۔ اور اسی لیے جرم بغاوت کے لیے کسی معصوم یا تشدد پسند بلکہ مفسد شخص کو غلط طور پر سزا دینا بھی اتنا ہی برا ہے جتنا کہ کسی باغی کا انصاف سے بچ جانا۔ اس سے زیادہ نہیں نیز ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مذکورۂ بالا اساتذہ نے یہ فرض کر لیا ہے کہ ان وزرا کو جو ایسے اشخاص سے ایک قاصد وغیرہ کے ذریعے سے خط و کتابت کرتے ہیں جو مجرم قرار دئے جا چکے ہیں بغاوت کے لیے چالان نہ کر سکنے کے معنی یہ ہیں کہ مجرم کو کسی اور سزا کا بھی خوف نہیں رہتا ہے۔ وہ اس امر کو فراموش کر دیتے ہیں کہ ایک ایسا بھی جرم ہے جیسے

۵۲۱

[1] دیکھئے ازیر دفعہ ۶۱۸۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۵ صفحہ ۲۹۰۔

[3] مقدمہ دفعہ ۲۹۔

باغیانہ حرکت کہتے ہیں۔ اور جو صرف جرم خفیف ہونے کی وجہ سے ایک گواہ کے ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا اور جرم بغاوت میں مدغم نہیں ہو جاتا ہے[1]۔ اور چند سال پہلے مقننہ نے بغاوت و سرکشی (سڈیشن) کے بین بین تاج و حکومت کے خلاف مختلف افعال کے ارتکاب کو جرم سنگین قرار دینے اور اس کے لیے سخت سزا مقرر کرنے[2] سے ایک اور جرم ایجاد کیا ہے۔ موجودہ قانون کے تحت وہ اشخاص جن کا عمل فنی نقطۂ نظر سے بغاوت ہوتا ہے۔ بعض اوقات صرف جرم سنگین یا سڈیشن کے مجرم قرار پا کر سستے چھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف جو اشخاص اس ہولناک جرم کے مجرم نہیں ہوتے ہیں انھیں اس کی بنا پر غلط چالان کیے جانے کا خوف نہیں رہتا ہے۔ اور جب بغاوت کے لیے کوئی سزا سنائی جاتی ہے تو وہ اس قدر ناقابل اعتراض ثبوت کی بنا پر سنائی جاتی ہے کہ معاشرے کے بدخواہ حصے پر اس کی ضرب نہایت قوی اخلاقی قوت کے ساتھ پڑتی ہے جس سے کم سنگین جرائم میں عاملہ کے اعتدال کی وجہ سے سوگنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۶۲۰: اس اصول کا جس کی رو سے بغاوت میں دو گواہ ضروری ہیں اطلاق بغاوت کے صرف ان افعال جلی پر ہوتا ہے جن کا الزام چالان میں لگایا جاتا ہے۔ دوسرے ضمنی امور کو حسب قانون عمومی ثابت کیا جا سکتا ہے[3]۔ مثلاً ملزم کے رعایائے برطانوی تاج[4] ہونے وغیرہ کو۔ اور

[1] ۴ شرحات بلاکسٹن ۱۱۹۔ ملک بنام ریڈنگ۔ ۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۵ تا ۲۶۷۔

[2] ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۱۲۔

[3] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۵۵۔ کراؤن لاز فاسٹر ۲۴۰۔ ۲۴۲۔ پلیس آف دی کراؤن ۱۔ ایسٹ ۱۲۰۔

[4] کراؤن لاز فاسٹر ۲۴۰۔ ملک بنام وان۔ ۱۳۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۳۵۔ از ہولٹ چیف جسٹس

نہ شاید یہ اصول ضمنی امور تنقیح طلب کی سماعت پر قابل اطلاق ہوتا ہے مثلاً جب کوئی قیدی جسے بغاوت کی سزا سنا دی گئی ہو فرار ہو جاتا ہے اور دوبارہ گرفتار کئے جانے پر سزا سنانے حاضر عدالت کیا جائے۔ اور وہ اپنے اسی شخص ہونے سے انکار کرے جس کا ذکر حکم سزا میں ہوتا ہے تو یہ اصول اطلاق نہیں دیا جاتا ہے[۱]۔

دفعہ ۶۲۱: قانون موضوعہ کی رو سے زیر بحث اصول کے اور بھی مستثنیات ہیں۔ قانون ترمیم قانون غیر صحیح النسبی ۱۸۷۲ء ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۶۵ دفعہ ۴۔ جس کی رو سے قانون ترمیم قانون محتاجان ۱۸۴۴ء ۷ و ۸ وکٹوریا باب ۱۰۱ کی منسوخ شدہ دفعہ ۳ کو فی الجملہ دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔ میں قرار دیا گیا ہے کہ کسی غیر صحیح النسب بچے کا نسب اس شخص سے جو اس کا باپ مشہور ہو شمار کرنے کا اسی وقت حکم دیا جا سکتا ہے۔ جب کہ اس کی ماں کی شہادت کی تائید کسی امر اہم میں کسی اور شہادت سے حسب اطمینان عدالت ہوئی ہو۔ اس قانون کے تحت بچے کے استقرار حمل سے کئی ماہ قبل کے افعال اختلاط کی شہادت قابل ادخال ہے۔ جیسا کہ اس مقدمے میں قرار دیا گیا ہے جس میں پدر مشہور کو ماں کے والدین نے گھر آنا منع کر دیا تھا[۲]۔ اور اس قانون کے الفاظ نے شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق عدالت کے غیر محدود اختیار تمیزی عطا کیا ہے۔ قانون ترمیم مزید قانون شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۲ کی رو سے اور جس نے پہلی مرتبہ فریقین مقدمہ خلاف ورزی اقرار نکاح کو ایسے مقدمات میں شہادت دینے کے قابل بنایا حکم ہے کہ

۵۴۲

[۱] ان مقدمات میں قیدی کو "اعتراض بلا اظہار وجہ" کا حق نہیں ہوتا ہے۔ مقدمہ انگلف گرادان لا۔ انہ فاسٹر ۲۴۴۔

[۲] کول بنام مانگ ۱۸۸۸ء (۲) کوینس بنچ ڈویژن ۶۱۱۔ ۵۰ لاجرنل مجسٹریٹ کیسس ۱۰۵۔

کسی مدعی کو ایسی نالش میں کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک اس کی شہادت کی تائید اقرار کی موافقت میں کسی دوسری اہم شہادت سے ہوتی ہو۔ اس قانون کی تعبیر پر عدالت مرافعہ نے دو مرتبہ غور کیا ہے۔ مقدمہ بسلا بنام اسٹرن[1] (Bessela v. Stern) میں ہمشیرہ مدعیہ نے اظہار حلفی دیا کہ اس نے مدعیہ اور مدعی علیہ کے درمیان ایک گفتگو سنی تھی۔ جس میں مدعیہ نے مدعی علیہ سے کہا تھا کہ "تم نے مجھ سے نکاح کرنے کا ہمیشہ اقرار کیا لیکن اپنے قول کو پورا نہیں کرتے ہو" جس کے جواب میں مدعی علیہ نے کہا کہ وہ اس کو چلے جانے کے لیے روپیہ دے گا۔ لیکن اس کے سوا کچھ اور نہیں کہا۔ اس کو کافی قرار دیا گیا۔ اور کاکبرن چیف جسٹس Cockburn, C. J. نے کہا کہ ضروری نہیں کہ شہادت ایسی ہو جس سے معاہدہ ثابت ہو۔ اور گو یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اقرار نکاح کئے بغیر بھی روپیہ دے سکتا ہے۔ لیکن مدعی علیہ کی خاموشی سے جوری نتیجہ نکال سکتی ہے۔ کہ اس نے اقرار نکاح کا اقبال کیا ہے۔ برخلاف اس کے ویڈیمان بنام والپول[2] Wiedeman v. Walpole کے مقدمہ میں قرار دیا گیا کہ محض یہ واقعہ کہ مدعی علیہ نے مدعیہ کے ان خطوط کا جواب نہیں دیا جن میں اقرار نکاح کو بیان کیا گیا تھا۔ یا یہ واقعہ کہ اس نے جرمن کلیسائے سڈن ہام Sydenham کے پادری کے ایک خط کا جس میں اس سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا وہ اپنے اقرار کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ و نیز دھمکی دی گئی تھی کہ کاتب خط اخبارات و قانون کے ذریعے سے اپنی ہم ملک عورت کے ساتھ انصاف کرائے گا" جواب نہیں دیا۔ اور ایک تحفۂ انگشتری کو قبول کر لیا۔ کافی نہیں ہے

---

[1] بسلا بنام اسٹرن ۱۸۷۷ء ۲ کامن پلیس ڈیویژن ۲۶۵۔ عدالت مرافعہ گروف و ڈنمان جسٹس Grove and Denman, J.J. کے فیصلے کو الٹ دیا گیا۔

[2] ویڈیمان بنام والپول ۱۸۹۱ء ۲ کوئینس بنچ ۵۳۴۔ عدالت مرافعہ۔ پالک بنچ کے فیصلے کو برقرار نہیں رکھا

بوون لارڈ جسٹس (Bowen, L. J.) نے کہا کہ "اگر کسی ایسے خط کا جواب نہ دینا۔ جس میں کسی ناشائستہ حرکت کا الزام لگایا گیا ہو۔ اس ناشائستہ حرکت کے اقبال کی شہادت سمجھا جائے تو یہ بڑا ظلم ہوگا"۔ ضروری نہیں کہ تائیدی شہادت نسبت سے پہلے کے واقعات کی ہو۔ لیکن وہ اس سے پہلے کے واقعات پر مشتمول ہو سکتی ہے۔ ملحوظ رکھیے کہ قانون انسدادِ فریب ۲۹ چارلس دوم باب ۳ دفعہ ۴ کے اس حکم کے متعلق کہ جو اقرار نکاح کے عوض کیا جائے اس کا تحریری ہونا اور ان اشخاص کا دستخطی ہونا جو ذمہ دار ہوں گے اس قانون کے کچھ عرصہ بعد ہی قرار دیا گیا کہ وہ نکاح کرنے کے اقرارات سے متعلق نہیں ہے۔

۵۴۳ | ۲۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا دفعہ ۳ اور ۲ میں جو کٹنا یہ۔ فریب۔ تخویف۔ یا منشی ادویات کے ذریعے سے عورتوں کی عصمت ریزی کی سزائیں مقرر کرتا ہے حکم ہے کہ کسی شخص کو ان جرایم کا مجرم شخص واحد کی گواہی پر جب تک اس کی وقیع شہادت سے تائید نہ ہو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی قانون کے دفعہ ۴ کی رو سے ایک اور استثنیٰ قایم کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے ۱۳ سال سے کمسن لڑکی کی عصمت ریزی کے چالان میں کسی ایسی بچی کی شہادت جو نوعیت حلف سے واقف نہ ہو قابل ادخال قرار دی گئی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ کوئی شخص اس جرم کا مجرم نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک اس نو عمر بچی کی چالان کے جانب سے شہادت کی تائید ملزم پر ذمہ داری عاید کرنے والی کسی اہم شہادت سے نہ ہوئی ہو" ملحوظ رکھئے کہ ان چاروں احکام میں ایسی صورتوں سے بحث ہے جن میں اہم گواہ غالباً کوئی عورت ہوگی لیکن عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب کسی نالش یا چالان کی تائید میں صرف

له ولکاکس بنام گاٹ فری۔ ۲۶ لاٹائمز ۴۸۱۔ Welcox v, Gotfrey

له ہاریسن بنام کیج Harrison v. Cage ۱۔ لارڈ ریمنڈ ۳۸۶۔

ایک گواہ ہو اور یہ صورت جیسا کہ کہا جاتا ہے حلف بمقابلہ حلف کی صورت ہو۔ یا جب وہ شخص جس کے خلاف یہ شہادت دی گئی ہو اس کی تردید اپنی شہادت سے نہ کر سکتا ہو۔ تو ایسی واحد گواہ کی شہادت پر نہایت احتیاط سے غور کرنا اور ہوشیاری سے اس کو جانچنا چاہئے خصوصاً یہ صورت شریک جرم اور دعاوی خلاف جایداد اشخاص متوفی کی ہے۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں بلاشبہ ایک گواہ کی شہادت بلا کسی تائیدی شہادت کے قابل ادخال ہے[1]۔

۳۔ انگلستان میں کوئی قانونی اصول ایسا نہیں ہے جس کی رو سے کوئی دعویدار متروکہ شخص متوفی کے خلاف محض اپنی شہادت پر بغیر کسی تائیدی شہادت کے کامیاب نہ ہو سکتا ہو[2]۔ لیکن عدالت ایسی شہادت کو ہمیشہ بہت شبہ کی نظر سے دیکھے گی[3]۔ اور کہا جاتا ہے کہ عام طور پر تائیدی شہادت سننے گی[4]۔ نیز یہ کہ ایرستان میں یہ ایک صریح اصول قانون ہے جس کا کوئی استثنیٰ بھی نہیں ہے کہ متروکہ

---

[1] شرکائے جرم کے متعلق دیکھئے اوپر دفعہ ۱۷۳۔

[2] ان ری گارنٹ In Re Garnet، گیانڈی بنام مکالے ۱۸۸۵ء۔ (۳۱) چانسری ڈویژن ۱۔ عدالت مرافعہ۔ ان ری ہاجسن نیچے۔

[3] ایضاً۔ اور دیکھئے ان ری وائن۔ ۳۳ چانسری ڈویژن، ۲۵۔ عدالت مرافعہ جس میں کے جسٹس Key, J. نے متروکہ شوہر کے خلاف دعوی بیوہ کو کہ شوہر نے خاندانی ظروف سیمین کو اس کے ظروف سے بدل دیا ہے۔ اور اپنے ایک نیم قدبت کو اسے تحفۃً دیا ہے۔ صحیح تسلیم کیا۔ لیکن عدالت مرافعہ نے ان کے فیصلے کو الٹ دیا۔ اور جسٹل ماسٹر آف اولس نے کہا کہ وہ اس قانون سے بے اعتمادی ظاہر نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس کے حلف نامہ سے۔ فارمان بنام اسمتھ ۱۸۸۵ء ۵۰ لا ٹائمز رپورٹس۔ ۱۲۔ میں ایک ہبہ بربنائے موت کو ایک بیوہ موہوب لہ نے ثابت کیا۔ اور بارتھولومیو بنام منزیس Bartholomew v. Menzies ۱۹۰۲ء ۱۔ چانسری ۶۸۰ میں ایک منگیتر موہوب لہ نے

[4] ان ری ہاجسن ۱۸۸۵ء، ۳۱ چانسری ڈویژن ۱۷۷، ۵۵ لا جرنل چانسری ۲۴۱۔ عدالت مرافعہ۔

شخص متوفی کے خلاف کوئی دعویٰ دعویدار کی شہادت پر بغیر تائیدی شہادت کے پیش نہ ہو سکے گا۔[1] اسکاٹ لینڈ (Scat-lond) میں عام اصول یہ ہے کہ ایک گواہ کی گواہی کسی بھی نالش یا جواب دہی کا کامل ثبوت نہیں ہے۔[2]

اور نہ انگلستان میں ایسا کوئی اصول قانون ہے کہ نالش طلاق میں عدالت کسی درخواست گزار کی شہادت پر بغیر تائیدی شہادت کے عمل نہیں کر سکتی۔ اور گو عملدرآمد کا عام اصول یہ ہے کہ عدالت ایسی شہادت پر عمل نہیں کرے گی۔ لیکن عدالت اس اصول کو ترک کر دیگی اگر اس کو اطمینان ہو کہ شہادت پیش شدہ صحیح ہے اور کوئی سازش نہیں ہے۔[3] قانون باغیانہ جرم سنگین ۱۸۴۸ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا دفعہ ۴ جس کی رو سے حکم ہے کہ کوئی شخص تاج کے خلاف جنگ کرنے کے جرم یا بعض اور جرائم سنگین کا جن کو اس قانون کی رو سے باغیانہ قرار دیا گیا ہے۔ "جہاں تک ان کا ارتکاب علانیہ یا عمداً کہنے۔ اعلان کرنے۔ بولنے یا ظاہر کرنے سے کیا جائے مجرم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بجز اس کے کہ کھلی عدالت میں اس نے اقبال جرم کیا ہو یا یہ کہ یہ الفاظ دو قابل اعتبار گواہوں کے ذریعے سے ثابت کئے جائیں۔" اس قرارداد میں اس عام قانون بغاوت کی تتبع کرتا ہے۔ جس کو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

---

[1] ان ری پارنٹ (۱۸۷۱) لارپورٹ ایرستان ۳۴۳ مہالم بنام مک کولاگھ Mahalm v. Me Cullogh ۲۷ لارپورٹ ایرستان ۴۳۱۔ اس کی ۲۹۔ ایضاً ۴۹۶ سے توثیق کی گئی۔

[2] شہادت از ڈکسن جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۸۔

[3] کرٹس بنام کرٹس ۱۹۰۵ء۔ ۲۱ ٹائمز لارپورٹ ۶۷۶۔ از ڈین جسٹس۔ شوہر کو بے رحمی۔ ترک صحبت و زنا کی بنا پر طلاق دی گئی۔ ان سے اس نے انکار کیا۔ گواہ صرف شوہر و زوجہ تھے۔ شوہر خود حاضر عدالت ہوا تھا۔ اور زوجہ پر جرح کی تھی مارو بنام مارو Marrow ev Marrow ۱۹۱۲ء ۲۰ ایرستان ۱۸۳۔

دفعہ ۶۲۲: گو جیسا کہ ابھی دکھلایا گیا ہے۔ اس ملک کے قانون کی رو سے گواہوں کی تعداد مقرر کی گئی ہے۔ لیکن اس غلطی کا ارتکاب نہیں کیا گیا ہے جس کے رومی فقہا مرتکب ہوئے تھے۔ یعنی ان کی شہادت کو مصنوعی وقعت دینے کی غلطی کا۔ بلکہ اس کی وقعت جوری کی صوابدید پر چھوڑی جاتی ہے۔ ان صورتوں میں مصلحت قانون کی بنا پر ایک گواہ کی شہادت پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ چاہے وہ گواہ کتنا ہی قابل اعتبار ہو۔ اور جب دو سے زیادہ گواہ پیش ہوں تو چاہے ان کی تعداد کچھ ہی ہو اگر ان کی شہادت جوری کی نظر میں بے وقعت ہو۔ تو وہ بالکل بے اثر ہوتی ہے۔

۵۳۰

باب یازدہم

ملزم اشخاص کی شہادت کا قابل ادخال ہونا

دفعہ ۶۲۲: شہادت اشخاص ملزم کا ناقابل ادخال ہونا قانون انگریزی کے دو اصولوں پر مبنی نظر آتا ہے ــــــ اس اصول پر کہ کوئی شخص اپنے کو مجرم بنانے پر مجبور نہیں[1] ــ اور اس اصول پر کہ ذاتی غرض رکھنے والے شخص کی شہادت بالکل بیکار ہوتی ہے[2]۔ جب قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ (قانون لارڈ ڈنمان)

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۵۵۵۔

[2] دیکھئے اوپر دفعہ ۱۲۷۔

(Lord Denman's Act) نے عام طور پر "ذاتی غرض کی بنا پر ناقابلیت"
کو دور کردیا۔ تو مقننہ نے ہوشیاری سے فریق مقدمہ کے استثنٰی کو قایم رکھا۔
نیز جب ۱۸۵۱ء و ۱۸۵۳ء میں فریقین مقدمہ عام طور پر اور ان کے شوہر
و زوجہ قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵۔ وکٹوریا باب ۹۹۔ اور قانون
ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء۔ ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ کی رو سے گواہی دینے
اور گواہی دینے پر مجبور کئے جانے کے قابل ٹھیرائے گئے۔ تو مقننہ نے پھر
ان دونوں قوانین میں احتیاط دکھلائی۔ اور قرار دیا کہ ان قوانین کے
احکام فوجداری کارروائیوں سے متعلق نہیں ہوں گے۔ لیکن اس
سارے زمانے میں فوجداری کارروائیوں کے مستغیث جو باوجود تاج
کے برائے نام مستغیث ہونے کے۔ ادائی اخراجات وغیرہ کی وجہ سے
خود بھی "اتنی ہی غرض" مقدمے میں رکھتے تھے جتنی کہ فریق مستغاث عنہ یا
ملزم۔ شہادت دینے کے قابل تھے۔ اسی لیے پچھلی صدی کے آخری
سالوں میں فریق مستغاث عنہ کی شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرانے کے
نامناسب ہونے اور اس سے غالباً ناانصافی ہونے کی بنا پر بہت کچھ
عام مباحث ہوئے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے قوانین موضوعہ میں جو ۱۸۷۲ء کے
بعد وضع ہوئے ایک فقرہ بڑھایا گیا۔ جس کی رو سے وہ فریق جس پر کسی جرم
کا الزام لگایا گیا ہو اپنی جانب سے شہادت دینے کے قابل ٹھیرایا گیا۔
ان قوانین موضوعہ میں سے جو تعداد میں کل ۲۸[1] تھے ذیل کے قوانین خاص ۵۳۶

[1] ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۷۷۔ (قانون ضابطہ معدن ہائے فلزاتی) ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۴ ضمن (۲) ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۹۴ (قانون اجازت نامجات) دفعہ ۱۵ ضمن (۱)۔ ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۶۳۔ (قانون بیع طعام و ادویات) ۱۸۷۵ء دفعہ ۲۱۔ ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۸۶۔ (قانون سازش وحفاظت جائداد ۱۸۷۵ء) دفعہ ۱۱۔ ۳۹ و ۴۰ وکٹوریا باب ۳۶ (قانون اجتماع قوانین چنگی ۱۸۷۶ء) دفعہ ۲۵۹۔ ۳۹ و ۴۰ وکٹوریا باب ۸۰ (قانون جہازرانی تاجران ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴۔

طور پر قابل ذکر ہیں۔ یعنی قانون اجازت تاجات سنہ ۱۸۶۲ء۔ ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۴۹ دفعہ ۱۵ (۴) جس کی رو سے حکم دیا گیا کہ "اس قانون کے تحت تمام تحقیقات سرسری کی کارروائیوں میں مدعی علیہ اور اس کی زوجہ گواہی دینے کے قابل ہوں گے۔ قانون بیع طعام وادویات سنہ ۱۸۷۵ء ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۶۳۔ دفعہ ۲۱۔ جس کی رو سے حکم دیا گیا کہ "مدعی علیہ اپنے کو اور اگر مناسب سمجھے تو اپنی زوجہ کو اپنی جانب سے اظہار دینے پیش کر سکتا ہے۔ اور جنبہ اس کا اور اگر وہ چاہے تو اس کی زوجہ کا اظہار لیا جا سکے گا"۔ قانون سازش وحفاظت جائداد سنہ ۱۸۷۵ء۔ ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۸۶ دفعہ ۱۱ جس کے مطابق "اس قانون کے دفعہ ۴۔ ۵۔ اور ۶۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- یہ قانون قانون سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۷، ۵۴ ضمن (۲) کی رو سے منسوخ اور دوبارہ وضع کیا گیا۔ ۴۰ و ۴۱ وکٹوریا باب ۱۴ (قانون شہادت سنہ ۱۸۷۷ء) ۴۱ و ۴۲ وکٹوریا باب ۱۲۔ (لگانے کے مشین کا قانون) دفعہ ۳۔ ۴۱ و ۴۲ وکٹوریا باب ۴۷ (قانون امراض متعدی جانوران سنہ ۱۸۷۸ء) دفعہ ۶۶۔ (جو قانون سنہ ۱۸۹۴ء کی دفعہ ۵، ضمن (۳) کی رو سے منسوخ اور دوبارہ وضع کیا گیا ۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۵۸ (قانون فوج) دفعہ ۱۵۶۔ ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۷۵ (قانون جائداد زن ہائے منکوحہ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۲۔ ۴۶ و ۴۷ باب ۳ (قانون دھماکہ خیز سنہ ۱۸۸۳ء دفعہ ۴۔ ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۵۱ (قانون انسداد عمل ہائے ناجائز وخلاف اخلاق سنہ ۱۸۸۳ء) دفعہ ۵۳ ۴۷ و ۴۸ وکٹوریا باب ۱۴ (قانون جائداد زن ہائے منکوحہ سنہ ۱۸۸۴ء۔ دفعہ ۱۔ ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ (قانون ترمیم قانون فوجداری سنہ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۲۰۔ ۵۰ و ۵۱ وکٹوریا باب ۲۸ (قانون نشانات مال تجارت سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۱۰۔ ۵۰ و ۵۱ وکٹوریا باب ۵۸ (قانون ضابطہ معدن ہائے زغال سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۶۲ ضمن (۲)۔ ۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۶۴ (قانون ترمیم قانون توہین سنہ ۱۸۸۸ء) دفعہ ۹۔ ۵۴ و ۵۵ وکٹوریا باب ۷۶۔ (قانون صحت عامہ (لندن) سنہ ۱۸۹۱ء دفعہ ۱۱۸۔ ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۴۔ (قانون میسر ودیون (متعلق اطفال) سنہ ۱۸۹۲ء۔ دفعہ ۶۔ ۵۷ و ۵۸ باب ۴۱۔ (قانون انسداد بیرحمی اطفال سنہ ۱۸۹۴ء) دفعہ ۱۲۔ ۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۵۷۔ قانون امراض جانوران سنہ ۱۸۹۴ء دفعہ ۵۷ (۳) جو قانون سنہ ۱۸۷۸ء کے دفعہ ۶۶ کے بجائے وضع ہوا ہے۔ ۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۲۴

کے تحت کسی چالان یا مخبری کی سماعت۔ تصفیے میں معاہدۂ خدمت کے ذیل۔ ان کے شوہر و زوجگان شہادت دینے کے قابل سمجھے اور تصور کیے جائیں گے۔ اور ان سب قوانین سے زیادہ اہم ـــــ قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء ۴۸-۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ دفعہ ۲۰ ہے اس کی رو سے "ہر شخص جس پر اس قانون کے تحت کوئی الزام ہو یا جس پر موجودہ ملکۂ معظمہ کے چوبیسویں اور پچیسویں سنہ جلوس کے قانون باب ۱۰۰ اور دفعات ۴۸ اور ۵۲ تا ۵۵ (بشمول ہر دو دفعات ۵۲ و ۵۵) کے یا ان میں سے کسی دفعہ کے تحت کوئی الزام ہو۔ تو اس کا شوہر یا اس کی زوجہ ایسے الزام کی سماعت کی ہر نوبت پر سوائے بڑی جوری کے روبرو سماعت کے شہادت دینے کے قابل ہوں گے لیکن ان کو شہادت دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکے گا" ان الزامات میں جن میں کوئی ملزم شخص مؤخر الذکر قانون کی وجہ سے گواہی دینے کے قابل کیا گیا ہے۔ بھگا لیجانا زنا بالجبر۔ حملہ برائے لواطت۔ اور عورت و مرد سے متعلق مختلف جرائم جن میں سے بعض کو ۱۸۸۵ء میں پہلی دفعہ جرم قرار دیا گیا تھا شامل تھے۔ اور ان الزامات میں جن میں کوئی ملزم شخص دوسرے قوانین موضوعہ کی رو سے گواہی دینے کے قابل بنایا گیا تھا۔ ان اشخاص کے خلاف الزامات تھے جن میں فروخت منشیات کا اجازت نامہ دیا گیا ہو۔ اور خلاف ورزی خاص معاہدات خدمت کے الزامات توہین تحریری شامل تھے۔ الزام جرم سنگین میں ملزم شخص کے گواہی دینے کے قابل ہونے کی ایک ہی مثال قانون ترمیم قانون تعزیرات سے ملتی ہے۔ اور اس کے نہ صرف شہادت دینے کے قابل ہونے بلکہ شہادت دینے پر

۲۷ ھ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- قانون ترمیم قانون ضبطی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۵-۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۲۸ (قانون غلط اطلاع آتش زنی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۲-۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۲ (قانون کارخانہ و درکشاپ ۱۸۹۵ء دفعہ ۴۹-۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۳۷ (قانون انسداد عمل ہائے ناجائز خلاف اخلاق ۱۸۹۵ء دفعہ ۲-۶۰ و ۶۱ وکٹوریا باب ۶۰ (قانون انسداد حادثات بوجہ گرمشین ۱۸۹۷ء) دفعہ ۵-

مجبور کئے جاسکنے کی ایک ہی مثال قانون شہادت ۱۸۶۹ء میں ملتی ہے۔
اس قانون کی رو سے کسی شاہراہ کی تعمیر نہ کرنے یا کسی شاہراہ وغیرہ میں
امر باعث تکلیف پیدا کرنے کے کسی چالان و نیز کسی دوسرے چالان
یا کارروائی میں جو محض کسی دیوانی حق کی سماعت کے لیے کی گئی ہو۔
مدعی علیہ شہادت دینے کے قابل ہوتا۔ اور شہادت دینے پر مجبور
کیا جا سکتا ہے۔

۱۸۷۸ء ہی میں حکومت نے ان قوانین موضوعہ کے اصول کے
مطابق اس امر کا فیصلہ کرنے کی ایک کوشش کی۔ اس سال کے مسودہ
مجموعہ تعزیرات میں ایک فقرہ تھا۔ کہ ہر شخص جس پر قابل چالان جرم کا
الزام ہو۔ بیان دے سکتا ہے۔ جس کے متعلق اس سے جرح کی جاسکیگی
وغیرہ۔ لیکن اس کے ساتھ یہ اہم استثنیٰ بھی رکھا گیا تھا کہ "مدعی علیہ کو
مثل گواہ کے حلف لینا ضروری نہ ہوگا۔ نہ وہ جھوٹے بیان دینے کی
بنا پر کسی سزا کا مستوجب ہوگا" کمشنر صاحبان (لارڈ بلاکبرن۔ باری جسٹس
لش جسٹس اور سر جیمس فٹز جیمس اسٹیفن کیو سی (Lord Black, burs,
Barry, j, Lush, j, and Lord James) fitz-James stephen Q.C.
جن کے حوالہ یہ مسودہ کیا گیا تھا۔ قانون میں اتنے اہم تغیر کی مصلحت کے
متعلق منقسم الرائے تھے۔ لیکن فی الجملہ ان کی رائے تھی کہ "اگر ملزم کو
اپنی جانب سے شہادت دینے کی اجازت دی جائے تو اس کو
انھیں شرائط پر گواہی دینی چاہیئے جن پر دوسرے گواہ گواہی دیتے ہیں۔
صرف جرح کے متعلق چند تحفظات اس کو حاصل ہونا چاہیئے۔" انھوں
نے ایک فقرہ پیش کیا جو بعد میں مجموعۂ تعزیرات کے دوسرے مسودات
میں شامل کیا گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ شخص ملزم اور اس کا شوہر
یا اس کی زوجہ گواہی دینے کے قابل ہوں گے۔ لیکن ان کو گواہی دینے
پر مجبور نہیں کیا جاسکے گا۔ ان پر جرح بھی ہوسکے گی لیکن اگر جرح
ان کے اعتبار کے متعلق ہو تو عدالت اس پر قیود قایم کر سکے گی۔ ۱۸۸۰ء

کا ایک مسودہ دارالعوام کی ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ جس کے اجلاس دارالعوام کی برخاست کی وجہ سے پورے نہ ہو سکے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے آج تک مجموعۂ تعزیرات کا کوئی دوسرا مسودہ پیش نہیں ہو سکا۔ لیکن سالہائے سال تک مرحوم لارڈ براموَل (Lord Bramwell) نے دارالامرا میں اور عہدہ داران قانون نے دارالعوام میں فوجداری شہادت کے مسودات پیش کئے۔ جن کا مطلب بھی وہی تھا۔ جو مسودۂ مجموعۂ تعزیرات کے فقرے کا تھا کہ ملزم اشخاص گواہی دینے کے قابل ہوں گے۔ اور لارڈ براموَل کے مسودات دارالامرا سے اکثر منظور کیے گئے۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں حکومت کے مسودے پر دارالعوام میں بخوبی بحث ہوئی۔ اور گو اس کی قوی تائید بھی کی گئی لیکن وہ اس وجہ سے قانون نہیں بن سکا کہ ایرستانی ارکان ایرستان کو اس اطلاق سے مستثنیٰ کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے[1]

۵۳۸

بالآخر سنہ ۱۸۹۸ء میں قانون شہادت فوجداری سنہ ۱۸۹۸ء ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ جو "ترمیم قانون شہادت کے لیے ایک قانون تھا" وضع ہوا۔ اس کو شاہی منظوری ۱۲۔ اگسٹ کو ملی۔ اور وہ ۱۲ اکتوبر سے نافذ کیا گیا لیکن اس سے پہلے اس عام اصلاح کی جو اتنے طویل عرصے سے یہاں ناکام کوششیں ہو رہی تھیں۔ بہت سے برطانوی نوآبادیات[2] میں قانون بنا دیا گیا تھا۔

---

[1] دیکھئے ہانسارڈ جلد ۳۲۲ صفحہ ۶۰ تا ۱۴۱۔ اس مسودہ کی تائید میں سر سی رسل (کیو سی) سر ہنری جیمس کیو سی۔ مسٹر فنلے (کیو سی) مسٹر طوین۔ مسٹر ڈونالڈ کرافرڈ۔ مسٹر براڈلا۔ مسٹر ماڈن۔ سر ایڈورڈ کلارک (کیو سی) سالیسٹر جنرل۔ مسٹر اے۔ جی بالفور اور دوسروں نے تقریریں کیں۔

[2] ایک قانون موضوعہ میں جو نوآبادی وکٹوریا میں آخر سنہ ۱۸۵۷ء میں نافذ ہوا حکم ہے کہ ملزم شخص یا اس کی زوجہ یا شوہر کی شہادت چار قیود کے ساتھ قابل ادخال ہو گی۔ یعنی (۱) شہادت جبری نہیں ہو گی (۲) ملزم کی زوجہ یا اس کا شوہر بغیر منظوری ملزم بطور گواہ طلب نہیں کیا جا سکے گا (۳)

اس قانون میں جس کے پہلے دفعہ کو حفظ کر لینا شاید مفید ہوگا۔ یا کم از کم اس کو گھڑی گھڑی پڑھنا چاہیے۔ اس میں حکم ہے کہ ہر شخص جس پر کسی جرم کا الزام ہے اور ایسے شخص کی زوجہ یا شوہر (اپنے یا اپنے ساتھی مدعی علیہم[1] کی جواب دہی میں) کارروائی کی ہر نوبت پر شہادت دینے کے قابل ہوگا۔ لیکن ان آخری جملوں کا مطلب یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ بڑی جوری[2] کے سامنے یا تخفیف سزا کے لیے عذر وا قبال جرم پیش کرنے اور حکم سزا سے پہلے شہادت دے سکے گا۔[3] لیکن اس حکم پر سات قیود ہیں۔ اور پانچویں قید کے خود بھی تین قیود ہیں۔ یہ سب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ملزم کو بطور گواہ طلب نہیں کیا جا سکے گا۔ سوائے اس کے کہ

۴۳۹ھ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ (اگر ملزم کے لیے کوئی وکیل نہ ہو) تو اس کے شہادت دینے سے پہلے عدالت کو تحریری طور پر اسے تنبیہ کر دینا چاہیے کہ شہادت دینا اس کا اختیاری فعل ہے۔ اور یہ کہ اس پر جرح کی جائیگی۔ اور (۲) کسی ملزم کے اپنی جانب سے گواہی نہ دینے پر کوئی تنقید نہیں کی جانی چاہیے۔ دوسری نوآبادیات کے اسی قسم کے قوانین حسب ذیل ہیں:۔ کنیڈا: قانون شہادت کنیڈا ۱۸۹۳ء۔ آسٹریلیا: نیو ساؤتھ ویلز۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات و شہادت ۱۸۹۱ء نشان ۵۔ ساؤتھ آسٹریلیا ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا ۲۲۵ ۱۸۸۲ء اور قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۸۸ء نشان (۲۳۵)۔ کوینس لانڈ۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۹۲ء نشان (۳) مغربی آسٹریلیا۔ قانون شہادت بمقدمات فوجداری ۱۸۹۱ء نشان (۸)۔ نیوزی لانڈ: قانون تحقیقات سرسری بمقدمات قابل چالان ۱۸۹۳ء نشان ۴۷۔ ہندوستان میں ملزم سے عدالت سوال کر سکتی ہے۔ لیکن مجموعۂ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء (نشان ۱۔ ۱۸۸۲ء) کی رو سے اسے حلف نہیں دیا جا سکتا۔ قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء کو اس کتاب کے ضمیمہ میں چھاپا گیا ہے۔ متون دیگر قوانین مذکورۂ بالا کے لیے دیکھیے ضمیمہ قانون شہادت فوجداری مطبوعہ بٹروتھ صفحات ۹۳ تا ۱۰۷۔

[1] ملک بنام میکڈونل ۲۵ ٹائمز لا رپورٹ ۸۰۸۔

[2] ملکہ بنام رہوڈس ۱۸۹۹ء۔ ا کوینس بینچ ۷۷۔

[3] ملکہ بنام ہاکنس ۴۲ جسٹس آف دی پیس ۵۰۸ از ڈارلنگ جسٹس۔

اس نے خود درخواست کی ہو۔

۲۔ شہادت دینے سے قاصر رہنے پر استغاثہ کی جانب سے کوئی تنقید نہیں کی جائے گی۔ یہ قید جج سے متعلق نہیں ہے۔ جج کو حق تنقید ہے اور وہ کلیتہً اس کی صوابدید پر منحصر ہے[1]۔

۳۔ زوجہ یا شوہر کو سوائے ان صورتوں کے جو فہرست کے مصرحہ قوانین موضوعہ میں سے کسی کے تحت آتے ہیں[2]۔ اور باوجودیکہ ان میں دوزوجی (دیگمی) یعنی ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کا جرم داخل نہیں ہے۔ (زیادہ تر عورتوں کے خلاف جرائم کی صورتیں ہیں) بغیر درخواست ملزم گواہی دینے طلب نہیں کرنا چاہئیے۔

۴۔ دوران ازدواج کی اطلاعات کو فاش کرنے مجبور نہیں کرنا چاہئیے یہ قید ترمیم قانون شہادت ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ ۳ سے نقل کی گئی ہے۔

---

[1] ملکہ بنام رہوڈس۔ دیکھو اوپر۔ کاپس بنام ملکہ ۱۸۹۴ء۔ مقدمات مرافعہ ۶۵۰۔ یہ اعلیٰ عدالت نیو ساؤتھ ویلز سے ایک مرافعہ تھا۔

[2] یہ اصل قوانین حسب ذیل تھے:۔ قانون آوارگان ۱۸۲۴ء ۵ جارج چہارم باب ۸۳۔ اور قانون غربا (اسکاٹ لینڈ) ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ ۸۰۔ (زوجہ یا خاندان کو چھوڑ دینا) قانون جرائم خلاف جسم ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعات ۴۸ تا ۵۵۔ (زنا بالجبر وغیرہ۔ لیکن دفعات ۴۹ تا ۵۱ منسوخ کئے گئے ہیں)۔ قانون جائداد زنان منکوحہ ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۷۵، دفعات ۱۲ و ۱۶۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ (مختلف جرائم صنفی) و قانون انسداد بیرحمی اطفال ۱۸۹۴ء ۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۴۱۔ لیکن بعد میں ان میں سے بعض قوانین میں ترمیمات کی گئی ہیں۔ اور اس فہرست میں بعض اور قوانین کا اضافہ کیا گیا ہے مثلاً ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کے الزامات میں ملزم کی زوجہ یا شوہر استغاثہ یا جوابدہی کے لیے بغیر رضامندی ملزم گواہی میں طلب کیا جا سکتا ہے۔ (قانون دادرسی فوجداری ۱۹۱۴ء دفعہ ۲۸) اور گو ترمیم (قانون

۵۔ کوئی ایسا سوال نہیں کیا جا سکے گا۔ جس سے سوائے عاید کردہ الزام کے کوئی اور جرم یا ملزم کا برا چال چلن ظاہر ہوتا ہو سوائے اس کے کہ یا تو

(الف) اس کا ایسا ارتکاب جرم یا ایسے جرم کی بنا پر مجرم ٹھیرایا جانا اس کو فی الوقت عائد کردہ الزام جرم کا مجرم ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال شہادت ہو[۱]۔ یا

(ب) اس نے شخصی طور پر یا اپنے وکیل کے ذریعے سے چالان کے گواہوں پر اپنے چال چلن کو اچھا ظاہر کرنے سوالات کیے ہوں یا اپنے اچھے چال چلن کی شہادت دی ہو[۲]۔ یا جواب دہی کی نوعیت یا اس کا طریقہ ایسا ہو کہ چالان یا چالان[۳] کنندہ کے گواہوں کے چال چلن پر الزام عاید ہوتا ہو۔ یا

(ج) اس نے[۴] کسی اور شخص کے خلاف جس پر اسی جرم کا الزام ہو شہادت دی ہو۔

۵۴۰

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ سزادہی گو تر گمن ۱۹۰۸ء دفعہ ۴ تفصیل کے لیے دیکھیے شہادت از ٹیلر طبع ششم ۴۵۵ - ۴۵۷۔

[۱] دیکھیے ملک بنام چیشن ۱۹۰۹ء ۲ کنگس بنچ ۹۴۵۔ نیز داشتن مال مسروقہ کے الزام میں دیکھیے قانون سرقہ ۱۹۱۶ء دفعہ ۴۳۔ (جس کی رو سے قانون انسداد جرائم ۱۸۷۱ء دفعہ ۱۹ کو منسوخ کیا گیا ۳۴ و ۳۵ وکٹوریا باب ۱۱۲ دفعہ ۱۹ کو منسوخ کیا گیا۔) اور دیکھیے پیچھے دفعہ ۵۵ ۲۔

[۲] دیکھیے پیچھے دفعہ ۲۵۷۔ وغیرہ۔

[۳] ملزم کا مستغیث کو جرح میں جھوٹا کہنا ان الفاظ کے بموجب الزام لگانا نہیں ہے۔ وغیرہ۔ ملک بنام روس ۱۹۰۴ء ۱۔ کنگس بنچ ۴۸ ۱-۳ ۷ لا جرنل کنگس بنچ ۶۰ کراون کیسیس ریزرو ڈ۔ اور دیکھیے ملک بنام برنج واٹر ۱۹۰۵ء ۱۔ کنگس بنچ ۱۳۱۔

[۴] جب دو مشترک چالان شدہ اشخاص میں سے ایک گواہی دے اور دوسرے کو مجرم بتائے تو دوسرے کو حق جرح ہوگا۔ ملک بنام ہاڈسن ۱۹۱۲ء ۱۔ کنگس بنچ ۸۵۲-۸۱ لا جرنل کنگس بنچ ۱۸۵

۶۔ شہادت کٹہرۂ گواہان سے دی جائے گی بجز اس کے کہ عدالت کوئی اور حکم دے۔

۷۔ ملزم کو غیر حلفی بیان دینے کا اختیار ہوگا (جیسا کہ اس کو اس قانون کے پہلے تھا)۔

یہ ہے دفعہ اول۔ اور یہ ہیں قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ کے اعظم احکام ——— اور یہ ایسا قانون موضوعہ ہے جو قانون سازی کا نہایت ہی کامیاب نمونہ ثابت ہوا ہے۔ دوسرے دفعات کی رو سے حکم ہے کہ جب جواب دہی کی جانب سے جو گواہ طلب ہو وہ صرف ملزم ہی ہو تو چالان کی شہادت ختم ہوتے ہی اس کو طلب کرنا چاہیئے۔ (دفعہ ۲)۔ حق جواب دہی میں توسیع نہیں ہوگی۔ (دفعہ ۳) کوئی صورت جس میں قانون عمومی کی رو سے شوہر یا زوجہ دوسرے کی منظوری بغیر طلب کئے جا سکتے ہوں اس قانون سے متاثر نہ ہوگی۔ (دفعہ ۴ ضمن ۲)۔ قانون ہذا باوجود اس کے نفاذ کے وقت متعدد قوانین کے نافذ ہونے کے تمام فوجداری کارروائیوں سے متعلق ہوگا۔ لیکن وہ ان کارروائیوں سے متعلق نہ ہوگا جو کسی شاہراہ کی مرمت نہ کرنے کے جرم خفیف کی بنا پر کسی ضلع کے باشندوں کے خلاف کی گئی ہوں۔ اور نہ وہ فوجی عدالتوں سے متعلق ہوگا۔ (بجز اس کے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کرادن کیس ریز فڈ۔ اور ایسے گواہ پر استغاثہ کی جانب سے بھی نہ صرف اس کی گواہی کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے بلکہ اس کو مجرم ظاہر کرنے کے لیے بھی جرح ہو سکتی ہے۔ ملکہ بنام رونالڈ۔ ۴۷ جسٹس آف دی پیس ۱۴۴۔

[1] دیکھیے "لا ٹائمز" مورخہ ۸ نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۷ جس میں اورسٹون چیف جسٹس نے کہا ہے کہ اس قانون کو باقی رکھنے کی حمایت میں آرار کی نہایت زیادہ اکثریت ہے۔

[2] دیکھیے ملکہ بنام میئر آف لندن ۱۹۰ کوئنس بنچ۔ ڈیویژن بر صفحہ ۷۷۔ اور اوپر دفعہ ۱۱۷۔

[3] دیکھیے قانون فوج (جو ۱۸۸۱ء میں وضع ہوا تھا) تو انین موضوعہ از چیٹی عنوان "آرمی"

احکامِ قوانین موضوعہ کی رو سے وہ فوجی عدالتوں سے متعلق کیا گیا ہو)۔ اور یہ قانون آیرستان سے بھی متعلق نہ ہوگا۔ (دفعہ ۷)

وہ تجربہ جو دفعہ (۲۰) قانون ترمیم تعزیرات سنہ ۱۸۸۵ء جس کی رو سے ملزم اشخاص کو زنا بالجبر وغیرہ جرایم کے الزامات پر شہادت دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ کے تحت حاصل ہوا تھا۔ اور اس سے کم حد تک وہ تجربہ جو دوسرے کم اہم قوانین موضوعہ جن کی رو سے ملزموں کو کم سنگین جرایم میں شہادت دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ سے حاصل ہوا تھا۔ عام قانون شہادت فوجداری کے نفاذ و اطلاق میں بہت مفید ثابت ہوا۔ اور گو موخر الذکر قانون کے متعلق پھر بھی بہت مباحثے ہوئے ہیں لیکن اس سے کم جو مذکورۂ بالا تجربہ نہ ہونے کی صورت میں ہوتے۔ بہت جلد یہ امر عدالتی طور پر تصفیہ پا گیا کہ ملزم بڑی جوری کے روبرو گواہی نہیں دے سکتا[1]۔ و نیز یہ امر بھی کہ اس قانون کا اطلاق عام ہوگا۔ اور اسی لیے کسی ایسے شخص کی گواہی کے متعلق جس پر ان خاص قوانین مثلاً قانون انسداد بیرحمی اطفال کے تحت کوئی الزام ہو جن کی رو سے اس کو گواہی دینے کے قابل بنایا گیا تھا۔ سمجھا جائے گا کہ وہ عام قانون کے تحت دی گئی ہے[2]۔ اور یہ کہ جب ملزم خود گواہی دے لیکن گواہوں کو طلب نہ کرے تو وکیل چالان کو چاہیئے کہ ملزم کی شہادت کے بعد ہی اپنے مقدمے کا خلاصہ بیان کردے۔ اور اپنی اس تقریر میں وہ ملزم کی گواہی پر تنقید بھی کر سکتا ہے[3]۔

اس امر پہ قرار دادیں ہیں کہ مستغیثہ کو مخمور فاحشہ کہنا[4]۔ یا یہ کہ الزام اقدام

۱۸۹۵

---

[1] ملکہ بنام رہوڈس سنہ ۱۸۹۹ء۔ ا۔ کوینس بنچ ۷۷۔ کراؤن کیسس ریزرفڈ

[2] چارناک بنام مرچنٹ سنہ ۱۹۰۰ء۔ ا۔ کوینس بنچ ۴۷۴۔

[3] ملکہ بنام گارڈنر سنہ ۱۸۹۹ء۔ ا۔ کوینس بنچ ۱۵۰۔ کراون کیسس ریزرفڈ

[4] ملکہ بنام ہومس سنہ ۱۸۹۹ء ۳۴ سالیسٹر جرنل ۲۱۹۔ ازڈے جسٹس۔

میں اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ جو کچھ کہ اس کے ساتھ کیا گیا اس پر راضی تھی[1]
اس کے چال چلن پر دفعہ ۱- (الف) کے تحت الزام عائد کرنا ہے۔ و نیز
یہ امر بھی قرار دے دیا گیا ہے کہ جب چار اشخاص کو قانون ملبیس ۱۸۷۴ء
کے تحت مشترکاً چالان کیا گیا ہو۔ اور ان میں سے ایک شخص گواہی
دے تو اس پر ان معاملات کے متعلق جرح ہو سکے گی جو اس معاملہ
کے جس پر چالان مبنی ہو چند دنوں کے اندر واقع ہوا ہو۔[2]
اس قانون کے دفعہ (۴) کے تحت جس کی رو سے شخص ملزم
جس پر اس قانون کی فہرست کے مصرحہ قوانین کے تحت کوئی جرم لگایا گیا ہو
کی زوجہ یا شوہر کو چالان یا ملزم کی جانب سے رضامندی ملزم کے بغیر
طلب کیا جا سکتا ہے۔ ایک عجیب سوال مقدمہ ملکہ بنام بریزل[3]
(Reg v. Branzil) میں پیدا ہوا۔ اس مقدمے میں ملزم کو دفعہ (۵)
قانون ترمیم تعزیرات ۱۸۸۵ء کے تحت ایک تیرہ سال سے زیادہ
لیکن سولہ سال سے کمسن لڑکی سے مجامعت کرنے کی بنا پر چالان کیا گیا
تھا۔ ملزم اور لڑکی ایک میلے سے دو تین ہفتوں کے لیے چلے گئے تھے
اور متعدد مقامات میں مل کر رہے تھے۔ ان کے گھر واپس آنے پر
لڑکی کے باپ نے ملزم سے کہا تھا کہ اس کو لڑکی سے شادی کر لینی چاہئے
اور ملزم نے اس سے اتفاق کر لیا تھا۔ اور گرجے میں ان کی نسبت کا
اعلان کر دیا گیا تھا۔ نکاح کا دن بھی مقرر ہوا تھا۔ لیکن ملزم اس دن آیا نہیں

---

[1] ملکہ بنام فشر ۱۹۹۰ء از ڈے جسٹس ۲۴ سالیسٹر جرنل ۲۱۰۔ ملکہ بنام رائیٹ ۵ رپورٹ مقدمات مرافعہ ۱۳۲- از قلیمور جسٹس۔ اس کے خلاف میں دیکھئے مقدمہ ملکہ بنام شہان ۲۱ کاکس ۵۶۱- از جلف جسٹس ۱۲۰- اخبار لا ٹائمز صفحہ ۷۰- از لارڈ الورسٹون میر مجلس - اور ملکہ بنام گبن ۱۹۲۰ء ایگکس بنچ ۲۱۳-۲۱۰- از ایوری جسٹس۔

[2] ملکہ بنام بینیر- فبروری ۱۸۹۹ء صدر عدالت فوجداری از سر فارسٹ فولٹن- کیو سی- قانون شہادت فوجداری از جلف ۶۸

[3] ملکہ بنام بریزل ۱۸۹۹ء- اجلاس سمکس از ولس جسٹس- لا جرنل مورخہ ۲۶ مارچ ۱۸۹۹ء-

اس پر فوجداری کارروائی شروع کردی گئی تھی۔ اس کے شروع ہونے کے بعد دوران تحقیقات میں ملزم نے لڑکی سے نکاح کر لیا تھا۔ چالان کے لڑکی کو گواہی میں پیش کرنے پر ملزم کی جانب سے حجت کی گئی کہ لڑکی (جواب ملزم کی زوجہ بن گئی تھی) ملزم کے خلاف صرف گواہی دینے کے قابل ہے۔ اسے گواہی دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ولس جسٹس (Wills, j.) نے کہا کہ " وہ نہیں جانتے کہ پارلیمنٹ کے قانون کا منشا کیا تھا۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ کوئی اور شخص بھی اس کو جانتا ہے"۔ قابل جج کے دریافت کرنے پر لڑکی نے شہادت دینے سے انکار کیا۔ اور انھوں نے اس سوال کا تصفیہ کرنے کے بغیر اس کو ٹھہرے سے جانے کی اجازت دے دی۔ اور جوری نے ملزم کو بری کر دیا۔ اس مقدمے کے بعد قرار دیا گیا ہے کہ اس صورت میں بھی جب کہ زوجۂ ملزم کو بغیر رضامندی ملزم چالان کی جانب سے بطور گواہ طلب کیا گیا ہو۔ اس کو بغیر خود اس کی رضامندی کے شہادت دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ بجز اس کے کہ قانون موضوعہ کی رو سے ایسا حکم صراحتاً دیا گیا ہو۔ جیسا کہ قانون جائیداد زنان منکوحہ ۱۸۸۲ء دفعہ (۱) میں دیا گیا ہے[2]۔

ملزم کے اپنی جانب سے حلفاً شہادت دینے کے استحقاق سے استفادہ کرنے میں قاصر رہنے پر چالان کی جانب سے تنقید کو قطعاً منع کر دیا گیا ہے۔ (اسی سلسلے میں ملحوظ رکھئے کہ ملزم کو ہمیشہ حق تھا اور اب بھی ہے کہ وہ ایک غیر حلفی بیان دے جس کے متعلق اس پر جرح نہیں کیجا سکتی)۔ گو اگر ایسی تنقید کیجائے تو حکم سزا جو ایسے سرسری تحقیقات یا چالانی کارروائی کے بعد صادر ہوا ہو لازمی طور پر نادرست نہیں سمجھا جائیگا۔

[1] لیچ بنام ملک ۱۹۱۲ء مقدمات مرافعہ ۳۰۔ ملک بنام کاسٹر R. v. Acaster ۱۰۶ لا ٹائمز ۳۸۴۔ اس کے خلاف دیکھئے مقدمہ ملک بنام السن ۳۴ لا جرنل ۶۶۴۔ جواب قانون نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں ملحوظ رکھئے کہ انگریزی قانون کی رو سے بارہ سال کی لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔

[2] ملک بنام ڈکسان ۶۶ ٹائمز لا رپورٹ ۶۴۔ راس بنام ہاپڈ (۱۰) ایکاٹش لا رپورٹ ۷۵۰۔ اٹی بنام ہاگ

لیکن انگلستان و اسکاٹ لینڈ ہیں گو بہت سی برطانوی نوآبادیات میں نہیں[1]۔ جج کو تنقید کا قطعی اختیار تمیزی حاصل ہے اور اس صواب و بد کے متعلق کوئی عام اصول قرار نہیں دیا جا سکتا[2]۔ گویہ صائب رائے دی گئی ہے کہ جج کو اس وقت تنقید کرنی چاہیئے جب کہ ملزم استغاثہ کے گواہوں پر دروغ حلفی کا الزام لگائے۔ اور جج جانتا ہو کہ اصلیت کیا ہے؟ جج کی تنقید کرنے کے خطرہ اور اس امکان کے لحاظ سے (جو مرور زمانہ کے ساتھ زیادہ ہوتا جائے گا) کہ جوری (یا اس کے ارکان میں سے بعض یا کوئی ایک) ملزم کی گواہی دینے کی قانونی قابلیت[3] سے واقف ہو جائے گی۔ اور اس کے شہادت دینے میں پس و پیش کرنے سے اس کے خلاف نتائج نکالے گی۔ ملزم کے مشیروں کا موقف ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کی دشواریوں میں مبالغہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اسے کٹہرے میں بھیجتے ہیں تو دروغ حلفی میں چالان ہونے اور مضر جرح کے خطرات رہتے ہیں۔ کٹہرے میں اسے نہ بھیجے تو مضر تنقید جو ممکن ہے کہ جج کرے اور مخالفانہ رائے جو اگر یقیناً نہیں تو بہ گمان غالب جوری قائم کرے گی۔ کے خطرات سے سابقہ پڑتا ہے[4]۔ اس صورت حال کی عذرات عدم موجودگی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ M. Attee v Hogg ایضاً ۱۵۷۔ جس کو چاناک بنام مرچنٹ سنہ ۱۹۰۵ئہ۔ ا۔ کوینس بنچ ۴۷۴ میں ممیز کیا گیا ہے۔

[1] کنیڈا۔ نیوزی لانڈ اور وکٹوریا میں جج کے تنقید کرنے کو منع کیا گیا ہے۔

[2] ملکہ بنام رھوڈس سنہ ۱۸۹۹ئہ۔ ا۔ کوینس بنچ ۷۷۔ کراؤن کیسس ریزرفڈ۔ کابس بنام ملکہ سنہ ۱۸۹۴ئہ مقدمات مرافعہ ۲۰۵۔

[3] اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اب تقریباً ہر شخص جس کو بطور رکن جوری کام کرنے کے لیے طلب کیا جاتا ہے اچھی طرح واقف ہوتا ہے کہ قیدی اگر چاہے تو شہادت دے سکتا ہے۔ اور غالباً ہر روز جوریاں ان ملزمین کو جو شہادت دینے سے انکار کرتے ہیں روز افزوں شبہ کی نظر سے دیکھتے رہتے ہیں۔" سالیسیٹر جرنل مورخہ ۹ مارچ صفحہ ۲۲۰۔ بضمن تنقید بر مقدمۂ ملکہ بنام بنٹ۔ آگے۔

[4] اس امر پر مفصل بحث کے لیے دیکھو قانون شہادت فوجداری از بٹرورتھ (Butterworth's Crim. Evedence)

کے (Reg v. Bennet) ملکہ بنام بنٹ[1] اچھی توضیح ہوتی ہے۔ جیسا کہ
جدید مقدمے سے ظاہر ہے۔ قیدی کو یارموتھ (Yarmouth) میں اپنی
زوجہ کو قتل کرڈالنے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اور اصل جواب دہی جو
تھی وہ ایک ایماندار لیکن برخود غلط گواہ کی اس شہادت پر مبنی تھی۔
اور جس کی کوئی تائید بھی نہیں کی گئی تھی کہ اس نے قیدی کو اس وقت
یا اس وقت سے قریب جب کہ ارتکاب قتل ہوا تھا کرائیڈن
(Croyden) میں دیکھا تھا۔ قیدی کے خلاف اس سے زیادہ کوئی
امر موثر نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ اپنی عدم موجودگی کی اپنی شہادت سے
تائید نہ کرے۔ اور اسی لیے وہ مجرم ٹھیرایا اور پھانسی چڑھایا گیا۔
اگر قیدی کی جانب سے کوئی وکیل نہ ہو تو جج کو چاہیئے کہ قیدی
کو مطلع کردے کہ اسے شہادت دینے کا حق ہے۔ لیکن اگر جج اس
میں قاصر رہے تو یہ بیجا سماعت کی حد تک نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ ہر شخص[2]
کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ قانون سے واقف ہے۔
جو قیدی اس قانون کے تحت عمداً غلط گواہی دے اس کو
دروغ حلفی کی بنا پر چالان کیا اور مجرم ٹھیرایا جاسکتا ہے[3]۔ اور یہ
بہت ہی احتیاط کی وجہ ہے کہ ایک جنوبی آسٹریلیائی قانون موضوعہ
مصدرہ ۱۸۸۲ء نشان ۲۴۵ نے حکم دیا ہے کہ" وہ دروغ حلفی
کے لیے اسی طرح چالان کیا۔ اور سزا پاسکے گا۔ جس طرح کہ کوئی
دوسرا شخص جواب یا قبل ازین گواہی دینے کے قابل ہوئے لیکن دروغ حلفی

---

[1] ملکہ بنام بنٹ مارچ ۱۹۰۱ء صدر عدالت فوجداری۔
[2] ملکہ بنام سانڈرس ۱۸۹۹ء ۶۳ جسٹس آف دی پیس ۲۴۔
[3] کریمنل پلیڈنگس از آرچبولڈ طبع بست وچہارم ازکریس ورووم Archbold's Cr. pl. by craies and Rooma پر صفحہ ۱۵۵۔ جہاں ملکہ بنام بار ٹلے (میقات اسٹافرڈ ۱۸۹۹ء از ڈے جسٹس) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ دروغ حلفی کے لیے دیکھئے اوپر دفعات ۵۵ تا ۵۹۔

کی بنا پر مجرم ٹھیرانے کا اثر یہ نہ ہوگا کہ دروغ حلفی کے ذریعے سے جو براءت حاصل کی گئی تھی وہ منسوخ ہو جائے۔ اور اس میں بھی کوئی شبہہ نہیں ہے کہ دوبارہ چالان کرنا اس اصول کے خلاف ہوگا کہ ایک ہی امر کے لیے کسی شخص کو دوبارہ تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ جب نظماء نے ایک شخص کو جو گزشتہ میقات میں قانون ترمیم تعزیرات کے تحت ایک جرم کی بنا پر چالان کیا اور بری کر دیا گیا تھا۔ دروغ حلفی کے الزام پر چالان کئے جانے کا حکم دیا تو ولس جسٹس (Wills. J) نے بڑی جوری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "یہ کارروائی پوری غلط ہے اور ہمارے قانون کے ایک مشہور اصول کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یہ وہ اصول ہے جو ہمارے نظام دادرسی کی بنیاد ہے کہ جب کسی امر کا تصفیہ ایک مرتبہ عدالت انصاف میں ہو جائے تو وہی امر انھیں فریقین کے درمیان پھر دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جس امر کی کوشش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کو دروغ حلفی کے لیے اس بنا پر چالان کیا جائے کہ اس نے کہا تھا وہ اس الزام سے بے قصور ہے جو اس پر لگایا گیا تھا۔ اور اس قصے کے واقعات سے اس نے انکار کیا تھا جو اس کے خلاف کہے گئے تھے۔ یہ کلیۃً نیا تجربہ ہے اور ایسا ہے کہ ان کا فرض ہے کہ وہ سختی سے اس کو ممنوع قرار دیں"۔ بڑی جوری نے اس چالان کو نظر انداز کر دیا۔ لیکن اسی سال کچھ عرصے بعد وان ولیمز جسٹس (Vaughan Williams) نے ایک ایسے ہی چالان سے پوری طرح اتفاق ظاہر کیا۔ اور کہا کہ یہ اس لیے ضروری ہے کہ کہیں ملزمین یہ نہ سمجھنے لگیں وہ کسی سزا کے خوف بغیر جھوٹ کہہ سکتے ہیں۔ اور گو ممکن ہے کہ ان صورتوں میں جہاں چالان دروغ حلفی کی تائید میں مزید یا بالکل

صفحہ ۲۴۴

[1] لاٹائمز مورخہ ۳۰ جولائی ۱۸۹۵ء بر صفحہ ۲۹۔

[2] لاٹائمز بکم اکتوبر ۱۸۹۵ء۔

مختلف واقعات پیش کئے جائیں۔ اور ان صورتوں میں جہاں یہ نہ پیش کئے جائیں فرق کیا جا سکے۔ لیکن عدل گستری میں زیادہ سہولت اس میں ہوگی کہ چالانات دروغ حلفی کی اجازت دی جائے۔ جن کی تائید کے لیے یاد رہے صرف ایک گواہ کی شہادت ناکافی ہوتی ہے[1]۔

---

[1] دیکھو پیچھے دفعہ ۶۰۳۔

{نوٹ:۔ قانون شہادت فوجداری کے مکمل متن کے لیے دیکھو آگے ضمیمہ بر صفحات ۱۰۰۱ تا ۱۰۰۹ مع آل تتمہ}

ص ۴۲۵

کتاب چہارم

عدالتی عملدرآمد کے چند مشاہدات اور اظہار گواہان کے چند اصول

حصۂ اول

عدالتی عملدرآمد کے چند مشاہدات

دفعہ ۶۲۳:۔ قواعد شہادت خصوصاً وہ جو شہادت امور نزاعی[1] سے متعلق ہوتے ہیں۔ اصول قانون ہوتے ہیں جن کو نظر انداز کرنے کا عدالت یا جج اتنا ہی حق نہیں رکھتے ہیں۔ جتنا کہ ملک کے قانون عمومی یا قانون موضوعہ کے کسی دوسرے حصے کو نظر انداز کرنے کا[2]۔ لیکن دوسرے وہ قواعد جو عدالتی عملدرآمد کو منضبط کرتے ہیں وہ کم غیر متبدل ہوتے ہیں۔ کیونکہ گو شہادت سننے اور منظور کرنے کے طریقے مستقل اصولوں سے منضبط

---

[1] اہیر دفعات ۸۶ و ۸۷۔

[2] اہیر دفعات ۸۰ - ۸۱ - ۱۱۶ -

ہوتے ہیں۔ تاہم مناسب مواقع پر ان میں تخفیف کرنے کا اختیار تمیزی عدالتوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اور دراصل یہ نہایت ہی واضح حقیقت ہے کہ ان قواعد پر جو محض عدالتی ضابطے و طریقے ہوتے ہیں۔ ہر حالت میں عمل کرنے سے اغراض انصاف میں خلل ہی واقع ہوتا ہے۔ اور وہ پورے نہیں ہوتے ہیں۔

اس مضمون کو بیان کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک مقدمے کے مدارج بیان کئے جائیں۔ اور پھر ان کے اہم اُمور سے متعلق عملدرآمد پر ہمارے پیش نظر مقصد کے لحاظ سے نظر ڈالی جائے۔ لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک کام کو بھی کرنے سے پہلے یہ مناسب ہے کہ ہم سماعت مقدمے سے قبل کی چند کارروائیوں کی طرف توجہ منعطف کرائیں۔

صفحہ ۵۴۶
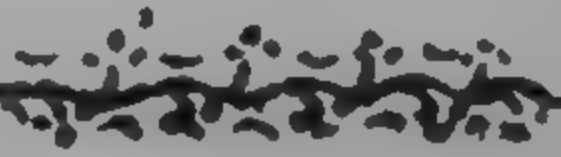
بابِ اوّل

سماعت مقدمہ سے قبل کی کارروائیاں

دفعہ ۶۲۴: قانون عمومی نے یہ اصول قرار دیا تھا کہ "کوئی شخص اپنے مخالف کو اپنے خلاف مسلح کرنے پر مجبور نہیں[1]" اور اسی اصول کی پیش رفت میں وہ عام طور پر فریقین مقدمہ کو اجازت دیتا تھا کہ سماعت تک اس شہادت کو جس پر وہ بھروسہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں

[1] لشٹن مطبوعہ لنگ ۳۶ الف اصول متعارفہ قانون از ونگیٹ ۶۶۵۔

ایک دوسرے سے مخفی رکھیں۔ اور ان میں سے کسی کو بھی مجبور نہیں کرتا تھا
کہ وہ دوسرے کو زبانی یا اور شہادت جس سے اس کو اس کے مقدمے
میں مدد ملتی ہو بہم پہنچائے[1]۔ یہ اصول کم از کم جب اس کو اس حد تک
بڑھایا گیا تھا۔ اس دانشمندی پر مبنی نہیں تھا جو قانون عمومی کے اکثر
حصوں میں نظر آتی ہے[2]۔ لیکن اس نقص کی ایک حد تک اصلاح
ہر فریق کی اس قابلیت سے ہو جاتی تھی جو انکشاف شہادت کے لیے
نصفت میں درخواست پیش کرنے کے متعلق اس کو حاصل تھی ——
لیکن یہ طریقہ پیچیدہ ہی تھا اور گراں خرچ بھی۔ ازمنۂ جدید میں
قانون عمومی کی عدالتوں نے قدیم اصول کی سختی میں بہت کچھ کمی کرنا
اپنے ذمے لے لیا اور آخرکار یہ مستقل عملدرآمد ہو گیا کہ جب کوئی دستاویز
جس میں مقدمے کے دونوں فریقوں کا مشترک مفاد ہو ایک کی حفاظت
یا قبضے میں ایسے حالات کے تحت ہو کہ وہ دونوں کے لیے امین سمجھا جائے
تو عدالت فریق مخالف کو اگر وہ اس کے مقدمے یا جواب دہی کے لیے
اہم ہو تو اس کا معائنہ کرانے اور اس کی نقل دینے کا حکم دے گی[3]۔
لیکن یہ بھی انصاف کی ضرورتوں کے لیے کافی نہیں تھا۔ اور

[1] دیکھیے از ہولٹ بیر مجلس۔ ۲۔ ساکلڈ ۳۶۳۔

[2] قانون کا یہ اصول غالباً قانون روما سے ماخوذ ہے۔ مجموعۂ قانون موضوعہ روما کتاب ۲ عنوان ا۔ دفعہ ۴ قانون اسکاٹ لینڈ بھی یہی ہے کہ "کوئی شخص مجبور نہیں کہ اپنے مخالف دستاویزات کو دیدے"۔ اصولِ متعارفۂ قانون از ہالکرٹن ۱۰۰۔ انسٹی ٹیوٹ از ارسکن کتاب ۴ عنوان ا۔ دفعہ ۵۲۔

[3] چارناک بنام لیلے ۵ اسکاٹ ۴۳۸۔ اسٹڈمان بنام آرڈن ۱۵ میسن وولز بی ۵۸۷ لے بنام بارلو اکسچیکر جلد ا۔ ۸۰۰۔ بیٹر دپالی ٹن سالون آہنی بس کمپنی بنام ہاکنز ۲ ہرلسٹون ونارمن ۱۲۶۔ پرایس بنام ہارسین ۸ کامن بنچ سلسلۂ نو ۶۱۷۔

اسی لیے آخر کار مقننہ نے دخل دیا اور قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کے دفعہ ۶ کی رو سے قانون عمومی کی اعلیٰ عدالتوں اور ان کے ہر جج کو مجاز گردانا کہ کسی فریق مقدمہ کی درخواست پر اس کے فریق مخالف کو قانونی کارروائی سے متعلق تمام دستاویزات کو جو اس کی حفاظت یا قبضے میں ہوں درخواست گزار کو معائنہ کرانے پر مجبور کریں اور اگر ضرورت ہو تو اسے نقول مصدقہ لینے دے یا ان دستاویزات کو باضابطہ طور پر اسٹامپ لگوائے۔ اور یہ سب ان تمام صورتوں میں جن میں اس قانون موضوعہ کے نفاذ سے پہلے عدالت نصفت میں کارروائی کرنے سے انکشاف دستاویزات کا حکم حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اور اسی قانون کی تعبیر میں قرار دیا گیا کہ (۱) اس کی وجہ سے قانون عمومی منسوخ نہیں ہوا ہے۔ اور اسی لیے ہر اس صورت میں جس میں کوئی فریق اس قانون سے پہلے معائنہ کا حکم حاصل کر سکتا تھا۔ اب بھی بلالحاظ اس قانون موضوعہ کے حاصل کر سکتا ہے[1]۔ اور (۲) قانون عمومی کی عدالتوں کو جو اختیار اس قانون کی رو سے دیا گیا ہے وہ صرف ان صورتوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے جن میں معائنہ کا حکم عدالت نصفت میں کارروائی کرنے سے حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اور یہ کہ یہ عدالتیں مجاز نہیں کی گئی ہیں کہ کسی فریق کو مجبور کر سکیں کہ یہ ظاہر کرے۔ کہ آیا بعض دستاویزات اس کے قبضے میں ہیں یا آیا مقدمے سے متعلق کوئی اور کس قسم کے دستاویزات اس کے قبضے یا اختیار میں ہیں[2]۔

دفعہ ۶۲۵: اس نقص کی اصلاح قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء

---

[1]۔ بلاک بنام گاپرٹس ۷۔ اکسچیکر ۷۶۔ ڈوڈی چائلڈ بنام رو۔ ایلس و بلاکبرن ۲۷۹۔ شاڈول بنام شاڈول و کامن بنچ۔ سلسلۂ نو۔ ۶۷۹۔

[2]۔ ہنٹ بنام ہیوٹ ۷ اکسچیکر ۲۳۶۔ اسکاٹ بنام واکر (۲) ایلس و بلاکبرن ۵۵۵۔

۱۸۹۰ء وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۵۰ کی روسے کی گئی۔ اور اب "قواعد عالیہ عدالت[۱]" کی روسے عدالت یا جج کسی مقدمے یا امر کی سماعت کے دوران میں اس کے کسی فریق کو حلف اٹھا کر اس مقدمے یا امر سے متعلق ایسے دستاویزات کو پیش کرنے کا حکم دے سکتی ہے جو عدالت یا جج کی دانست میں مناسب ہوں۔ اور عدالت ان دستاویزات کے متعلق جب وہ پیش ہوں منصفانہ حکم دے گی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ اس اصول کے تحت عدالت اپنے اختیار تمیزی کو کس طرح استعمال کرتی ہے ملاحظہ ہو مقدمات کرسلے بنام فلپس[۲] (Kearsley v. Phillips) پکرنگ بنام پکرنگ[۳] (Pickering v. piekering) گراہام بنام سٹن[۴] (Graham vsutton) اور دوسرے مقدمات جو اس اصول کی تشریح میں "آنوول پراکٹس" (Annual Practice) مین بیان کئے گئے ہیں پیشی و معائنے کے عام حکم سے غیر متعلق حصوں کو مہر بند کر دینے کی آزادی[۵] حاصل رہتی ہے۔ لیکن اگر مہر کرانے سے کام میں ہرج یا دشواری پیش آتی ہو تو حلف اٹھا کر ان حصوں کو چھپا دینا اس حکم کی کافی تعمیل سمجھی جاتی ہے۔

دفعہ ۶۲۵ (الف) - نیز قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۵۸ کی روسے عدالت یا کسی جج کو مجاز کیا گیا ہے کہ مقدمے کے کسی فریق کے لیے حکم دے کہ کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد کا معائنہ جوری کے ذریعے سے یا خود اپنے یا اپنے گواہوں کے ذریعے سے

ص ۵۴۸

۱۔ سی ڈیکم قاعدہ ۱۴
۲۔ کرسلے بنام فلپس (۱۰) کوئینز بنچ ڈیویژن ۴۶۵ - ۵۲ لا جرنل کوئینز بنچ ۸ - عدالت مرافعہ۔
۳۔ پکرنگ بنام پکرنگ ۲۵ چانسری ڈیویژن ۲۴۷ -
۴۔ گراہام بنام سٹن ۱۸۹۷ء (۱) چانسری ۷۶۱ - ۶۶ لا جرنل چانسری ۳۲۰ عدالت مرافعہ۔
۵۔ گراہام بنام سٹن اوپر۔

کیا جائے۔ یعنی اگر ایسا معائنہ امر نزاعی کے اچھی طرح تصفیہ کرنے کے لیے اہم ہو۔ اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ اس دفعہ کی رو سے حکم معائنہ دینے کے اختیار کے ضمن میں عدالتوں کو معائنے کی رکاوٹوں کو دور کرنے کا وہ اختیار بھی دیا گیا ہے جس کو ایسی ہی صورتوں میں عدالتہائے نصفت استعمال کرتی تھیں[1]۔

معائنے کے اس اختیار کو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں "قواعد عالیہ عدالت" کی رو سے باقی رکھا اور اس میں اضافہ کیا گیا ہے[2]۔

دفعہ ۶۲۶: قانون پیٹنٹ و نقشہ جات "(the Patents & Desings Act)"

سنہ ۱۹۰۷ء ۷ ایڈورڈ ہفتم باب ۲۹ دفعہ ۴۲ میں جس کی رو سے سابقہ قوانین پیٹنٹ کے ایسے ہی احکام کو دوبارہ وضع کیا گیا ہے حکم دیا گیا ہے کہ خلاف ورزی حق پیٹنٹ کی نالش میں عدالت کسی فریق کی درخواست پر حسابات کے معائنے کے ایسے احکام دے سکتی اور ایسے شرائط عاید کر سکتی اور ان کے اور ان کی بنا پر کارروائیوں کے متعلق ایسی ہدایات دے سکتی ہے جو عدالت یا جج کی دانست میں مناسب ہوں۔

دفعہ ۶۲۷ تا ۶۲۹: سماعت سے پہلے فریقین کی جانب سے جبری انکشاف شہادت کا حکم دینے سے قانون ضابطۂ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ ۔ لئے نہ صرف قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی خامیوں کو پورا کیا بلکہ قانون عمومی کے نظام شہادت اور عدالتی ضابطے میں اعلیٰ عدالتوں کے مقدمے کے ہر فریق کو عدالت کی اجازت اور بمتابعت ان احکام کے جو اس خصوص میں

---

[1] بٹ بنام گرفتس ۲ ایلس و ایلس ۴۶۷۔
[2] حکم ۵۰ قاعدہ ۳ تا ۵۔ دیکھیے دفعہ ۱۹۷۔

اس قانون موضوعہ میں دئے گئے ہیں[۱]۔ کسی ایسے امر کی بابت جس کا انکشاف مطلوب ہو تحریری سوال بندوں کے دوسرے فریق کو دینے کا مجاز کر کے ایک بالکل ہی نیا طریقہ ایجاد کیا۔

عالیہ عدالت کے قواعد کی رو سے جو ان احکام قوانین موضوعہ کے بجائے بنائے گئے پہلے پہلے[۲] ہر فریق کو اجازت دی گئی کہ ایک محدود وقت میں اجازت عدالت کے بغیر اور اجازت کے بعد کسی بھی وقت فریق مخالف کو سوال بند حوالے کرے اور انکشاف واقعات کرائے لیکن بعد میں[۳] جب یہ پایا گیا کہ سوال بندوں کی اس غیر محدود آزادی سے درمیانی کارروائیوں کے اخراجات بہت ہو جاتے ہیں تو بغیر اجازت کے سوال بند حوالہ کرنے کا حق فریب یا خلاف ورزی امانت کی نالشات تک محدود کیا گیا۔ اور باقی تمام صورتوں میں عدالت یا جج کی اجازت ضروری قرار دی گئی[۴]۔ اور سوال کرنے والے فریق پر سوائے اس کے کہ کوئی دوسرا حکم دیا جائے لازم کردیا گیا کہ اس کے اخراجات کے لیے پانچ پونڈ عدالت میں داخل کرے۔ ان قواعد پر متعدد مقدمات کے لیے "آنوول پراکٹس" دیکھئے۔

قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ میں جس کی رو سے عدالت طلاق و مقدمات ازدواجی قایم ہوئی۔ فریقین مقدمہ پر بعض صورتوں

۱ دیکھئے دفعات ۵۱ — ۵۷۔

۲ ۱۸۷۵ء میں جب کہ قوانین محکمہ جات عدالتی اور ان کے تحت قواعد پہلی دفعہ نافذ ہوئے۔

۳ ۱۸۸۳ء میں جب کہ ان قواعد کو جمع کیا اور ان میں ایک "کمیٹی ضابطۂ قانونی" کی سفارشات کی روشنی میں ترمیم کی گئی۔

۴ حکم سی وکیم قاعدہ ۱۰۔

۵ حکم سی ویکم قواعد ۲۵ — ۲۷۔ الف۔

۶ دفعات ۴۳ — ۴۶۔

میں سوال کرنے کے احکام موجود ہیں۔

نالش عدالتِ ضلع میں[1] بھی بعض صورتوں میں سوال بند دئے جاسکتے ہیں۔ اور ان سوال بندوں کا ضابطہ ۱۸۶۶ء میں فی الجملہ اعلیٰ عدالت کے ضابطے کے مانند کر دیا گیا۔

حکم شانزدہم عدالت ضلع میں[2] پچیس قواعد ہیں قاعدہ اول میں حکم ہے کہ:۔

"کسی نالش یا امر کا کوئی فریق بغیر حلف نامہ پیش کرنے کے باجازت عدالت ایک یا زیادہ فریق مخالف کے اظہار کے لیے تحریری سوال بند دے سکتا ہے۔ اور ایسے سوال بند جب دئے جائیں تو ان کے نیچے ایک نوٹ ہونا چاہئے کہ ان فریقوں میں سے کن کن کو ان سوال بندوں کے جواب دینا چاہئے لیکن جو سوال بند نالش یا امر کے کسی سوال سے متعلق نہ ہوں غیر متعلق سمجھے جائیں گے گو وہ کسی گواہ کی زبانی جرح میں قابل ادخال بھی ہوں"

قاعدہ ۲۳ کی رو سے اس فریق کی جانب سے ۲۰ شلنگ عدالت میں داخل کئے جانے چاہئیں جو سوال بندوں کے ذریعے سے انکشاف چاہتا ہو۔" اور اگر صفحوں کی تعداد پانچ سے زیادہ ہو تو ہر صفحے کے لیے مزید دو شلنگ کی رقم داخل کی جانی چاہئے"

دفعہ ۶۳۰: ایسے دستاویزات کو ثابت کرنے زیر بار ہونے کی جن کا نزاعی بنایا جانا غیر اغلب ہو اور جو باضابطہ قسم کے ہوں عرصے سے اہل مقدمہ کو شکایت تھی۔ جس کی اصلاح کے لیے میقات ہیلری (Hilary Term) کے عام قواعد۔ ۴ ولیم چہارم[3] میں بعض احکام وضع ہوئے اور اس کے بعد قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء[4] ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶، دفعہ ۱۱۷۔ میں بھی۔ اور اب قواعدِ عالیہ عدالت[5] کی رو سے

---

[1] قواعد عدالت ضلع حکم ۱۶۔
[2] دیکھو ...... ۱۸۶۶ء ...... جہاں گر یہ ...... بنایا گیا ہے ...... اور خلاف ورزی امانت کی صورتوں میں عدالت عالیہ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے عدالت عالیہ ...... اور قواعد عدالت مذکور میں سوال بندوں کو خارج کرنے یا مسترد کر دینے کے احکام نہیں ہیں۔
[3] دیکھئے ...... "قاعدہ ۱۲۰"
[4] حکم ۳۲ قاعدہ ۲۰۔

ہر فریق دوسرے فریق سے بعض دستاویزات کے تمام جائز مستثنیات کے ساتھ اقبال کر لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اور اسی اطلاع کے بعد اقبال کرنے سے انکار یا غفلت کرنے کی صورت میں ایسے دستاویزات کو ثابت کرنے کے اخراجات چاہے مقدمے کا فیصلہ کچھ ہو انکار یا غفلت کرنے والے فریق کو ادا کرنے ہوں گے۔ سوائے اس کے کہ سماعت یا تحقیقات کے وقت عدالت اس کی توثیق کرے کہ انکار کرنا معقول و درست تھا۔ اور کسی دستاویز کو ثابت کرنے کے اخراجات نہیں دلائے جائیں گے جب تک کہ ایسی اطلاع نہ دی گئی ہو۔ سوائے اس کے کہ ایسی اطلاع دینے کو ترک کرنا اخراجات لگانے والے عہدہ دار کی رائے میں اخراجات کا بچانا ہو۔

اور ایک دوسرے قاعدے کی رو سے ہر فریق مقدمہ اپنی پلیڈنگ سے یا اور طرح پر دوسرے فریق کو اطلاع دے سکتا ہے کہ وہ دوسرے فریق کے مقدمے کو کلاً یا جزءً صحیح تسلیم کرتا ہے[۱]۔

---

[۱] حکم ۱۲ قاعدہ (۱)

صفحہ ۵۵۱

باب دوم

سماعت مقدمہ اور اس کے اہم امور

	صفحہ اصل کتاب صفحہ ترجمہ
۱۔ سچ نہ کہنے کے برے چال چلن کی شہادت	۱۰۱۳-۵۶۳
۲۔ گواہ کے متخالف بیانات	۱۰۱۵-۵۶۴
۲۔ کارروائیوں سے متعلق ناشایستہ حرکات۔	۱۰۱۵-۵۶۵
(۶) خود اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کرنا	۱۰۱۷-۵۶۶
۱۔ از روئے قانون عمومی	۱۰۱۷-۵۶۶
۲۔ از روئے قانون ضابطۂ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء	۱۰۲۰-۵۶۸
"مخالف" کے معنی) ..	۱۰۲۱-۵۶۸
۷۔ سماعت مقدمہ ملتوی کرنا	۱۰۲۲-۵۶۸
۸۔ شہادت کے متعلق قرارداد ول پر اعتراض کرنے کے طریقے	۱۰۲۲-۵۶۹
۱۔ دیوانی مقدمات میں	۱۰۲۲-۵۶۹
۲۔ فوجداری مقدمات میں	۱۰۲۳-۵۶۹

دفعہ ۶۳۱: ہمارے قانون عمومی کی سماعتِ واقعات کے لیے عدالت کی ماہیت اور جج و جوری کے اعلیٰ ترتیب وظائف کو کتاب اول میں بیان کر دینے کے بعد[1] اب ہم مختصر طور پر سماعتِ مقدمہ کو بیان کریں گے کارروائیوں کی ابتدا مختصر طور پر ارکان جوری سے ان امور کو بیان کرنے سے ہوتی ہے۔ جن کی وہ سماعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ دیوانی مقدمات میں یہ بیان مدعی دیتا ہے اگر وہ خود حاضر ہو۔ یا اس کا کونسل اگر وہ کونسل (Counsel) کے ذریعے سے حاضر ہو۔ یا اس کا جونیر کونسل اگر اس کے ایک سے زیادہ کونسل ہوں۔ اور اس کو اصطلاحاً "افتتاح پلیڈنگ" کہتے ہیں۔ فوجداری مقدمات میں ملزم کے خلاف الزام کے خلاصے۔ ملزم کی جوابدہی اور امر نزاعی کو جوری سے عہدہ دار عدالت اور بعض صورتوں میں[2] کونسل

---

[1] پیچھے دفعات ۲۰۵ و مابعد

[2] یعنی جرائم خفیف میں۔

چالان بیان کرتا ہے۔ اگر اس امر کے متعلق نزاع ہو کہ متنازعین میں سے کون فریق مقدمہ شروع کرے تو اس کا فیصلہ جج کرتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ فریق جس کو شروع کرنے کا حق ہو یا تو خود یا کونسل کے ذریعے سے اپنے مقدمے کو جوری سے بیان کرتا۔ اور پھر اس کی تائید میں شہادت پیش کرتا ہے۔ فوجداری مقدمات میں جب چالان کی جانب سے کوئی کونسل نہ ہو تو مستغیث جوری کو مخاطب نہیں کر سکتا۔ اور فوراً ہی شہادت سنی جاتی ہے۔ کیونکہ قانون ایسے مقدمے کو بادشاہ کا مقدمہ تصور کرتا ہے[1]۔ اس کے بعد فریق مخالف کی بھی اسی ترتیب سے سنوائی ہوتی ہے۔ اگر وہ شہادت پیش کرے تو شروع کرنے والے کو جواباً جوری کو مخاطب کرنے کا حق ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ تاج کے ان مقدمات میں جن میں اٹارنی جنرل یا سالیسیٹر جنرل خود آتے ہیں۔ (اور ان کے سوائے کسی اور مقدمے میں نہیں) ان عہدہ داروں کو جواب کا حق ہوتا ہے چاہے شہادت پیش کی گئی ہو یا نہیں[2]) جوری کو مخاطب کرتے ہوئے کسی فریق کو حق نہیں ہوتا ہے کہ ایسے واقعات بیان کرے جن کو ثابت کرنے وہ شہادت پیش کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو[3]۔ اور جب اس اصول کی خلاف ورزی کی گئی ہو تو جج اپنے اختیار تمیزی کو استعمال کرتے ہوئے جواب کی اجازت دے سکتا ہے[4]۔ جب کوئی جدید مقدمہ یعنی ایسا مقدمہ جو محض شروع کرنے والے فریق کے جواب پر مشمول نہ ہو۔

---

[1] دیکھیے دفعات ۱۶۹-۱۸۳۔

[2] ججوں کی قرارداد یں۔ ڈسمبر ۱۸۸۴ء جن کو (۵) اسٹیٹ ٹرایلس (سلسلہ نو) ۲ (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ کریمنل پلیڈنگ از ارچ بولڈ طبع بست و چہارم صہ ۲۲۴۔

[3] دیکھیے دفعہ ۴۹ آگے دفعہ ۶۳۵۔

[4] ایرسریرار بنام سوڈو (ercrar v. Sodo) ۱۔ موڈی و ماکن ریورٹس ۸۵۔ فیت بنام ماکن ٹیر (Faith v. M' Intyre) ۷ کار ینگٹن و پین ۴۴۔ یہ خیال کہ اس کو استحقاقاً طلب کیا جا سکتا ہے ٹھیک نہیں۔

جواب دینے والے فریق کی جانب سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تائید میں شہادت پیش کی جاتی ہے۔ تو شروع کرنے والا فریق تردیدی شہادت پیش کر سکتا ہے۔ اس صورت میں اس کے مخالف کو اس نئی پیش کردہ شہادت پر جواب کا حق ہوتا ہے۔ اور شروع کرنے والا پورے مقدمے پر عام طور سے جوابی تقریر کا حق رکھتا ہے۔ عالیہ عدالت کے قواعد حکم ۳۶ کی رو سے جو قانون ضابطۂ عمومی ۱۸۵۸ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ کے دفعہ ۱۸ کے بجائے نافذ ہوا ہے حکم ہے کہ "سماعت بذریعہ جوری کی صورت میں شروع کرنے والے فریق یا اس کے کونسل کو شروع کرنے والے فریق کے بیان مقدمے کے ختم ہونے پر فریق مخالف کے شہادت نہ پیش کرنے کے ارادے کو ظاہر کرنے پر اجازت ہوگی کہ دوسری مرتبہ جوری کو شہادت کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے مخاطب کرے۔ اور فریق ثانی یا اس کے کونسل کو اپنا مقدمہ بیان کرنے اور اپنی شہادت (اگر کچھ ہو) کا خلاصہ بیان کرنے اور جواب دینے کے حق حسب سابق حاصل ہوں گے" اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعہ ۲ کی رو سے حکم ہے کہ:-

"جب کسی قیدی یا قیدیوں۔ مدعی علیہ یا مدعی علیہم کی جانب سے کوئی کونسل ہو (اگر نہ ہو) تو صدر نشین جج کا فرض ہوگا کہ چالان کے بیان مقدمۂ کے ختم ہونے پر ہر قیدی یا ہر مدعی علیہ کے جن کی جانب سے اس طرح پر کونسل (وکیل) ہو۔ وکیل سے پوچھے کہ آیا وہ یا وکلا شہادت پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کوئی بھی شہادت پیش کرنے کا ارادہ ظاہر نہ کریں تو وکیل چالان کو دوسری مرتبہ ایسے قیدی یا قیدیوں مدعی علیہ یا مدعی علیہم کے خلاف شہادت کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے جوری کو مخاطب کرنے کا حق ہوگا۔ اور جرم سنگین یا جرم خفیف کی ہر سماعت میں چاہے قیدیوں یا مدعی علیہم یا ان میں سے کسی ایک کو ان کی جانب سے کوئی وکیل ہو یا نہ ہو اجازت ہوگی کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو اپنے یا ان کے مقدمہ کو بیان کریں۔

اور اس اقتباس یا ایسے اقتباسات کے اگر ایک سے زیادہ ہوں ختم ہونے پر
ایسے قیدی یا قیدیوں مدعی علیہ یا مدعی علیہم یا ان کے وکلا کو حق ہوگا کہ
ان گواہوں کا اظہار دلوائیں جو ان کی دانست میں مناسب ہوں۔
اور جب تمام شہادت پیش ہو جائے تو اپنی اپنی جانب کی شہادت کا خلاصہ
کر دیں۔ اور حق جواب۔ عملدرآمد اور طریق کارروائی وہی رہیں گے جو اب
ہیں سوائے اس تغیر کے جو بذریعہ ہذا کیا گیا ہے۔"

صفحہ ۵۵۳

عدالت ضلع میں مثل عدالت عالیہ کے جب مدعی علیہ شہادت
پیش کرے تو مدعی کو ایک عام اور قطعی حق جواب حاصل ہوتا ہے۔[1]
وہ فریق جس کے خلاف زبانی یا دستاویزی شہادت پیش ہوتی ہے
اس کے معائنے کا مستحق ہوتا ہے۔ اور ایسی شہادت صرف اسی وقت
جوری کے سامنے پڑھی یا پیش کی جاسکتی ہے جب کہ اس پر کوئی صحیح
اعتراض باقی نہ ہوتا ہو۔ وہ فریق جس کے خلاف کوئی گواہ پیش ہو اس پر
جرح کرنے کا مستحق ہوتا ہے۔ اور جرح کے بعد وہ فریق جس کی جانب
سے وہ گواہ پیش ہوا ہو اس پر دوسوالات مکرر کر سکتا ہے۔ لیکن
صرف انہیں امور کے متعلق جو جرح سے پیدا ہوئے ہوں۔ عدالت اور جوری بھی
گواہوں پر سوالات۔ اور فریقین کی جانب سے پیش شدہ تمام اسناد شہادت
کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ عام طور پر عدالت نہ صرف گواہوں پر سوالات کرنے اور سماعت
شہادت کی ترتیب میں اصول ہائے عملدرآمد کی پابند نہیں ہے۔ بلکہ اپنی صواب دید
سے فریقین یا وکلا کے فائدے کے لیے ان سے درگزر بھی کر سکتی ہے۔ سماعت مقدمہ
کے کل دوران میں جج قانون عملدرآمد کے تمام سوالات کا جو پیدا ہوں تصفیہ کرتا ہے
اور اگر کسی شہادت کا قابل ادخال ہونا کسی مختلف فیہ واقعے پر مبنی ہو تو جج کو اس کا
فیصلہ کرنا چاہیے۔ اور اس کے لیے اگر ضرورت ہو تو شہادت بھی سن سکتا ہے۔[2]

---

[1] کٹاک بنام کلاک۔ ۱۸۶۵ء، لا جرنل کنگس بنچ ۲۔
[2] دیکھیے دفعات ۸۲۔

دفعہ ۶۳۲: کسی فریق کے کونسل کے ذریعے سے حاضر عدالت ہونے

کے قانون عمومی کے عطا کردہ حق کا جب کہ یہ حق دوسرے فریق کو عطا کیا گیا
ہو ایک عجیب استثنا[ع] عرصۂ دراز سے رہا ہے۔ یعنی ان اشخاص کی صورت[۱] میں
کا جنھیں بغاوت یا جرم سنگین کے لیے چالان کیا گیا ہو۔ جرم خفیف کے
استغاثوں سے یہ استثنا متعلق نہیں تھا[۲]۔ اور نہ خفیف قسم کے جرم سنگین
کی درخواستوں سے[۳]۔ اور بغاوت و جرم سنگین کے چالانات میں بھی یہ
استثنا صرف ان صورتوں سے متعلق تھا۔ جن میں ملزم اصل امر نزاعی کی
جواب دہی کرتا تھا۔ اور وہ ابتدائی یا ضمنی امور سے مثلاً عذرات اختیار
سماعت[۴]۔ عبادت گاہوں میں پناہ گزیں ہونے[۵]۔ یا سابق میں بری
قرار دئے جانے کے عذرات[۶] یا طریقہ قانونی قرار دینے والے حکم میں غلطی ہونے
کی بنا پر اس کے منسوخ کرنے کی سماعت[۷] یا فیصلہ سننے کے لیے حاضر کئے جانے
پر ملزم کے عذرات کہ وہ وہی شخص نہیں ہے جس کو سزا دی گئی ہے[۸] وغیرہ
سے متعلق نہیں تھا۔ نیز اصل امر نزاعی کی سماعت کے وقت بھی اگر قانون
کا کوئی مشکوک امر پیدا ہوتا تو عدالت ملزم کے لیے ایک وکیل مقرر کرتی

۵۵۴

ع یعنی ان جرائم میں ملزم کو وکیل کے ذریعے سے جواب دہی کا حق نہیں ہوتا تھا۔ (مترجم)

[۱] (۶) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۷۹۶۔

[۲] ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مکالمہ ۲ باب ۴۸ - ۹ ایڈورڈ چہارم ۱۲ الف حصہ چہارم - (۸) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۷۲۶ پلیس آف دی کراؤن از اسٹان فورڈ کتاب ۲ باب ۶۳۔

[۳] (۱۱) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۲۳ - ۵۲۶۔

[۴] ہمفری اسٹافرڈ کیس (۱) ہنری ہفتم ۲۶ الف۔

[۵] ۴۱ لبر اسسایم حصہ نہم۔

[۶] مقدمہ برگس عہد کروک ۲۶۵۔

[۷] مقدمہ راٹ کلف کراؤن لا از فاسٹر ۴۰ - (۱۸) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۴۳۴۔

تاکہ وہ اس امر کو اس کی طرف سے بحث کرے۔[1]

دفعہ ۶۲۳: اس عملدرآمد کے ماخذ پر غور کرنا۔ — کہ آیا وہ ہمارے قدیم قانون عمومی کا جزو تھا یا مثل اور بہت سی برائیوں کے آہستہ آہستہ ہمارے قانون میں داخل ہو گیا۔ بیکار ہوگا۔[2] اتنا تو یقینی امر ہے کہ یہ عملدرآمد ہنری چہارم کے عہد حکومت سے پایا جاتا ہے۔[3] اور اس وقت سے انقلاب ۱۶۸۸ء کے بعد تبدیل (قانون تک قیدی) کی استدعا کہ اس کو وکیل کے ذریعے سے جوابدہی کرنے کی اجازت دی جائے اور عدالت کا اس سے انکار سرکاری مقدمے کی ہمیشہ تمہید ہوتی تھی۔[4] انقلاب کے بعد مقررہ عملدرآمد پر قانون موسومہ ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ کے ذریعے سے ایک کاری ضرب لگائی گئی۔ اس قانون میں پہلے یہ ذکر کیا گیا کہ "اس سے زیادہ کوئی امر معقول و منصفانہ نہیں کہ وہ اشخاص جن کو بغاوت سنگین یا اخفائے بغاوت کے لیے چالان کیا گیا ہو جس کی وجہ سے رعایا کی آزادی جان۔ آبرو۔ جائداد۔ خون و اولاد تلف و تباہ ہو جاتی ہیں منصفانہ و مساویانہ طور پر سماعت کیے جائیں۔ اور یہ کہ جن اشخاص پر ان جرائم کا الزام لگایا گیا ہو ان کو ان سے اپنی بیگناہی کے ثابت کرنے کے لیے تمام منصفانہ و مساوی ذرائع سے

---

[1] (۹) ایڈورڈ چہارم ۱۲ الف حصہ چہارم۔ ہنری ہفتم ۲۶ الف پلیس آف دی کراؤن از اسٹان فورڈ کتاب ۲ باب ۶۳ (۲) پلیس آف دی کراؤن ۱۰۴۔

[2] مراۃ نظام (Mirrour of justice) باب ۳ دفعہ ۱۔ اور ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مکالمہ ۲ باب ۴۸۔

[3] (۹) ایڈورڈ چہارم ۲ حصہ چہارم۔ نیز دیکھیے فیصلہ گاسگائن جسٹس بمقدمہ ۷ ہنری چہارم ۳۵ ب حصہ چہارم۔

[4] دیکھیے اسٹیٹ ٹرائلس۔ آخری حصہ۔ ان میں سے متعدد مقدمات (مثلاً) ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس

محروم نہیں کیا جانا چاہیئے" اور اس کے بعد حکم دیا گیا کہ ہر شخص جس پر اس طرح کا الزام لگا یا گیا ہو وکیل کے ذریعے سے اپنی جواب دہی کا پوری طرح مستحق ہوگا اور قانون بغاوت سنہ ۱۸۰۰ء ۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۹۳ اور قانون بغاوت سنہ ۱۸۴۲ء ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۵ دفعہ (۱) کی رو سے حکم ہے کہ بغاوتیں جن میں فعل مجرمانہ پادشاہ کا واقعی قتل یا اس کی ذات کے خلاف کوئی اور فعل ہو ان کی سماعت ہر لحاظ سے اسی طرح کی جائے گویا ملزم پر قتل کا الزام عاید ہے۔

دفعہ ۶۳۴: گو قانون ۷ و ۸ ولیم سوم کا باب سوم جرم سنگین کی صورتوں پر حاوی نہیں تھا۔ تاہم پچھلی صدی میں رفتہ رفتہ یہ عملدرآمد پڑ گیا اور ولیم چہارم کے زمانے تک جاری رہا کہ قیدی کے وکیل کو دوران سماعت میں مدد دینے کی اجازت دی جاتی تھی۔ وہ اس کی جانب سے سوالات قانونی اٹھا سکتا تھا اس کی جانب سے گواہوں پر سوالات ابتدائی اور فریق مخالف کے گواہوں پر جرح کر سکتا تھا۔ اور مختصر یہ کہ اس کی جواب دہی میں سب کچھ سوائے جوری کو مخاطب کرنے کے کر سکتا تھا لیکن قانون سماعت جرایم سنگین سنہ ۱۸۳۶ء ۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۱۱۴ کی رو سے یہ ساری بے قاعدگی دور کر دی گئی۔ اس قانون کی تمہید میں یہ بیان کرنے کے بعد کہ "یہ معقول و منصفانہ امر ہے کہ وہ لوگ جن پر جرایم کا الزام ہو اس قابل ہوں کہ جو کچھ ان کے خلاف بیان کیا جائے۔ اس کا مکمل جواب دیں اور اپنا بچاؤ کر سکیں" دفعہ اول میں حکم دیا گیا ہے کہ "تمام ان اشخاص کو جن پر جرایم سنگین کا الزام ہو اجازت ہوگی کہ چالان کی جانب سے پیش سازی مقدمہ ختم ہونے کے بعد اپنی جواب دہی کو قانون داں کونسل یا اٹرنی کے ذریعے سے یعنی ان عدالتوں میں جہاں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ۲۶۶ و مابعد (۱۰ نوٹ) میں جمع کئے گئے ہیں۔

اٹرنی بھی مثل وکلا کے وکالت کرتے ہوں پوری طرح پیش کریں"۔

دفعہ ۶۳۵: اس قانون موضوعہ کی تعبیر کرتے ہوئے متعدد ججوں نے قرار دیا کہ جب کوئی ملزم اپنی جواب دہی خود کرے تو اس میں وہ جو مناسب سمجھے کہہ سکتا ہے۔ اور گو وہ اپنے بیان کے ثبوت میں کوئی شہادت پیش نہ کرے تب بھی جوری کو چاہیئے کہ اس کے بیان کی وقعت کا اندازہ لگائیں۔ لیکن وکلا جو ملزموں کی جانب سے جواب دہی کریں وہ دیوانی مقدمات کے عملدرآمد کے اس اصول کے پابند ہوں گے کہ وہ صرف ایسے ہی واقعات بیان کر سکتے ہیں جن کو وہ اپنی دانست میں شہادت سے ثابت کر سکتے ہیں"۔ اس تعبیدی اصول کی وجہ سے جب کسی ملزم کی جواب دہی بادی النظری مجرم بنانے والے حالات کی توضیح پر مبنی ہو جیسا کہ لازماً اکثر صورتوں میں وہ مبنی ہوتی ہے تو اس کا وکیل اس جواب دہی کو دبا دیتا ہے ــــ یہ ایسی صورت حال ہے جو اس قانون کے واضعوں کے منشا کے مطابق نہیں ہو سکتی اور جو یقیناً قدرتی انصاف کے اصولوں کے مغایر ہے۔ اس بے قاعدہ کارروائی کی حمایت اس بنا پر کرنے کی کوشش کی گئی ہو کہ وکیل ملزم اپنے موکل کی جواب دہی کو ایک فرضی شکل میں پیش کر سکتا ہے۔ لیکن بہ نسبت ایک سیدھی سادی توضیح کے یہ کتنی کمزور ہوتی ہے۔ بعض ججوں نے اس اصول کو اس طرح محدود کرنے کی کوشش کی کہ انھوں نے ملزم کو ان واقعات کے بیان کرنے کی اجازت دی جن کو وہ اہم سمجھتا ہو ــ اور اس کا وکیل اپنی تقریر میں اس کا ذکر کر سکتا تھا۔ لیکن دوسرے جج اس طریقے پر عمل نہیں کرتے تھے اور گو ملزم کی موافقت میں زیادہ نظایر ہیں۔ تاہم

لہ ملک بنام بیرڈ (۸) کیا رنگٹن و پین ۲ ۱۴۲۔ ملک بنام بیجر (۲) موڈی و رابنسن ۲۲۹۔ ڈاربی بنام اوسلے (۱) ہرلسٹن و نارمن ۸۔

عرصۂ دراز تک اس موضوع پر عملدر آمد غیر متعین تھا[1]۔ لیکن اوایل ۱۸۸۲ء میں ججوں نے ایک ایسے اصول پر اتفاق کیا جو ایسے ملزموں کے خلاف تھا جن کی جانب سے وکلا جواب دہی کرتے تھے[2]۔ یہ امر بیان کر دینے کے قابل ہے کہ بغاوت کے مقدمات میں ملزم کو نہ صرف اجازت ہوتی ہے بلکہ جج اس سے کہتے ہیں کہ اس کے وکیل کی تقریر کے بعد وہ بھی جیوری کو مخاطب کرے[3]۔

---

[1] ملک بنام مالنگ (۸) کیار نگٹن و پین ۲۴۲۔ ملک بنام واک لنگ ایضاً ۲۴۳۔ ملک بنام کلفرڈ ۲ کیار نگٹن و کردن ۲۰۶۔ ملک بنام بان زانو۔ ۲ فاسٹر و فنالسن رپورٹس ۶۴۔ نیز دیکھیے ملک بنام ہنیس (۱) فاسٹر و فنالسن ۸۶۔ ملک بنام ٹیلر ایضاً ۲۲۵۔ ملک بنام شمن (۵) کاکس کریمنل لاکیسس ۱۲۲۔ از کیعف جسٹس۔ سالیسٹیر جنرل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۱ء۔

[2] یہ اصول جو ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا ہے نا ریتھ جسٹس کا وضع کردہ ہے۔ انھوں نے جنوری ۱۸۸۲ء کے اجلاس ریڈنگ میں اعلان کیا کہ "ملزموں کے بعض وکلا کا یہ عملدر آمد کہ ان کی جانب سے بعض ایسے واقعات کو وہ بیان کرتے ہیں جن کو شہادت سے ثابت نہیں کیا جاتا ہے۔ ججوں کے زیر غور رہا۔ اور انھوں نے اس پر اتفاق کیا کہ اس عملدر آمد کو پسند نہیں کرنا چاہیئے۔ اور وکلا کو اس امر کی اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ وہ ایسے واقعات بیان کریں جن کو وہ قابل گواہوں کی شہادت سے ثابت نہ کر سکیں دیکھیے سالیسٹر جنرل مورخہ ۲۱ جنوری ۱۸۸۲ء اس اصول کے ماخذ کے متعلق خیال ہے کہ وہ ایک وکیل کا مجرد بیان ہے جو ایک شخص لیفرائے (Lefroy) کی سماعت پر نومبر ۱۸۸۱ء میں دیا گیا تھا یہ شخص ایک ریلوے قتل کے لیے چالان کیا گیا تھا۔ (جس میں اس کو مجرم ٹھیرایا اور پھانسی پر [illegible] دیا گیا تھا) وکیل کا مجرد بیان یہ تھا کہ قتل کے دن ملزم ایک نوجوان لیڈی سے (جس کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تھا) وقت مقرر کر کے ملنے والا تھا۔

[3] دیکھیے ملک بنام واٹسن ۳۲ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۵۰۸۔ ملک بنام تھسل [illegible] ۳۳ ایضاً ۶۹۴۔ ملک بنام کالنس ۵ کیار نگٹن و پین ۳۱۱۔ ملک بنام فراسٹ، ۹ ایضاً ۱۶۱۔ وغیرہ مقابلہ ملک بنام او کانیگلی ۲۶ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۱۱۹۱۔ ۱۷۹۸ء میں بلر جسٹس نے ملزموں کو عدالت کو مخاطب کرنے کا ان کے وکلا کی تقریر سے پہلے یا بعد اختیار دیا۔

دفعہ ۶۳۶: (۲) سماعت مقدمہ کے اہم اجزاء میں ــــ جو ہمارے موضوع کا حصۂ دوم ہے ــــ پہلا قابل لحاظ واقعہ گواہوں کو عدالت سے باہر جانے کا حکم دینا ہوتا ہے جب گواہوں میں باہمی اتفاق یا سازش کا شبہہ ہو یا جب اس خوف کی معقول وجہ ہو کہ ان میں سے کسی پر وکیل کے بیانات کا یا دوسرے گواہوں کی شہادت کا اثر ہوگا تو اغراض انصاف کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان کا علحدہ علحدہ اظہار لیا جائے۔ اور عدالت از خود یا کسی فریق کی درخواست پر تمام گواہوں کو سوائے اس گواہ کے جس کا اظہار لیا جا رہا ہو ایوان عدالت سے ہٹ جانے کا حکم دیگی۔ یہ علدر آمد غالباً اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ ادارۂ عدالت یا عدل گستری۔ فارٹسکیو (Fortescue) کہتے ہیں کہ " اگر ضرورت متقاضی ہو تو گواہوں کو اس وقت تک کے لیے علحدہ کر دو جب تک کہ وہ اپنی اپنی گواہی نہ دے لیں۔ کیونکہ اس صورت میں ایک کی شہادت دوسرے گواہی کو اس طرح شہادت دینا سکھائے گی نہیں[1]" لیکن غالباً قول راجح یہ ہے کہ اس کا مطالبہ بطور استحقاق نہیں ہو سکتا[2]۔ اور بعض صورتیں ایسی بھی ہو سکتی ہیں جن میں اس سے انکار کرنا نا انصافی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ یہ اصول فریقین مقدمہ سے متعلق نہیں ہوتا ہے[3]۔ اور نہ کم از کم عام طور پر مقدمے کے سالیسٹروں سے[4] جو گواہ ایسے حکم کی

---

[1] کک ۲۶۔

[2] اس امر پر نظایر کو جمع کیا گیا ہے۔ دیکھئے ٹیلر کی شہادت طبع یازدہم ۱۴۰۰-۲- شہادت از نیسن ۴۶۴ ۴ - ۵ -

[3] چارناک بنام ڈیوانگس (Charnock v. Dewings) ۳ کیار نگٹن وپین ۳۷۸- کانٹیز بنام برین (۲) جو ریسٹ سلسلۂ نو ۱۱۴۴- سلف بنام ایکسن - افا سرڈ خنا لسن ۱۹۴-

[4] پامیرا بنام باڈی ایریان دہٹوی) ۳۰۴- ایوری رٹ بنام لون ہام ۵ کیارنگٹن وپین ۹۱-

نافرمانی کرے وہ ہتک عدالت کا مرتکب ہوگا۔ لیکن جج اس کی شہادت سننے سے انکار نہیں کرسکتا۔[1] گو اس واقعے کی طرف وہ جوری کو توجہ دلا سکتا ہے۔ اور ایسی صورتوں میں گواہوں کے درمیان گفت و شنید نہ ہونے دینے کے لیے یہ ایک قاعدہ ہے کہ وہ گواہ جن کی گواہی قلمبند ہوچکی ہے عدالت میں اس وقت تک رہیں، جب تک کہ ان گواہوں کا اظہار بھی نہ ہوجائے جن کی گواہی ابھی لی نہ گئی ہو۔ لیکن ایک مقدمے میں جب پہلی گواہ ایک معزز خاتون تھی۔ اور توقع یہ تھی کہ دوسرے گواہ ناشائستہ گواہی دینے والے ہیں تو اس کا انتظام اس طرح کیا گیا کہ اس کو عدالت سے باہر ایک دوسرے کمرے میں زیر نگرانی ٹھیرایا گیا۔[2]

دفعہ ۶۳۷: اب شروع کرنے کی ترتیب پر غور کیجئے عملدرآمد میں اس کو "شروع کرنے کا حق" کہتے ہیں۔ یہ کوئی بہت صحیح جملہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ شروع کرنا ہمیشہ مفید ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ مضر بھی ہوسکتا ہے۔ عملدرآمد کے بہت ہی کم موضوع ایسے ہوں گے جن پر اس سے زیادہ متضاد فیصلے ہوئے ہوں۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ چونکہ مدعی وہ فریق ہوتا ہے جو مقدمے کو عدالت میں پیش کرتا ہے یہ قدرتی امر ہے کہ اس کی فریاد پہلے سنی جائے۔ اور ایک معنی کرتے مدعی ہی ہمیشہ شروع کرتا ہے۔ کیونکہ بغیر ایک بھی استثنائے پلیڈنگ کی افتتاح مدعی یا اس کا وکیل ہی کرتا ہے۔ اور مدعی علیہ یا اس کا وکیل کبھی نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ یہ امر متفق علیہ ہے کہ ثابت کرنے کی

[1] چانڈلر بنام ہارن ۲ موڈی و ریان ۴۲۳۔ گک بنام تیدر کوبٹ دکیا رنگٹن۔ وپین ۴۲۷۔۴۰ رسل وریان ۴۵۵۔ اور وہ مقدمات جن کا وہاں ذکر کیا گیا ہے اور دیکھئے فیصلۂ عدالت بہ مقدمۂ کابٹ بنام ہڈسن (۱) الیس و بلاکبرن ۱۱۔۱۴۔ جس کو لارڈ کیا مبل نے سنایا۔

[2] اسٹرٹن بنام بلاک۔ گلڈ فرڈ اجلاس گرما ۱۸۳۶ء۔ لارڈ ابنگر۔ سی۔ بی۔ (قلمی نسخہ)۔

ترتیب بارِ ثبوت پر مبنی ہوتی ہے۔ اسی لیے اگر پلیڈنگس وغیرہ کے بیانات سے ظاہر ہو کہ مدعی کو کچھ ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ مدعی علیہ نے مدعی کے بیان کردہ ہر واقعے کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور وہ کوئی دوسرا ایسا امر ثابت کرنا چاہتا ہے جس سے مدعی کے دعوے کی تردید ہو جائے گی۔ تو ظاہر ہے کہ اس کو شروع کرنے کی اجازت دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس صورت میں بارِ ثبوت اس پر ہوتا ہے۔ اس موضوع پر نظائر سخت افراتفری کی حالت میں ہیں۔ صرف اتنا یقینی ہے کہ اگر امورِ تنقیح طلب یا بعض امورِ تنقیح طلب کو چاہے ان کی تعداد کتنی بھی ہو ثابت کرنے کا بار مدعی پر ہوتا ہے تو شروع کرنے کا مستحق وہی ہوتا ہے[1]۔ اور اگر تمام امور تنقیح طلب کا بارِ ثبوت مدعی علیہ پر ہوتا ہے۔ یا وہ ہرجہ جو مدعی کو قانوناً دلایا جا سکتا ہے برائے نام ہرجہ یا ایسا ہرجہ ہوتا ہے۔ جس کا آسانی سے تعین ہو سکتا ہے تو اس صورت میں بھی مدعی علیہ شروع کر سکتا ہے[2]۔ لیکن دشواری تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب امرِ تنقیح طلب یا اگر یہ ایک سے زیادہ ہوں تو تمام امورِ تنقیح طلب کو ثابت کرنے کا بار مدعی علیہ پر ہوتا ہے اور ہرجے کی مقدار کا بارِ ثبوت مدعی پر۔ نظائر کے ایک سلسلے نے (گو یہ ایک مربوط سلسلہ نہیں ہے کیونکہ اس کے خلاف میں بھی بہت سے نظائر ہیں) جس کے آخر میں سنہ ۱۸۳۰ء کا کاٹن بنام جیمس[3] (Cotten v. james) کا مقدمہ آتا ہے قرار دے دیا ہے کہ مقدار ہرجہ کے بارِ ثبوت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور اسی لیے ان حالات میں مدعی علیہ ہی کو شروع کرنا چاہیئے۔ ان مقدمات میں سب سے

---

[1] وڈ بنام بیگل (۱) موڈی وراین سن ۷۷ ۔ ۲ ۔ جیمس بنام سالٹر ایضاً ۵۰۱ ۔ کریش بنام ویلر ۲ کیارنگٹن وپین ۱۹۶ ۔ ڈیوس بنام ٹامس ایضاً ۲۲۳۴ ۔

[2] فائیلر بنام کوسٹر (۱) موڈی وراکن ۲۴۱ ۔

[3] کاٹن بنام جیمس سنہ ۱۸۳۰ء ۳ کیارنگٹن وپین ۵۰۵ - ۳۵ رسل وریان ۲۴۴ ۔

زیادہ قابل لحاظ مقدمۂ کوپر بنام ویکلے (Cooper v. Wakley) سنہ ۱۸۲۸ء[1]
کا ہے۔ جس میں ٹنٹرڈن میر مجلس (Tenterden. C. J.) بیلی (Bayley)
لٹل ڈیل اور پارک ججس (Littledale and Parke, J. J) نے
قرار دیا ہے کہ ایک سرجن کی نالش توہین تحریری میں کہ عمل جراحی میں
اس نے مہارت نہیں دکھلائی اگر مدعی علیہ کی جواب دہی یہ ہو کہ
یہ سچ ہے تو اسی کو شروع کرنے کا حق ہوتا ہے۔ یہی حالت سنہ ۱۸۳۳ء
کے مقدمۂ کارٹر بنام جونس (Carter v. Jones) تک تھی۔ یہ بھی
توہین تحریری کی نالش تھی۔ اور اس میں بھی جواب دہی یہی تھی کہ جو
کچھ کہا گیا ہے وہ سچ ہے۔ اور جب مدعی علیہ نے شروع کرنے کے
حق کا مطالبہ کیا تو میر مجلس ٹنڈل نے ججن کے اجلاس پر یہ مقدمہ
پیش تھا۔ کہا کہ اس موضوع پر ججوں نے ایک اصول قرار دے دیا
تھا۔ جس کو انھوں نے زبانی بیان کیا۔ لیکن ان کے الفاظ کو اس
مقدمے کی دو رپورٹوں میں بالکل ہی مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے۔
کیارنگٹن و پین (Carrington and Payne) میں یہ الفاظ اس طرح پر
دیے گئے ہیں کہ "ججوں نے یہ قرار دے دیا ہے کہ اس خصوص میں
عملدرآمد کا جو اصول ہے اس کو بدل دینے سے عدل گستری زیادہ
بہتر طریقے پر ہو سکے گی۔ اس لیے آیندہ سے تمام شخصی مضرت کی
نالشات اور توہین تحریری و تقریری کی نالشات میں مدعی کو شروع
کرنا چاہئیے گو عام امر تنقیح طلب کی جواب دہی نہ کی گئی ہو۔ اور گو امر
مثبت کا ثبوت مدعی علیہ ہی پر ہو" اور موڈی ورابن سن[2]
(Moody v. Robinson میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ
"حال حال میں تمام ججوں نے قرار دیا ہے۔ کہ توہین زبانی۔ توہین تقریری

۵۵۸

[1] ۳ کیارنگٹن و پین ۴۷۴۔ موڈی و رابن سن ۲۴۸۔
[2] ۱ کیارنگٹن و پین ۷۴۔ موڈی و رابن سن ۲۹۱۔

اور دوسری ان نالشات میں جن میں غیر متعین مقدار کے ہرجے کا مدعی نے دعویٰ کیا ہو تو اسی کو شروع کرنے کا حق ہوگا۔ گو نحوی ترکیب کے لحاظ سے امر تنقیح طلب مثبت شکل میں ہو اور اس کے ثابت کرنے کا بار مدعی علیہ پر ہو" حسب توقع اس اصول کی وسعت کے متعلق بہت سے سوالات پیدا ہوئے۔ خصوصاً معاہدے کی نالشات سے اس کے اطلاق کے متعلق لیکن مرسر بنام وہال[1] (Mercer v. Whall) کے مقدمے سے جو ۱۸۴۵ء میں عدالت کوئینس بنچ میں پیش آیا اس پورے موضوع پر نئی روشنی پڑی۔ اور اس میں لارڈ ڈنمان میر مجلس نے عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ[2]۔ کارٹر بنام جونس کے مقدمے میں میر مجلس ٹنڈل نے جو اصول قرار دیا تھا۔ وہ ابتداءً ضبط تحریر میں لایا گیا تھا۔ اور متعدد ججوں کے اس پر دستخط ہوئے تھے۔ اور وہ اس وقت ان کے قبضے میں تھا۔ اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ "توہین تحریری و توہین زبانی و ضرر شخصی کی نالشات میں مدعی کو شروع کرنا چاہیے گو نحوی ترکیب کے لحاظ سے امر تنقیح مثبت شکل میں ہو اور اس کا بار ثبوت مدعی علیہ پر ہو" اور یہ کہ اس اصول کا مقصد کسی نئے عملدرآمد کو قایم کرنا نہیں تھا۔ بلکہ قدیم عملدرآمد کو جو کوپر بنام ویکلے اور اسی قسم کے مقدمات سے[3] جو عملدرآمد توڑا گیا تھا۔ اسی کا دوبارہ قیام اور اعلان کرنا تھا۔ مرسر بنام وہال کے مقدمے کے بعد سے اس مضمون کو زیادہ بہتر طریقے پر سمجھا گیا ہے۔ اور چاہیے۔ کارٹر بنام جونس کے مقدمے کے

[1] ۵ کوئینس بینچ ۴۴۷۔

[2] ایضاً ۴۶۲۔

[3] یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ان تمام مقدمات میں جو ۱۸۲۳ء اور ۱۸۴۵ء کے درمیان اس اصول کی تعبیر کے متعلق فیصل ہوئے اور ان کی تعداد بہت ہے کسی بھی جج کا ایک بھی جملہ نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ یہ اصول اپنی نوعیت کے لحاظ سے استقراری ہے۔

اصول کو استقراری سمجھیں یا توضیعی وہ یقیناً صحیح راستے پر ایک بڑا قدم ہے کیونکہ اس سے مدعی کو جب کبھی اس کو کچھ ثابت کرنا ہو "شروع کرنے کا قدرتی حق" واپس کیا گیا ہے۔

دفعہ ۶۳۸: اس موضوع پر غلط بحث اور متغائر فیصلہ جات کی وجہ

۵۵۹ زیادہ تر ایک تصور تھا جو پہلے رائج تھا۔ یعنی یہ کہ شروع کرنے کی ترتیب کا تصفیہ کرنا خالصتہً عدالتِ تحت کا کام ہے۔ اسی لیے عدالت بالادست کے اجلاس کامل کی طرف سے اس خصوص میں کسی غلطی کی چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اصلاح کرنے کے لیے کوئی مداخلت نہ کی جائے گی۔ حجت یہ تھی کہ اگر اس بنا پر دوبارہ سماعتوں کے لیے درخواستیں قبول کی جائیں تو مقدمہ بازی بہت زیادہ ہو جائے گی جس کی وجہ سے عوام کو بہت تکلیف ہو گی۔ خصوصاً اس لیے کہ چونکہ جج کے غلط فیصلے کی وجہ غالباً بارِ ثبوت کے متعلق غلط فہمی ہوگی۔ اور وہ اسی غلطی کی بنا پر جوری کو بھی غلط ہدایت کرے گا۔ تو اس صورت میں تو غلط ہدایت اور بارِ ثبوت کے الٹا دینے کی بنا پر دوبارہ سماعت کا استحقاقاً حکم دینا پڑے گا۔ لیکن یہ بھی ہے کہ بہت سے صورتوں میں غلط فریق کو شروع کرنے دینے سے بہت نقصان پہنچ سکتا ہے گو جوری کو ہدایت میں کوئی غلطی نہ کی گئی ہو۔ اور اسی لیے اب نظایر کے ایک سلسلے کے ذریعے سے یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ جب شروع کرنے کے حق کے متعلق جج کا فیصلہ اجلاس کامل کی دانست میں غلط ہو —— اور اس کی وجہ سے "صاف و علانیہ نقصان" پہنچا ہو تو عدالت دوبارہ سماعت کا بطور استحقاق نہیں بلکہ اپنی صوابدید سے کے

---

[۱] برڈ بنام ہگن سن - ۱۲ اڈ الفس وایلس ۱۶۰ - برل بنام نکل سن - (۱) موڈی ورابن سن ۳۰۴ (Ashby v. Bates) آشبی بنام بیٹس ۱۵ میسن وولزلی ۵۹۶ - از رولف بیخ

لحاظ سے حکم دے گی۔[۱]

دفعہ ۶۳۹: شروع کرنے کا حق اس فریق کے لیے مفید ہے جس کا مقدمہ قوی اور شہادت اچھی ہو ۔۔۔ کیونکہ اس سے وہ عدالت پر پہلا نقش جما سکتا ہے۔ اور اگر فریق مخالف کی جانب سے شہادت پیش ہو تو اس کو جواب کا حق بھی ہوتا ہے۔ اور اس طرح آخری قول بھی اسی کا ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی فریق کا مقدمہ کمزور ہو اگر اس کے پاس اس کی تائید میں بہت ہی خفیف شہادت ہو۔ یا کچھ شہادت ہی نہ ہو۔ اور وہ مدعی علیہ ہونے کی صورت میں سماعت مقدمہ پر اس لیے حاضر ہو رہا ہو کہ ممکن ہے کہ مدعی کا مقدمہ خارج ہو جائے یا یہ کہ فریق مخالف کا مقدمہ خود اس کی ذاتی کمزوری کی وجہ سے شکست ہو جائے یا یہ کہ اس نے بھروسا صرف جوری سے خطاب پر کیا ہو ۔۔۔ تو ان صورتوں میں یہ واقعہ کہ اس کو شروع کرنا ہے اس کے مقدمے کے لیے فوراً ہی مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایڈورڈس بنام جونس (Edwards v. Jones) کے مقدمے میں جو ایک پرامیسری نوٹ لکھنے والے پر اس کے منتقل الیہ کی جانب سے ایک نالش تھی مدعی علیہ نے ایک طویل جواب دعویٰ پیش کیا تھا جس کا

---

[۱] گیج بنام اکگال۔ ۱۴۲۔ میسن وولز بی ۹۵۔ ایڈورڈ بنام ماتھیوس۔ ۱۱۔ جورسٹ ۳۹۸۔ برانڈفرڈ بنام فریان۔ ۱۵۔ کپیکر ۱۷۴۳۔ لیسٹ بنام دی گریشام لائف انشورنس سوسائٹی۔ ۱۵۔ جورسٹ ۱۱۶۱۔ آشبی بنام بیٹس ۱۵۔ میسن وولز بی ۔۔۔ بوتھ بنام ملنس ایضاً ۲۲۹ ہکمان بنام فرنی۔ ۳۔ میسن وولز بی ۵۔۵ (یعنی بمطابق اس تصحیح کے جو بوتھ بنام ملنس۔ ایڈورڈ بنام ماتھیوس اور برانڈ بنام فریان میں کی گئی ہے) مرسر بنام وہال۔ ۵۔ کوینس بنچ ۴۴۷۔ ڈوڈی ورسٹر ٹرسٹیس بنام رولانڈس۔ ۹ کیا رنگٹن وپین ۷۳۶۔ ڈوڈی بیتھر بنام بر ین۔ ۸۔ کامن بنچ ۶۲۵۔

[۲] ۷ کیا رنگٹن وپین ۶۳۳۔

خلاصہ یہ تھا کہ نوٹ کے لیے کوئی بدل نہیں تھا۔ اس کے ایک حصے کے متعلق مدعی نے جواب دیا تھا کہ نوٹ کے لیے اچھا بدل دیا گیا تھا۔ اور باقی کے متعلق یہ عذر پیش کیا تھا کہ جواب دینا ضروری نہیں۔ ان پلیڈنگس پر جب جج نے قرار دیا کہ مدعی علیہ کو شروع کرنا چاہیئے تو اس کے کونسل کو تسلیم کرنا پڑا کہ اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہیں۔ اور جج نے فوراً ہی جوری کو ہدایت کی کہ اس کے خلاف فیصلہ کریں۔ صفحہ ۹۶۰

دفعہ ۶۴۰: ہم عملدرآمد کے اس اصول کی جانب اشارہ کر چکے ہیں۔ جس کی رو سے دیوانی مقدمات[1] میں وکیل یا فریقین (اور عدالتی قرارداد ۱۸۵۲ء[2] کے بموجب فوجداری مقدمات میں وکیل ملزم[3]) کو جوری کے سامنے ایسے واقعات بیان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جن کو وہ شہادت سے ثابت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن اس اصول کی بہت سختی سے تعبیر نہیں کرنی چاہیئے کسی وکیل یا فریق مقدمہ کو ان واقعات کی طرف اشارہ کرنے کا حق ہوتا ہے جن کا عدالتوں کو خود علم ہوتا ہے یا جو اتنے مشہور رہوتے ہیں کہ ان کو ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے[4]۔ لیکن تاریخی واقعات کے متعلق زیادہ دشواری ہے کسی ایسے امر کو ثابت کرنے کے لیے جو عام طور پر مملکت سے متعلق ہو۔ عام و مشہور تاریخ شہادت میں قابل ادخال ہوتی ہے۔ غالباً اسی بنا پر جس پر کہ قانون غرض عام سے متعلق امور کو ایسے متوفی اشخاص کے بیانات سے ثابت کرنے کی اجازت دیتا ہے جن کے ان سے اچھی طرح واقف ہونے کا قیاس

---

[1] اوپر واقعات ۶۳۱۔

[2] اوپر دفعہ ۶۳۵۔

[3] اوپر دفعات ۲۵۲ تا ۲۵۴۔

[4] ریڈ بنام بشپ آف لنکن ۱۸۹۲ء مقدمات مرافعہ ۶۴۴۔ ۶۵۴۔

کیا جا سکتا ہے۔ یا ایسے قدیم دستاویزات کے ذریعے سے ان کو ثابت کرنے کی اجازت دیتا ہے جو معمولی حالات میں اصلی نہ ہونے کی بنا پر مسترد کئے جاتے۔[1] گو کتابوں میں ایسے ہی مقدمات ملتے ہیں۔ جن میں تواریخ شہادت میں منظور کی گئی ہیں۔ اور جن کے اس اصول کے تحت قابل ادخال ہونے کی تائید مشکل ہی سے کی جا سکتی ہے۔[2] لیکن کسی حق یا رواج خاص کو ثابت کرنے کو کوئی تاریخ ناقابل ادخال شہادت ہوتی ہے۔[3] ایک جدید مقدمے[4] میں عدالت اکسچیکر نے قرار دیا ہے کہ وکیل یا فریق مقدمہ سماعت مقدمے کے وقت عام تاریخی امور کی طرف اشارا کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس اجازت کا استعمال سمجھ سے کیا جائے۔ لیکن وہ امر تنقیح طلب سے متعلق کسی واقعے کو ثابت کرنے کے لیے تاریخ کے خاص کتابوں کا حوالہ دے سکتا ہے۔ اور نہ ان سے خاص خاص فقرے پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح سماعت مقدمہ کے وقت وکیل یا فریق مقدمہ ادب کی مستند کتابوں کا حوالہ تصنیف یا تالیف کے عام رجحان یا یہ ظاہر کرنے کہ الفاظ کن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ یا ایسے ہی دوسرے امور کو ظاہر کرنے بشرطیکہ اس اجازت کا استعمال احتیاط سے کیا جائے۔ حوالہ دے سکتا ہے لیکن وہ امر تنقیح طلب سے متعلق کسی امر کو ثابت کرنے ان امور کا استعمال نہیں کر سکتا۔ اور اسی معنی کرتے سر ایڈورڈ کاک قرار دیتے ہیں کہ وہ قانونی مقدمات میں فلاسفہ۔ اطبا اور شعرا کے آرا کر

۵۶۱

---

[1] اوپر دفعات ۹۷، ۴۹۹۔
[2] دیکھیے شہادت از فلیس ۱۵۵ تا ۱۵۶ جلد ۲۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۷۸۵۔ شہادت از فیپسن طبع ششم ۲۷۸۔ ۲۸۱۔
[3] واکس پیریج کیس (Vaux Peerage Case) ۵ کلارک و فنلی رپورٹس (دارالامرا) ۵۲۶ شہادت از فلیس جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ طبع دہم شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۷۸۵۔
[4] ڈاربی بنام اُوس لی۔ ۲ جورسٹ (سلسلۂ نو) ۴۹۷۔

پیش و قبول کی جاسکتی ہیں[1]"

دفعہ ۱۴۱ ۶: گواہوں سے سوالات کے متعلق عملدرآمد کا بڑا اصول وہ ہے۔ جس کی رو سے "سوالات ہدایتی" منع ہیں۔ یہ وہ سوالات ہوتے ہیں۔ جن سے صراحتہً یا معناً ان جوابات کی طرف ہدایت ہوتی ہے۔ جن کو گواہ کو دینا چاہئے۔ اصول یہ ہے کہ اہم امور کے متعلق فریق کو اپنے گواہوں سے سوالات ہدایتی نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن وہ فریق مخالف کے گواہوں سے ایسے سوالات کرسکتا ہے۔ بالفاظ دیگر سوالات ہدایتی کی جرح میں اجازت ہوتی ہے۔ لیکن سوالات ابتدائی میں نہیں ہوتی۔ اس کے دو وجوہات ہیں۔ پہلے اور زیادہ تر اس خیال سے کہ گواہ کو اس فریق کی طرف داری ہوتی ہے جس کی جانب سے وہ پیش ہوتا ہے۔ اور اس فریق سے اس کو مخالفت ہوتی ہے جس کے خلاف وہ پیش ہوتا ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ اس فریق کو جو کسی گواہ کو پیش کرتا ہے اپنے مخالف فریق پر یہ تفوق حاصل ہوتا ہے کہ وہ پیش از پیش جانتا ہے کہ گواہ کیا کہنے والا ہے یا کم از کم اس سے کس امر کو ثابت کرنے کی توقع ہے۔ اور اسی لیے اگر اس کو سوالات ہدایتی کی اجازت ہو تو وہ اس طریقے سے سوالات کرسکتا ہے کہ گواہ کے صرف انھیں معلومات کا اظہار ہوگا جو اس کے موافق ہوں۔ یا بلکہ ممکن ہے کل واقعات غلط روشنی میں ظاہر ہوں[2]۔ لیکن تمام ایسے امور کی بابت جو محض تمہیدی ہی ہوں۔ اور اصل امر تنقیح طلب سے ان کو کوئی تعلق نہ ہو۔ فریق کو نہ صرف اجازت ہے۔ بلکہ یہ مناسب بھی ہے کہ وہ اپنے گواہوں سے سوالات ہدایتی کرے۔ کیونکہ ورنہ بہت کچھ تضییع اوقات ہوتی ہے۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ کسی سوال کے ہدایتی ہونے یا نہ ہونے کا معیار یہ

---

[1] فلاسفہ۔ اطباء و شعرا کی رائیں مقدمات میں پیش و قبول کی جاسکتی ہیں۔ نہ لشلش از کک ۴۲ ۲۰۶۔ الف۔

[2] شہادت از فلپس و ایاس ۸۰۷۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۴۶۱۔ طبع دہم۔

ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس کا "ہاں" یا "نہیں" میں جواب امر تنقیح طلب کے متعلق قطعی اثر رکھتا ہے یا نہیں۔ لیکن گو ایسے تمام سوال اس اصول کے تحت آجاتے ہیں لیکن یہ اصول ان سوالات ہی تک محدود نہیں۔ اگر "ہاں" یا "نہیں" امر تنقیح طلب کے کسی جزو کے متعلق بھی قطعی ہوں۔ تو بھی سوال قابل اعتراض ہوگا۔ مثلاً جب کسی ہنڈی کے نہ سکارنے کی اطلاع کی تردید کے متعلق گواہ سے اطلاع دینے کے واقعے یا وقت کے متعلق سوال ہدایتی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سوال ہدایتی اس وقت بھی نہیں کرنا چاہئے جب کہ اہم و قریبی حالات کو ثابت کرنا مطلوب ہو۔ مثلاً بھونک کر قتل کرنے کے استغاثہ میں کسی گواہ سے پوچھنا کہ کیا اس نے ملزم کو خون میں نہایا ہوا۔ اور خنجر بدست نعش سے واپس ہوتے ہوئے نہیں دیکھا حد درجہ نامناسب ہوگا۔ گو اس سوال کے تمام واقعات ملزم کی معصومی کے مخالف نہیں ہیں۔ ملحوظ رکھئے کہ عملاً بہت سے سوالات ہدایتی سے بعض وقت صریحی اور بعض وقت معنوی رضامندی کی بنا پر اعتراض کر لیا جاتا ہے۔ آخرالذکر صورت اس وقت واقع ہوتی ہے۔ جب کہ سوالات ان امور سے متعلق ہوتے ہیں جو گو امر تنقیح طلب ہوتے ہیں۔ لیکن وکیل سوال کنندہ کو علم ہوتا ہے کہ فریق ثانی ان کے متعلق نزاع کرنا نہیں چاہتا ہے۔ یا جب وکیل مخالف ان سوالات پر اعتراض کرنا بے سود سمجھتا ہے۔

صہ ۶۲

اس کے برخلاف اس بنا پر اکثر بے بنیاد اعتراضات بھی کئے جاتے ہیں۔ کوئی سوال ہدایتی ہونے کی وجہ سے اس وقت قابل اعتراض ہوتا ہے۔ جب کہ اس سے جواب کی طرف اشارہ ہو۔ اگر سوال سے محض اس مضمون کی طرف اشارہ ہو۔ جس کے متعلق گواہ سے سوال کئے جارہے ہیں تو یہ قابل اعتراض سوال نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً اس امر کے متعلق کہ کیا الف و ب شرکائے قرار دیا گیا ہے کہ یہ پوچھنا کہ کیا الف نے ب کے کاروبار میں مداخلت کی تھی۔ سوال ہدایتی نہیں

ہوگا[1]۔ کیونکہ بالفرض اگر اس نے مداخلت کی بھی ہو تو مداخلت کرنے سے وہ شریک نہیں بن جاسکتا - ایک تاجر کے متعلق یہ کہنے کی بنا پر کہ ''وہ تقریباً دیوالیہ ہے۔ اُس کا نام عدالت دیوالیہ کی ایک فہرست میں دیکھا گیا ہے۔ اور اگلے گزٹ میں شایع ہوجائے گا'' توہین زبانی کی نالش[2] میں ایک گواہ سے جس نے مدعی علیہ سے ایک گفتگو ہونے اور اس میں پہلے دو جملوں کے کہے جانے کا حلف اٹھایا تھا - یہ سوال پوچھا گیا کہ ''کیا گزٹ کے متعلق بھی کچھ کہا گیا؟'' اُس پر ہدایتی سوال ہونے کا اعتراض کیا گیا - لیکن میر مجلس ٹنڈل (Tindal, C. J.) نے اس کی اجازت دے دی اسی طرح گو سوال ہدایتی سے باز رہنا کسی اور صورت میں اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ اقبال جرم کے ثابت کرنے میں، تاہم اس میں بھی اس گواہ سے جو ملزم سے کسی گفتگو کے آنے کی شہادت دیتا ہو۔ پہلے اس کو اس سوال کے جواب میں حافظے پر زور دینے کا موقع دینے کے بعد کہ اس گفتگو میں کیا باتیں ہوئیں۔ یہ مزید سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیا فلاں مضمون پر کچھ کہا گیا یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ سوال ہدایتی ایک اضافی نہ کہ قطعی شے ہے۔ نظری طور پر کوئی سوال ہدایتی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک صورت یا بعض حالات میں جو سوال بدترین قسم کا سوال ہدایتی ہوسکتا ہے۔ دوسری صورت یا دوسرے حالات میں وہ نہ صرف قابل اعتراض ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ انسب طریقے کا سوال ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۴۲ : ممانعت سوال ہدایتی کے بعض مستثنیات ہیں۔ (۱) اشخاص یا اشیا کی شناخت کے لیے گواہ کی توجہ صراحتاً ان کی طرف منعطف کرائی جاسکتی ہے۔ (۲) جب کوئی گواہ کسی دوسرے گواہ کے ان جملوں کی تردید کرنے

[1] نکولس بنام ڈوڈنگ۔ اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۸۱۔ رسل وریان ۶۴۷۔

[2] ریورس بنام ہیگ۔ میقات سیکس ۱۸۳۷ء کے بعد کا اجلاس کا من بنچ۔ (مخطوطہ)۔

طلب کیا جائے جن کو اس نے کہا ہو۔ لیکن جن سے وہ منکر ہو تو اس گواہ سے صاف پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس گواہ نے یہ جملے کہے تھے[1]۔ اس استثنا کے وجوہات کے متعلق اساتذہ متفق نہیں ہیں[2]۔ اور بعض نے قوی حجت پیش کی ہے کہ پہلے دوسرے گواہ کو یہ سوال کرکے کہ اس موقع پر کیا کہا گیا۔ حافظے پر زور دینے کا موقع دینا چاہئے[3]۔ (۳) ممانعت سوالات ہدایتی کرنے والا اصول چونکہ زیادہ تر اس مفروضے پر مبنی ہے کہ گواہ اس فریق کا طرفدار ہوتا ہے جس کی جانب سے وہ طلب کیا جاتا ہے۔ جب کبھی حالات سے ظاہر ہو کہ یہ صورت نہیں ہے اور یہ کہ وہ یا تو اس فریق کا مخالف ہے یا شہادت دینے پر راضی نہیں نظر آتا ہے تو جج اپنی صوابدید سے اس اصول کو نظرانداز کر سکتا ہے[4]۔ اور اسی وجہ سے ہونا تو یہ چاہئے کہ اگر گواہ جرح کرنے والے فریق سے علانیہ طرفداری ظاہر کرے تو اس پر سوالات ہدایتی کرنے کے حق کو محدود کر دیا جائے۔ لیکن اس کے متعلق اساتذہ کی کوئی واضح قرارداد نہیں ہے[5]۔ (۴) اس ممانعت میں تخفیف کر دی جائے گی اگر گواہ صحیح طریقے پر کئے ہوئے سوالات کا جواب قصور حافظہ یا اس وجہ سے نہیں دے سکرہا ہو کہ جس موضوع پر اس سے سوالات کئے جا رہے ہیں وہ بہت پیچیدہ ہے۔

ص ۵۶۳

دفعہ ۱۴۳: جب اپنے گواہ پر سوالات ہدایتی کرنے کی اجازت ہو تو سوالات ہدایتی نہ کرنا گو اتنا برا ہے نہیں جتنا کہ غلط طور پر سوالات ہدایتی

[1] ایڈمنڈس بنام والٹر۔ ۳ اسٹارکی ۷۔
[2] کورٹین بنام ٹوس۔ ا کیمبل ۴۳۔ ہالٹ بنام کوزنس۔ ۲۔ موڈی وریان ۲۳۸۔
[3] شہادت از فلپس: ابیاس ۸۰۹۔ شہادت از فلپس جلد ا صفحہ ۴۶۴۔ طبع دہم۔
[4] شہادت از فلپس وایاس ۸۰۸۔ شہادت از فلپس جلد ۲۔ صفحہ ۴۶۱۔ طبع دہم۔
[5] شہادت فوجداری از راسکو طبع سینزدہم ۱۱۷۔ شہادت از فلپس جلد ۲۔ صفحہ ۴۷۲۔ ۴۷۳ طبع دہم۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۴۳۱۔ شہادت از فپسن طبع ششم ۴۷۶۔

کرنا۔ تاہم وہ ایک نقص ہے ضرور۔ کیونکہ اس سے عدالت کی تضیع اوقات ہوتی ہے۔ گواہ پریشان بھی ہوجاسکتا ہے۔ اور اڈوکیٹ کی عدم مہارت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں سوالات ہدایتی کی اجازت کے باوجود ان کا نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ مثلاً کسی فوجداری سماعت میں جب سوال شناخت ملزم کا ہو تو گو ملزم کو بتا کر گواہ سے پوچھنا کہ کیا یہ وہی شخص ہے جس سے شہادت متعلق ہے بالکل صحیح و درست ہوگا۔ تاہم اگر گواہ اپنے سے ملزم کی شناخت کردے تو اس کی گواہی زیادہ وقعت رکھے گی۔

دفعہ ۶۴۴: جیسا کہ ثابت کیا جاچکا ہے شہادت کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ کسی ایسی شہادت کو قابل ادخال نہیں ٹھیرانا چاہئے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقے پر امور تنقیحی سے متعلق نہ ہو[1]۔ اسی کی ایک فرع یہ ہے کہ تمام سوالات کو جن سے ضمنی تنقیحات قایم ہوتے ہوں اور ان کی تائید میں تمام شہادت کو مسترد کردینا چاہئے۔ لیکن اس امر کے تعین میں کہ گواہوں کے اعتبار کے متعلق کونسی تنقیحات ضمنی قرار دیے جائیں عملدرآمد میں بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ گواہ فریق مخالف کی گواہی کو ناقابل اعتبار ٹھیرانے کے لیے علاوہ تردیدی شہادت پیش کرنے اور جرح کرنے کے تین طریقے ہوتے ہیں[2]:-

(۱) صداقت کے متعلق اس کے عام برے چال چلن کی شہادت پیش کرنے سے۔ یعنی ان لوگوں کی شہادت پیش کرنے سے جو حلفیہ بیان کریں کہ وہ ان کی دانست میں حلف اٹھانے کے باوجود قابل اعتبار نہیں ہے۔ اور یہاں صرف گواہ کے عام چال چلن کی شہادت قلم بند کی جاسکتی ہے۔ فیصلے کو اسی پر مبنی کرنا چاہئے نہ کہ خاص

۵۶۴

[1] اوپر دفعات ۱۵۱ - ۲۵۲ -

[2] نیز دیکھیے اوپر دفعات ۱۳۰ - ۲۶۳ -

برُے افعال کی شہادت قلم بند نہیں کی جاسکتی[1]۔ پارک بیچ (Park, B) نے اٹرنی جنرل بنام ہچکاک[2] (Att. General v. Hitch-cock) میں کہا کہ "دو وجوہات ہیں جن کی بنا پر ضمنی سوالات مثلاً آیا گواہ نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ کی تنقیح قایم نہیں کی جاسکتی۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے پیچیدہ تنقیحات قایم ہو جائیں گی۔ اور اطلاع کے بغیر طول طویل دریافتیں کرنی ہوں گی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی شخص سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی زندگی کے تمام افعال کی جواب دہی کر سکے" اور اسی مقدمے میں آلڈرسن بیچ (Alderson, B) نے اپنے فیصلے[3] میں کہا کہ "کسی گواہ سے خاص معاملات کے متعلق سوال کرنا جن کی وہ ممکن ہے کہ توضیح کر سکتا تھا اگر اس کو اطلاع ہوتی کہ ان کی توضیح اس سے طلب کی جائے گی سخت باعث تکلیف امر ہے۔ انسان گواہ کے کٹہرے میں اس پر تیار ہو کر نہیں آتا ہے کہ اپنی زندگی کے ہر فعل کو کامل طور پر پاک ثابت کر سکے گا۔ اور اسی لیے آپ فریق ثانی کو اس پر مجبور کرتے ہیں کہ الزام کے متعلق اس کے جواب کو تسلیم کرلے کیونکہ ورنہ آپ ایک ضمنی تنقیح کی سماعت کرنے لگیں گے۔ اور اگر آپ کو کسی گواہ کے کسی جرم کے ارتکاب کی ضمنی تنقیح کی اجازتِ سماعت دی جائے۔ تو آپ اس کے ثبوت کے لیے گواہ طلب کریں گے۔ اور ان گواہوں پر بھی اسی طرح ان کے چال چلن کے متعلق جرح ہو گی۔ اور اس طرح پر آپ اصل امر تنقیح طلب کا تصفیہ کرنے سے پہلے بے انتہا ذیلی تنقیحات کا فیصلہ کرتے جائیں گے۔ اصول شہادت ایسی عدل گستری کے مدنظر جس میں سہولت عامہ بھی ہو۔ اس کی ممانعت کر دیتے ہیں۔ اور اسی لیے آپ کو گواہ کے

[1] اوپر دفعہ ۲۶۳۔

[2] اٹرنی جنرل بنام ہچکاک۔ ۱۱ جورسٹ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲، ۷ رسل وریان ۵۶۲۔

[3] پروبیٹ ۸۴۱۔

جواب پر قانع رہنا اور اگر وہ جواب جھوٹا ہو تو اس کو دروغ حلفی کے لیے چالان کرنا پڑتا ہے۔"

(۲) یہ ثابت کرنے سے کہ اس نے سابقہ مواقع پر جو بیانات دیے ہیں وہ اس کی موجودہ شہادت کے مغائر ہیں لیکن یہ حق ایسی شہادت تک محدود ہے جو مقدمے سے متعلق ہو ضمنی امور پر گواہ کی تردید نہیں کی جاسکتی۔[1] قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ جس نے اب منسوخ شدہ قانون ضابطۂ عمومی ۱۸۵۴ء دفعہ ۲۳ کے اطلاق کو وسیع۔ اور دیوانی و فوجداری تمام عدالتوں سے متعلق کردیا دفعہ (۴) کی رو سے حکم دیا ہے کہ:-

"اگر کوئی گواہ موضوع چالان یا کارروائی سے متعلق اس کے کسی سابقہ بیان پر جو اس کی موجودہ گواہی کے مغایر ہو جرح کے جواب میں صراحۃً اقرار نہ کرے کہ اس نے ایسا بیان دیا ہے تو اس امر کی شہادت دی جاسکے گی کہ اس نے فی الواقع ایسا بیان دیا ہے۔ لیکن ایسی شہادت پیش کرنے سے پہلے اس مبینہ بیان کے اتنے حالات کو جن سے وہ موقع ظاہر ہو جائے جس میں کہ وہ بیان دیا گیا تھا گواہ سے بیان کردینا چاہیے۔ اور اس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا اس نے ایسا بیان دیا ہے یا نہیں؟"

(۳) مقدمے سے متعلق کوئی بدچلنی یا دوسرے ایسے حالات ثابت کرنے سے جن سے ظاہر ہو کہ وہ غیر جانب دار نہیں ہے[2]۔ مثلاً یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ گواہ کو شہادت دینے رشوت دی گئی ہے[3]۔ یا یہ کہ اس نے

۵۶۵

---

[1] شہادت از اسٹار کی جلد ا صفحہ ۱۸۹ طبع سوم۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۱۷ ۔ و مابعد طبع دہم۔

[2] بعض نظایر اس کے خلاف ہیں۔ لیکن اٹرنی جنرل بنام ہچکاک ۱۸۴۷ء - ۱ - ایکچیکر ۹۱ - ۱۱ جورسٹ ۴۷۸ - ۴۷ - رسل دریان ۵۹۲ - اور ان مقدمات کے ذریعے سے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے برقرار نہیں رکھے گئے ہیں۔ اور اصولاً ان مقدمات کی تائید بھی نہیں کی جاسکتی۔

[3] مقدمۂ لانگ ہارن، ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس ۴۶ ۷۰ - جس کو اٹرنی جنرل بنام ہچکاک میں تسلیم کیا گیا ہے۔

دوسروں کو اس فریق کے لیے شہادت دینے جس کا وہ طرفدار ہے۔ رشوت دینے کا اقدام کیا ہے[1] یا یہ کہ اس نے اس فریق کے متعلق جس کے خلاف وہ گواہی دے رہا ہے دشمنی و انتقام کے جملے کہے ہیں[2]۔ وغیرہ ہم کو اٹرنی جنرل بنام ہچکاک کے مقدمے میں پارک جج کے حسب ذیل مقولے کی طرف بھی توجہ دلانی ضروری ہے[3]۔ قدیم قانون کے تحت جب گواہ کی قابلیت پر کوئی اعتراض کیا جاتا تھا تو اس کے متعلق "ابتدائی اظہار متعلق قابلیت گواہی" میں اس سے پوچھا جا سکتا تھا۔ اور اس طرح پر جو تنقیح قائم ہو جاتی تھی اس کا تصفیہ جج کیا کرتا تھا...... اس زمانے میں یہ اعتراض گواہ کی قابلیت کے متعلق ہوتے تھے۔ لیکن اب یہ ایک اہم سوال ہو جاتا ہے کہ کیا یہی طریقہ اب بھی اختیار کیا جائے گا۔ کیونکہ قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ نے قرار دے دیا ہے کہ کسی شخص کو نا قابلیت جرم یا غرض کی بنا پر گواہی دینے سے باز نہیں رکھا جائے گا ——— کیا اس کو مقدمے میں غرض ہونے کی تمام شہادت کو جوری کے سامنے پیش ہونے نہیں دیا جائے گا؟ مگر عملدرآمد میں اس مشورے پر عمل نہیں ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۴۴: الف۔ بہت سی صورتوں میں شہادت کو بجائے مسلسل سوال و جواب کی صورت میں حاصل کرنے کے ضروری ہوتا ہے کہ گواہ سے صرف یہ سوال کیا جائے کہ "وہ جو کچھ واقع ہوا ہو بیان کر دے۔" ایسے بیانات کے متعلق مسٹر جسٹس ولس (Mr, Justice wills) کا حسب ذیل

[1] متذکرہ لارڈ اسٹافرڈ۔ ۷۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۴۰۰۔ جس کو اٹرنی جنرل بنام ہچکاک میں تسلیم کیا گیا ہے۔ گواہوں کو جھوٹے بیانات دینے کی ترغیب کے اثر کے لیے دیکھو موریارٹی بنام ایل سی اینڈ ڈی ریلوے کمپنی لا رپورٹ ۵ کوئنس بنچ ۳۱۴۔

[2] ایونس کیس ۲ کیمبل ۶۳۸۔ اس کے متعلق نیز دیکھو اٹرنی جنرل بنام ہچکاک۔

[3] ۱۵۴ اا جورسٹ ۸۷۸ و ۴۸۰۔

قول جو "قراینی شہادت" پر ان کے والد کی قابل قدر تصنیف کی چھٹی طباعت میں پایا جاتا ہے۔ نہایت قابل لحاظ ہے :-

"عدالتی تحقیقات میں دشواری ہمیشہ اس ایک امر کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ اور یہ فطرت انسان کا ایک ایسا رجحان ہے جس کو دبایا نہیں جا سکتا یعنی گواہ کا یہ جذبہ کہ کسی واقعے کے متعلق وہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے حالانکہ وہ صرف اس کے ایک حصے ہی سے واقف ہوتا ہے۔ مجھے اس حقیقت سے اکثر سابقہ دو گاڑیوں کی ٹکر کے واقعے میں ہوا ہے۔ ٹکر چاہے کتنی ہی آناً فاناً ہوئی ہو۔ گواہ سوائے اس کے کہ بیہوش سے ہو گئے ہوں ہمیشہ ہر تفصیل کے متعلق واقفیت کا اظہار کرتے ہیں "میں نہیں جانتا" کہنے کے لیے غالباً اخلاقی جرأت درکار ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ گواہ فریب دینا چاہتے ہیں لیکن جن امور کو انھوں نے دیکھا نہ ہو سمجھ جاتے ہیں۔ اور اس کو ان امور سے جن کو انھوں نے فی الواقع دیکھا ہے۔ مخلوط کر دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ خود مجھے گاڑی کی ایک بری ٹکر کا حادثہ پیش آیا۔ اتفاق سے مجھے دیکھنے کا بہت اچھا موقع تھا۔ اور میں چند ثانیوں سے زیادہ کے لیے حیران نہیں ہو گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ میں جانتا ہوں کہ ٹکر کس طرح ہوئی۔ لیکن میں اس سے بھی واقف ہوں کہ میرا یہ علم تھوڑا بہت جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسی پر قیاس کرنے اور نتائج نکالنے سے حاصل ہوا ہے اگر مجھے اپنے پیشے کے تجربے کی تنبیہ نہ ہوتی تو مجھے کوئی شبہہ نہیں کہ میں سمجھ لیتا کہ میں نے پورا واقعہ دیکھا ہے۔"

صہ ۵۹۷

دفعہ ۶۴۵: فریق کے خود اپنے گواہ کے اعتبار کو ساقط کرانے کے متعلق ہم پہلے قانون عمومی کا ذکر کریں گے۔ اور بعد میں قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء۔ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۰ کی رو سے جو کچھ تبدیلی ہوئی ہے اس کو بیان کریں گے۔ سو پہلے قانون عمومی کو لیجئے۔ مسلمہ اصول یہ تھا کہ کسی فریق کو

اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ وہ اپنے گواہ کے اعتبار کو ساقط کرنے عام شہادت پیش کر سکے۔ یعنی یہ شہادت کہ حلف اٹھانے کے باوجود وہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ کسی گواہ کو طلب کرنے سے فریق عدالت کو باور کراتا ہے کہ وہ قابل اعتبار ہے۔ یا کم از کم اتنا بدنام نہیں ہے کہ کلیتہً ناقابل اعتبار ہو۔ اور اسی لیے اگر وہ بعد میں صداقت سے متعلق اس کے چال چلن پر حملہ کرے تو یہ نہ صرف عدالت سے بد دیانتی ہوگی بلکہ کتابوں کے الفاظ میں "اس کی وجہ سے فریق اس قابل ہو جائے گا کہ اگر گواہ اس کے خلاف گواہی دے تو اس کو تباہ کر دے۔ اور اگر وہ اس کے موافق گواہی دے تو اس کو اچھا گواہ ثابت کرے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں گواہ کے اعتبار کو ساقط کرنے کا یہ ہتھیار رہتا ہے"[1] فریق ضمنی طور پر اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کر سکتا تھا۔ یعنی یہ شہادت پیش کرنے سے کہ جو گواہی اس نے دی ہے وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے[2]۔ اس سے بد دیانتی کا خفیف سا قیاس بھی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ امر حد درجہ غیر منصفانہ و لغو ہوگا کہ فریقین کو ان کے گواہوں کے بیانات کا پابند کر دیا جائے حالانکہ ان کے اور ان گواہوں کے درمیان کوئی اشتراک حقیت نہیں ہوتی ہے۔ اور گواہ محض ضرورۃً طلب کیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ امر کہ کیا کوئی فریق یہ ثابت کر سکتا ہے کہ خود اس کے گواہ نے عدالت سے باہر ایسے بیانات دیے ہیں جو اس کی گواہی کے مغایر ہیں ایک ایسا امر تھا جس کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ گو اکثر نظایر سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا[3]۔ ایک طرف سے حجت کی جاتی تھی کہ یہ امر اس عام اصول کے تحت

---

[1] دیوانی مقدمات جوری از ٹیلر، ۲۹۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۲۵۔ طبع دہم۔

[2] شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۲۶۔ طبع دہم۔

[3] مقدمات کے لیے دیکھیئے شہادت از ٹیلر دفعہ ۱۰۴۹۔ طبع اول۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۲۸ و بعد طبع دہم۔ ملہولیش بنام کولیر۔ ۱۵۔ کوئینس بنچ ۸۷۸۔

آجاتا ہے[1] کہ کسی فریق کو خود اس کے گواہوں کا راست طور پر اعتبار ساقط کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ متضاد بیانات کی شہادت سماعت کرنے سے تنقیحات بڑھ جاتی ہیں۔ فریق اس قابل ہوجاتا ہے کہ گواہ کے مجرد بیان کو جوری کے سامنے پیش کرے جس کا اثر عملاً اصل شہادت کا ہوجاتا ہے[2] سازش و اختراع کا بھی کچھ خطرہ ضرور رہیگا۔ کیونکہ گواہ سے کہا جاسکتا ہے کہ عدالت سے باہر کوئی بیان محض اس غرض سے دے کہ اُس کو محفوظ کرلیا اور بعد میں اس کی تردید کرنے کے لیے پیش کردیا جائے۔ اور ممکن ہے کہ جوری ایسے بیان کو مقدمے کی اصل شہادت تصور کرنے۔ نیز حلف اور صداقت کی دوسری تہدیدات کا فائدہ یہ ہے کہ ان واقعات کو ظاہر کرائے جن کو فریقین پوشیدہ رکھنا چاہتے ہوں۔ اور کسی گواہ کی اس طرح پر تردید کئے جانے کی اجازت دینے سے اس کو ترغیب ہوتی ہے کہ وہ عدالت میں دروغ حلفی کے ذریعے سے اپنے ایسے غلط یا بے سوچے سمجھے بیانات پر اصرار کرے جن کو اس نے عدالت سے باہر دیا ہو۔ دوسری طرف کی حسب ذیل حجت ایک مستند کتاب سے لی گئی ہے[3]۔ "کہا جاسکتا ہے کہ ایسی شہادت پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تو عام شہادت کے ذریعے سے خود اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کرنا ہے۔ کیونکہ گو کسی فریق کو جو جان بوجھ کر کسی برے چال چلن کے شخص کو بطور گواہ طلب کرے۔ اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ اگر اس کی گواہی اس کے موافق نہ نکلے تو گواہ کے عام برے چال چلن کی راست طور پر شہادت پیش کرکے اس کی گواہی کو بے اثر کردے۔ تاہم یہ محض انصاف ہوگا کہ اس کو اجازت دی جائے کہ اگر وہ ثابت کرسکے تو ثابت کرے کہ گواہ کی شہادت بالکل خلاف توقع ہے۔

[1] شہادت از فلپس دا ایا ص ۹۰۴۔

[2] شہادت از ٹیلر دفعہ ۱۰۴۰۔ طبع اول۔

[3] شہادت از فلپس دا ایا ص ۹۰۵۔

اور گواہ کے ان بیانات کے بھی خلاف ہے جو سماعت مقدمہ کے مدنظر دریافت کرنے پر اس نے دئے تھے۔ نیز یہ کہ یہ طریقہ کسی مکار گواہ کے فریب سے بچنے ضروری ہے۔ کیونکہ وگرنہ وہ کسی فریق سے اس کے موافق گواہی دینے کا وعدہ کرکے (اور دراصل فریق مخالف کا طرفدار رہ کر) بعد میں مخالفانہ گواہی سے اس کے مقدمے کو تباہ کردے سکتا ہے۔ اور یہ کہ زیر غور اصول مع اس کے تردیدی شہادت پیش کرنے کے مذکورۂ بالا استثنیٰ کے ایک ہی ہونا چاہئے۔ چاہے گواہ ایک فریق کی جانب سے پیش ہو یا دوسرے فریق کی جانب سے۔ اور یہ کہ جوری کا تردیدی امور کو اصل شہادت سمجھنے کا خطرہ دونوں صورتوں میں اتنا ہی ہوتا ہے۔ رہا سازش کا بینہ خطرہ۔ سو یہ حد درجہ غیر اغلب ہے۔ اور اس کو آسانی سے معلوم کرلیا جاسکتا ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اس میں نہ صرف فریقین مقدمہ کے مفاد مضمر ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے زیادہ اہم مفاد۔ یعنی فوجداری و نیز دیوانی کارروائیوں میں دریافت صداقت کا مفاد بھی۔ ہمیں ملحوظ رکھنا چاہئے کہ شہادت کو جانچنے اور اس کی وقعت کا اندازہ لگانے آزادی دینے ہی سے اغراض انصاف بہترین طریقے پر حاصل ہوتے ہیں۔ اور خصوصاً فوجداری معدلت گستری میں شہادت سابقہ مخالف بیانات کی نامنظوری سے نہایت بڑے نتائج وقوع پذیر ہوسکتے ہیں۔" علاوہ ازیں یہ لازمی نہیں ہے کہ اپنے گواہ کی تردید کرنے سے فریق کا مقصد اس کی صداقت پر اعتراض کرنا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ صرف اس کے قصور حافظہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہو[1]۔

۵۶۸ قانون کی یہ حالت تھی جب کہ قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا دفعہ ۲۲ نافذ کیا گیا۔ ابتداً یہ قانون صرف دیوانی عدالتوں پر قابل پابندی تھا[2]۔ لیکن بعد میں قانون ضابطۂ فوجداری

---

[1] شہادت از ٹیلر دفعہ ۱۰۴۷۔ طبع اول۔
[2] دیکھیے دفعہ ۱۰۳۔

۱۸۶۵ء کی رو سے[1] اس کو تمام عدالت ہائے انصاف یعنی دیوانی و فوجداری عدالتوں پر واجب التعمیل کر دیا گیا۔ نیز ان تمام اشخاص پر بھی جو قانوناً یا بہ رضامندی فریقین شہادت سننے، منظور کرنے اور جانچنے کے مجاز ہوں۔ مؤخر الذکر کے قانون کے دفعہ (۳) نے اول الذکر قانون کے دفعہ ۲۲ کو منسوخ کیا۔ لیکن بعینہ انھیں الفاظ میں اس کو دوبارہ وضع بھی کر دیا کہ "اس فریق کو جس نے گواہ پیش کیا ہو اجازت نہیں ہو گی کہ اس کے اعتبار کو اس کے برے چال چلن کی عام شہادت پیش کر کے ساقط کرے۔ لیکن اگر جج کی رائے میں گواہ مخالف ہو گیا ہو تو فریق دوسری شہادت سے اس کی تردید کر سکیگا یا بہ اجازت عدالت کی اجازت سے یہ بھی ثابت کر سکے گا کہ گواہ نے دوسرے مواقع پر اس کی موجودہ شہادت کے مغایر بیان دیا ہے لیکن قبل اس کے کہ مؤخر الذکر شہادت پیش ہو سکے۔ اس مبینہ بیان کے ان حالات کو جن سے وہ موقع جس پر یہ بیان دیا گیا تھا ظاہر ہو جائے گواہ سے بیان کر دینا چاہیئے۔ اور اس سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا اس نے ایسا بیان دیا ہے یا نہیں۔" اس دفعہ کے لفظ "مخالف" کو اس معنی میں سمجھنا چاہیئے کہ گواہ کی ذہنیت ہی اس فریق کے متعلق جس نے اس کو طلب کیا ہو معاندانہ ہے۔ اس لفظ کے صرف یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کی گواہی اس فریق کے ناموافق ہو گئی ہے[2]۔ اور کسی گواہ کی گواہی کی تردید کرنے والا بیان ممکن ہے کہ متعدد دستاویزات میں ہو۔ جن میں کوئی ایک بنفسہ اس کی تردید کے لیے کافی نہ ہو[3]۔ اس دفعہ کے تحت جج کی صوابدید قطعی ہوتی ہے اور عدالت اس کی نظر ثانی نہیں کر سکتی[4]۔

---

[1] ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸۔ قانون ۱۸۶۵ء کے دفعات ۲۱ و ۲۷ کو قانون نظر ثانی قانون موضوعہ کی رو سے منسوخ کیا گیا۔

[2] گرنیف بنام اکلس۔ ۵ کامن بنچ (سلسلۂ نو)۔

[3] جیکس بنام تھوماسن۔ ۱۔ بسٹ و اسمتھ ۵۴۷۔

[4] ایس بنام ہوورڈ۔ ۱۶۔ کوینس بنچ ڈیویژن ۱۸۱۔

دفعہ ۶۴۶: کہا جاتا ہے کہ فوجداری مقدمے کی سماعت میں یہ امر مضمر ہے کہ عدالت کافی وجہ کی بنا پر اس کو ملتوی کر سکتی ہے[1]۔ لیکن ۱۸۵۴ء تک اس اصول کو دیوانی مقدمات میں تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن اس سال قانونِ ضابطۂ قانون عمومی ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۱۹ کی رو سے عدالت کو اختیار التوا دیا گیا۔ اب اس دفعہ کو "قواعد عالیہ عدالت" میں فی الجملہ دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔ اور اس کی رو سے جج اگر اغراض انصاف کے مدنظر مناسب سمجھے تو کسی مقدمے کی سماعت کو ایسے وقت و مقام و شرائط پر جو اس کی دانست میں مناسب ہوں ملتوی کر سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۶۴۷: دیوانی مقدمات میں شہادت کی بیجا منظوری یا نامنظوری کی بنا پر مقدمے کی از سر نو سماعت ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس عدالت کی رائے میں جس کو درخواست دی گئی ہو ایسا کرنے کی وجہ سے فی الجملہ ناانصافی ہوئی ہو۔ وگرنہ نہیں۔ اور اگر عدالت کی رائے میں یہ ناانصافی امور نزاعی کے ایک حصے یا بعض یا صرف ایک فریق کے خلاف ہی ہوئی ہے تو عدالت ایک حصے کے متعلق آخری فیصلہ سنا سکتی۔ اور دوسرے حصے یا دوسرے فریق یا فریقوں کے متعلق از سر نو سماعت کا حکم دے سکتی ہے۔

۵۶۹

قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۷۳ء دفعہ ۱۹ کی رو سے عدالت عالیہ کے کسی فیصلے سے عدالت مرافعہ میں مرافعے کا عام حق ہے۔ اور قانون عدالتہائے ضلع ۱۸۸۸ء کے دفعہ (۱۲۰) کی رو سے عدالت ضلع کے فیصلے سے

---

[1] از بلاکبرن جسٹس بمقدمۂ ملکہ بنام کیاسٹرو۔ لا رپورٹ دکوئنس بنچ۔ ۵۰-۳۵-۳۵۶۔

[2] حکم سی وششم قاعدہ ۳۴۔

عدالت عالیہ میں۔

دفعہ ۴۳۶: فوجداری مقدمات: پہلے کہا جاتا تھا کہ ان مقدمات کے فیصلہ جات کے متعلق درخواست ہائے اعتراض نہیں کی جا سکتیں[1] اور یقیناً عملدرآمد یہی تھا۔ گو جرم خفیف[2] کی بعض صورتوں میں عدالت عالیہ از سر نو سماعت کا حکم دیتی تھی لیکن جرم سنگین کی صورتوں میں نہیں دیتی تھی۔ نیز سابق میں جب کبھی صدر عدالت فوجداری یا عدالت دورہ کنندہ کے اس جج کو جس نے کسی فوجداری مقدمے کی سماعت کی ہو قانون یا شہادت کے کسی امر کے متعلق شبہہ ہو تو وہ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے غور کرنے کے لیے اس امر کو محفوظ کر دیتا۔ ان کے سامنے اس امر پر بحث کی جاتی۔ اور اگر ان کی دانست میں ملزم کو بے جا طور پر مجرم قرار دیا گیا ہے تو وہ معافی کی سفارش کرتے لیکن ان ججوں کی جو اس طرح پر سماعت کرتے تھے حیثیت عدالت کی نہیں ہوتی تھی بلکہ مشورہ دینے کے لیے اس جج کے ایسسرس (assessors) کی جس نے کہ مقدمے کی سماعت کی۔ اور اس امر کو ان کے غور کرنے کے لیے پیش کیا تھا۔ قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۷۸ کی رو سے یہ حالت بدل دی گئی۔ اور تمام ان امور کے فیصلے کے لیے جن کو ہر قسم کی عدالت ہائے دورہ کنندہ محفوظ کر دیں ایک مستقل عدالت جس میں کم سے کم پانچ جج ہوں مقرر کی گئی[3] لیکن نہ تو قدیم عملدرآمد اور نہ اس قانون موضوعہ

[1] شہادت از فلپس و ایاس ۱۴۹۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۱۴۸۔ ۲۲۰۵۔ طبع دہم۔

[2] عملدرآمد جرائم فوجداری از آرچی بولڈ ۹۶ - ۹۷۔ ملک بنام وائٹ ہاوس ۱۔ ڈرسلی کرمنل کیس ۱۔ ملک بنام ارل ۲۔ ایلس و بلاکبرن ۹۴۲۔

[3] ملک بنام بنہ اینڈ۔ لا ریورٹ ۱۔ پریوی کونسل۔ ۲۰ - ۵۲۔ ملک بنام اسکیف ۱۸۵۸ء ۲ ڈیرسن مقدمات فوجداری ۱۸ - ۲۸۱۔ اس مقدمہ میں از سر نو سماعت کا حکم دیا گیا تھا۔ سوال اختیار سماعت اٹھایا نہیں گیا تھا۔ یہ مقدمہ اب قانون نہیں ہے۔ اس مقدمہ پر اڈیٹر کا نوٹ دیکھیے رپورٹ صفحہ ۲۸۶۔

[4] مزید ملاحظہ ہوں دفعہ ۴۷ قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۷۳ء قوانین موضوعہ از جٹی عنوان (جوڈیکیچر) اور

ہی کی تحت فوجداری کارروائی کے فریقین کو جج کے فیصلے کی نظر ثانی کرانے کا کوئی لازمی وجبری حق حاصل تھا۔ اس خصوص میں خفیف سی تبدیلی کرنے کی ایک کوشش جو ۱۹۰۵ء میں کی گئی وہ ناکام رہی۔ (دیکھئے پیچھے صفحہ ۵۰۴۔ اصل کتاب نوٹ ۱۴) لیکن مارچ ۱۹۰۶ء میں ایک نہایت ہی دور رس مسودہ لارڈ چانسلر لارڈ لوری برن (Lord Chancellor, Lord Larebarn) نے پیش کیا۔ اس کی رو سے ہر اس شخص کو جسے کسی چالان پر مجرم قرار دیا گیا ہو تمام امور یعنی پر چاہے یہ امور قانونی ہوں کہ واقعاتی یا دونوں قسم کے مرافعے کا غیر محدود حق تجویز کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی تجویز کیا گیا تھا کہ یہ مرافعہ ایک ایسی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ جس میں عدالت عالیہ کے کم سے کم تین جج ہوں گے۔ آخر کار یہ نہایت ہی ضروری اصلاح قانون مرافعۂ فوجداری ۱۹۰۷ء (۷ ایڈورڈ ہفتم، باب ۲۳) کے وضع ہونے سے عمل میں آئی۔ اس قانون کے متن کو کلیتہً اس کتاب کے ضمیمۂ ب میں درج کیا گیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۸۱ء۔ ایضاً عنوان کریمنل لا۔

ص ۵۷۱

حصۂ دوم

گواہوں پر سوالات ابتدائی و سوالات جرح کے ابتدائی قواعد

صفحات اصل کتاب، صفحات ترجمہ

دفعہ ۶۴۹:- حصۂ ماسبق میں اس کتاب کا اصل موضوع ختم کر دیا گیا ہے حصۂ دوم میں جو اب زیر غور ہے ہم قانون یا عملدرآمد کا ذکر نہیں کریں گے۔ بلکہ ان ابتدائی اصولوں کو بیان کریں گے۔ جو اڈوکیٹ کے گواہوں کے ساتھ برتاؤ کے لیے مشعل ہدایت ہیں۔ ان امور کا تجربہ رکھنے والے قارئین کو یہ حصہ نہایت ہی پامال نظر آئے گا۔ لیکن یہ ان کے لیے نہیں لکھا گیا ہے[1]۔

[1] یہ حصہ چونکہ صرف ان لوگوں کے لیے لکھا گیا ہے جن کو ابھی عدالتوں کا تجربہ یا تو ہوا نہیں ہے یا بہت کم ہوا ہے اس لیے ہم کو شاید معاف کیا جائے گا اگر ہم بعض اساتذۂ ممالک غیر کے نوجوان اڈوکیٹ کے لیے حسب ذیل دانشمندانہ نصیحت کو یہاں نقل کر دیں۔ "نوجوان شخص کے چہرے سے یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ وہ متین ہے اور اسے اپنی ذات پر بھروسا ہے۔ اس کو اپنا مقدمہ مضبوطی سے لیکن مودبانہ الفاظ وطرز سے بیان کرنا چاہیئے اس کو طول طویل طریقے سے اپنے مقصد کو بیان کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور اسے نفس مضمون سے کبھی نہیں ہٹنا چاہیئے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کے مقدمے کی توجہ سے سماعت کی جائے تو اسے متانت نہ کہ تکبر سے درخواست کرنی چاہیئے۔ اسے نہ اپنے کو بہت بڑھانا چاہیئے۔ اور نہ بہت گھٹانا۔ اور وہ جتنا اپنے متعلق کم بول سکے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ اگر اس کی بحث یا طرز بیان پر وجہ تنقید پائی جائے تو اس کو صبر سے برداشت کرنا چاہیئے۔ بہترین تصانیف بھی اس سے بالا نہیں۔ اور خصوصاً اس نوجوان شخص کو اپنے متعلق یہ خوشخیالی نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہ فوراً ہی اس خراج کی ادائی سے بالا ہے جس سے وہ اشخاص بھی جو وکالت کرتے کرتے بوڑھے ہو گئے۔ مستثنیٰ نہیں ہیں" "مختصر تاریخ جماعت وکلا" از بوشے دارگس (Histoire Abrégée de l'ordre des Avocats. Par M Boucher d' Argis) باب ۱

قارئین کرام کو یہ نصیحت تصنیف موسیو ڈوپان "پیشہ وکلا۔ یعنی اس پیشے سے متعلق مجموعۂ نکات"

۵۷۲ **دفعہ ۶۵۰:** یہ خیال بہت ہی عام ہے کہ اس موضوع پر تمام بحث و مباحثہ بے سود و لایعنی ہے۔ یہ خیال کچھ تو اس موضوع کو سطحی طور سے مطالعہ کرنے کی وجہ سے ہے اور کچھ کوانٹیلین (Quintilian) کے ایک فقرے کو غلط سمجھنے کی وجہ سے۔ اس فقرے کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی رائے میں گواہوں سے موثر طریقے پر سوالات کرنے کی قابلیت یا تو فطری ذہانت و تیزی کا نتیجہ ہوتی ہے یا مشق کا۔ اگر اس رومن نقاد کا مطلب یہ تھا جو یقیناً اس کے الفاظ سے ظاہر نہیں ہے ——— اس کے الفاظ تو یہ ہیں کہ "وہ یہ قابلیت تو فطری ذہانت و مشق سے حاصل ہوتی ہے"——— کہ وکلا کی ہدایت کے لیے اس خصوص میں کوئی اصول نہیں قرار دیے جا سکتے۔ تو وہ بعید تضاد بیانی کا مرتکب ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی باب میں جس میں سے مذکورۂ بالا فقرہ لیا گیا ہے[له] وہ اس خصوص میں لیے متعدد قواعد بیان کرتا ہے جن کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: (M. Dupin's Work Profession d'Avocat-Recucil de Pi eces contenant l'Excercise de cette Profession") میں ملے گی حسب ذیل تراشے ہیں بھی احتیاط کی اچھی نصیحت ہے۔ "وہ بعض دوسرے وکلا سامعین کے حافظے پر بار نہ ڈالنے کے خیال سے صرف نتائج بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور ان نتائج کو بھی تو وہ بقول ان کے سلسلۂ نظائر کے تحت جمع کرتے ہیں اور کبھی سوالات کے تحت۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اپنا فرض نہایت خوبی سے ادا کر دیا ہے اگر وہ ان عنوانات کے تحت متعدد مقدمات حقیقت کی توضیح کے ساتھ بیان کر دیں۔ وہ ہر چیز کو حافظے پر چھوڑتے ہیں۔ اور جو لوگ جدید نظائر بیان کرتے اور ہر سوال سے متعلق قوانین کے الفاظ تک دہرا دیتے ہیں۔ انھیں وہ عام مقرر سمجھتے ہیں۔ جنھیں بعید متعدد مقدمات اور متعدد فلسفیانہ اقوال یاد ہیں۔ اور جو ان آلات کے ذریعے سے اتنا شور مچاتا ہے کہ جج کانپ جاتے" دیباچہ انسٹیٹیوٹ ار جینیکس صفحہ ۹۔

له (Quintilian Inst orat) کتاب ۵ باب ۷ بر گواہ۔ کوانٹیلین سقراطی فلاسفہ کے مکالمات کو خصوصاً افلاطون کے مکالمات کو فن جرح کی اچھی مثالیں کہتے ہیں۔ افلاطون کے "ان ہی مکالمات"

ہر زمانے میں پسند کیا گیا ہے۔ اور جن کو پڑھنے کی خود ہمارے قانون میں بھی اساتذہ نے سفارش کی ہے[1]۔ یہ باب دراصل زیادہ تر انھیں قواعد پر بنی ہے۔ جیسا کہ ان کے مسلسل حوالوں سے ظاہر ہوگا۔ دراصل یہ عجیب بات ہوگی کہ دوسرے علوم و فنون میں تو کمال مطالعے و تجربے سے حاصل ہو سکتا ہو۔ لیکن گواہوں پر موثر طریقے سے سوال کرنے کی قابلیت ـــــ جو بڑی حد تک فطرت انسان کے علم اور دروغ و فریب کے طریقوں سے واقفیت پر بنی اور اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ ادارۂ عدالت ـــــ کے حصول کے لیے کوئی مقررہ اصول ہی نہ ہوں۔

دفعہ ۶۵۱: ''سوالات ابتدائی'' و ''جرح'' کے الفاظ معمولاً گواہوں پر علی الترتیب اس فریق کے سوالات سے جو انھیں عدالت میں پیش کرتا اور اس کے مخالف کے سوالات سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ پچھلے حصے میں دکھایا گیا ہے[2]۔ ان دونوں سے متعلق عملدرآمد کے قانونی قواعد زیادہ تر اس اصول پر بنی ہیں کہ ہر گواہ کے متعلق جو پیش ہو کم از کم ابتدائً یہ قیاس کر لیا جائے کہ وہ اس فریق کے موافق ہے جس کی جانب سے کہ وہ پیش کیا گیا ہے لیکن بسا اوقات واقعہ بالکل اس کے خلاف ہوتا ہے۔ اور اس لیے ذیل میں لفظ جرح کو ''سوالات بر گواہ مخالف[3]'' کے معنوں میں

صد ۲۰۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ (ڈیوائن ڈیالاگس Divine Dialogues) فیثاغورث السیبیاڈس دوم تھیگس اور یوتھیفرن کے مکالمات (Protagoras, Second Alcibiades, Theages and Eulyphron) خصوصی طور پر دیکھیے۔

[1] شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۷۲۔ شہادت از فلپس و ایماس ۹۰۸۔ شہادت از گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۴۴۶۔ طبع شانزدہم۔ نوٹ ۱

[2] اوپر دفعات ۶۴۱-۶۴۲۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ دفعات ۴۹۶ و ۵۰۰۔

بھی استعمال کیا جائے گا۔ یعنی وکیل کے ایسے گواہ پر سوالات کے لیے بھی جو اس کے مخالف ہو۔ اور بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ کس کی جانب سے عدالت میں پیش ہوا ہے۔

دفعہ ۶۵۲: پہلی صورت یعنی ان گواہوں پر سوالات کی صورت میں جو اس وکیل کے موافق ہوں جو اس سے سوالات کر رہا ہو۔ کوانٹیلین کی حسب ذیل نصیحت اس کی تصنیف کے اس حصے سے لی گئی ہے جس کا حوالہ دے دیا گیا ہے[۱]۔ "اگر اس کا گواہ ایسا ہے جس کی بیحد طرفداری کی وجہ سے مقدمے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو وکیل کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ اس کی طرفداری ظاہر نہ ہو سکے۔ اس کو ایک دم امر تنقیحی کے متعلق سوال نہیں کر دینا چاہیئے۔ بلکہ اس تک پیچ در پیچ طریقے سے پہنچنا چاہیئے تا کہ وہ امر جس کو گواہ بے اختیار کہہ دینا چاہتا ہو ایسا معلوم ہو کہ پوچھ پوچھ کر کہلایا گیا ہے۔ ایسے گواہ پر بہت زیادہ دیر تک بھی سوالات نہیں کرنا چاہیئے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے عام جوابات کی وجہ سے اپنی گواہی کو ناقابل اعتبار بنا دے۔ اس سے صرف اتنا پوچھنا چاہیئے جتنا کہ ایک گواہ سے پوچھ کر حاصل کرنا کافی ہو[۲]۔ اسی طرح جب اڈوکیٹ یا وکیل کو اپنے مقدمے کے متعلق گواہ کا رجحان معلوم نہ ہو"۔ اگر چالان کنندہ کو گواہ کا رجحان معلوم نہ ہو تو آہستہ آہستہ یا جیسا کہ کہا گیا ہے قدم بقدم اس سے سوال کر کے اس کا رجحان معلوم کرنا۔ اور اس کی اس جواب کی طرف رہنمائی کرنی چاہیئے جو مطلوب ہو۔ لیکن بعض وقت چونکہ گواہ چال چلتے ہیں۔ اور پہلے پہلے سوال کرنے والے کے موافق جواب دیتے ہیں۔ تا کہ بعد میں اطمینان سے اس کے خلاف میں گواہی دیں اسی لئے کونسل کا فرض ہے کہ مشتبہ گواہ کو نقصان پہنچنے سے پہلے خارج کر دے"۔ اسی باب کے ایک دوسرے حصے میں وہ کہتے ہیں کہ "یہ

۵۱۴

۱۔ کوانٹیلین۔ باب مذکورۂ بالا۔
۲۔ ایضاً۔

کیونکہ چالیں ہیں کہ اپنے سے ملے ہوئے گواہ کو مخالف کی جانب بھیجے تاکہ وہ اس کی جانب سے طلب ہونے پر یا تو اس (ملزم) کے خلاف گواہی دے۔ یا بظاہر اس کے موافق شہادت دے کر لیکن عمداً حد اعتدال سے آگے بڑھ کر زیادہ نقصان پہنچائے۔ گواہ کے حد اعتدال سے بڑھ جانے سے نہ صرف اس کی گواہی پر اعتبار نہیں رہتا ہے بلکہ دوسروں کی مفید گواہی کا اثر بھی کم ہو جاتا ہے۔ ان امور کا میں اس لیے ذکر کر رہا ہوں کہ ان سے پرہیز کیا جائے گا۔ نہ یہ کہ ان پر عمل کیا جائے گا۔

دفعہ ۶۵۳: "جرح" یا گواہ مخالف پر سوالات" کے موضوع سے متعلق اسی مصنف کا حسب ذیل مشہور عالم فقرہ توجہ سے پڑھنے کے قابل ہے۔ "ایسے گواہ کی صورت میں جو خوشی سے سچ نہیں کہے گا۔ سوال کنندہ کی پہلی خوش نصیبی یہ ہوگی کہ جو کچھ وہ نہیں کہنا چاہتا ہو اس کے منہ سے کہلوائے۔ اس کے کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انھیں سوالات کو دیر تک دہرایا جائے کیونکہ وہ ان کے ایسے جواب دے گا جن سے اس کی دانست میں کوئی نقصان نہیں۔ اسی طرح جب وہ بہت سی باتوں کا اقبال کر لے تو اب اس کو ایک ایسی جگہ پر پھنسا دیا جا سکتا ہے جہاں سے وہ اب اس امر کا انکار نہیں کر سکتا جن کو وہ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ جس طرح تقریر (بحث) میں منتشر دلایل کو جن سے بنفسہٖ جرم ثابت نہیں ہوتا۔ جمع کرتے ہیں۔ اور ان کے مجموعے سے جرم کا یقین پیدا کرتے اور اس کو ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح اس قسم کے گواہ سے جرم کے ماقبل و مابعد کے حالات۔ وقت، مقام و اشخاص وغیرہ کے متعلق بہت پوچھنا چاہئیے تاکہ وہ کوئی ایک ایسا جواب دے دے۔ جس کے بعد وہ مجبور ہو جائے کہ یا تو جو ہم چاہتے ہیں اس امر کا اقبال کرے یا جو کچھ وہ کہہ چکا ہے اس کی تردید کر دے۔ اگر نتیجہ یہ نہ ہو تو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ وہ بولنے سے انکار کر رہا ہے اور اس صورت میں اس پر مقدمے سے

ہٹ کر بھی ایسے سوالات کرنا چاہئے کہ وہ ان کے متعلق کسی امر میں پکڑا جا سکے اور یہ سوالات اس پر اتنی دیر تک کرنا چاہئیے کہ ضرورت سے زیادہ ہر امر کو مان لینے سے وہ جج کی نظروں میں مشتبہ ہو جائے۔ اور اس طرح پر اپنے مقدمے کو اس سے کم نقصان نہ پہنچائے جو سچ بولنے کی صورت میں پہنچاتا............ سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم گواہ کو پہچانیں۔ کیونکہ اگر وہ بزدل ہو تو گھبرا دیا جا سکتا ہے۔ اگر بے وقوف ہو تو گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر جوشیلا ہو تو بھڑکا دیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ خود ستا ہے تو تعریف سے خوش کیا جا سکتا ہے۔ اگر اکتا دینے والا ہے تو اس سے کام کی بات کہلوائی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ سمجھدار اور ایک ہی قول کا شخص یا مخالف و ضدی ہے تو اس کو فوراً ہی چلا دینا چاہئے۔ یا اس کی تردید کرنی چاہئے لیکن سوالات کے ذریعے سے نہیں بلکہ کونسل کے اس سے کم از کم سوالات کرنے۔ یا شاید ڈھونڈا کرنے والے کسی شایستہ چلے یا اگر اس کی زندگی کی کوئی غلطی معلوم ہو تو اس کو اس الزام کی برائی سے پریشان کر دینے سے ایک ایماندار و معزز گواہ پر سختی سے حملہ کرنا مفید نہیں ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اکثر وہ لوگ جو اپنے پر حملہ کرنے والوں سے جنگ پر آمادہ ہو جاتے ہیں ضبط سے کام لینے سے نرم پڑ جاتے ہیں۔ گواہوں پر تمام سوالات جو کئے جا سکتے ہیں وہ یا تو نفس مقدمہ کے متعلق ہوتے ہیں یا اس سے ہٹ کر نفس مقدمہ پر کونسل کے بار بار سوالات کرنے۔ زیادہ دور رس سوالات کرتے جانے ایسے نقطۂ نظر سے سوالات کرنے سے جس کے متعلق کوئی شبہہ نہ ہو اور گزشتہ واقعات کا بعد کے واقعات سے مقابلہ کرنے سے گواہوں کی اکثر ایسی حالت کر دی جا سکتی ہے کہ کونسل کو ان کی مرضی کے خلاف مفید معلومات حاصل ہو جاتے ہیں۔ بعض وقت حسن اتفاق سے گواہ مغائر بیانی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ بعض وقت (اور نسبتہً یہ زیادہ پیش آتا ہے) ایک گواہ دوسرے کی تائید کرتا ہے۔ نیز ذہانت و ہوشیاری سے سوالات کرنے سے یہی نتیجہ جو بالعموم حسن اتفاق سے وقوع پذیر ہوتا ہے استدلال کے ذریعے

سے بھی نکل سکتا ہے۔ نفس مقدمہ سے ہٹ کر جو سوالات کئے جاتے ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے سوالات ہیں جن سے مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً دوسرے گواہوں کی زندگی کے متعلق اور ہر گواہ سے خود اس کی زندگی کے متعلق۔ آیا ان سے کمینہ پن۔ رذالت ظاہر ہوتی ہے یا ان کو مستغیث سے دوستی اور ملزم سے دشمنی ہے۔ ان سوالات کے جواب میں وہ یا تو کچھ کام کی بات کہہ دیتے ہیں یا غلط بیانی کرتے ہوئے۔ یا ضرر رسانی کی خواہش کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ گواہوں پر سوالات نہایت احتیاط و ہوشیاری سے کرنا چاہئے۔ کیونکہ گواہ بعض وقت اپنے دوستوں کے خلاف شایستہ الفاظ میں گواہی دیتے ہیں۔ ایسے گواہ پر سوال کنندہ کی جانب سے خاص مہربانی کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن گواہ اچانک اپنی گواہی کو بیچ میں روک دیتا ہے تاکہ وہ (جو عام طور پر غیر ماہر بھی ہوتا ہے) سمجھ سکے۔ یا اس سے انکار نہ کر سکے کہ وہ اب سمجھتا ہے۔ اس واقعے سے سوال کنندہ کو کچھ کم خفت اٹھانی نہیں پڑتی ہے[1]۔

۵۷۵

دفعہ ۶۵۴: گواہ مخالف پر سوالات کی بحث میں ہم حسب ذیل، صورتوں پر علحٰدہ علحٰدہ غور کریں گے (۱) جب کہ گواہ کی شہادت کلیتہً غلط ہو۔ (۲) جب کہ اس کا صرف ایک جزو صحیح ہو لیکن گواہ نے کل معاملے پر یا تو بعض واقعات کے ترک کر دینے یا بعض کے اضافے یا دونوں طریقے سے ایک غلط رنگ چڑھا دیا ہو۔ اول الذکر کی سب سے ظاہر گو نہایت ہی شاذ مثال یہ ہو گی کہ گواہ کے جواب سے جو واقعہ ثابت ہوتا ہے وہ ناممکن واقعہ ہوتا ہے۔

۵۷۶

دفعہ ۶۵۵: لیکن مذکورۂ بالا صورتیں لازماً بہت ہی شاذ ہوتی ہیں۔

---

[1] گرانیٹیلین باب مذکورۂ بالا

اکثر صورتوں میں اڈوکیٹ کی کوشش اس امر پر صرف ہونی چاہیئے کہ وہ اس واقعے کو جس کو گواہ نے حلف اٹھا کر بیان کیا ہے غیر اغلب یا اخلاقی طور پر ناممکن ثابت کرے۔ سوسانہ و شیوخ (Susannah and the Elders) کا قصہ جو انجیل کے ناقابل اعتبار حصے میں بیان کیا گیا ہے اس کی نہایت ہی قدیم اور نہایت ہی اچھی مثال ہے۔ اس میں دو جھوٹے گواہوں کا علیحدہ علیحدہ اظہار لیا گیا۔ اور ان سے پوچھنے پر کہ کس قسم کے درخت کے نیچے فعل مجرمانہ کا ارتکاب کیا گیا تو ایک نے کہا کہ ماسٹک (Mastick) درخت کے نیچے اور دوسرے نے کہا کہ "ہوم" (holm) درخت کے نیچے۔ مقدمۂ ایوانس بنام ایوانس (Evans v. Evans) میں لارڈ اسٹوول (Lord Stowell) کے فیصلے سے بھی یہ امر ظاہر ہے کہ کس طرح ایک مبینہ معاملہ ماحول سے اس کی مغایرت کی وجہ سے غلط ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک جدید مقنن پوچھتے ہیں کہ "تم نے شام کے کھانے پر کیا کھایا" نفس مقدمہ کے لیے شام کے کھانے کے اشیا کی فہرست قطعاً غیر متعلق و بیکار تھی۔ لیکن اگر کسی تازہ و اہم موقع کی دعوت کے کھانوں کی بابت چھ اشخاص جو سب کے سب شریک سمجھے جاتے ہوں۔ الگ الگ فہرست بتائیں تو یہ مغایرت کم از کم ان میں سے بعض شریک نہیں ہونگے کافی قابل اطمینان گو قرائنی قسم کی شہادت ہوگی"۔ اس کا اطلاق اکثر عذر عدم موجودگی کی تکذیب کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ عذر بہت ہی شاذ و نادر کامیاب ہوتے ہیں۔ اگر گواہوں پر ایک دوسرے کے غیاب میں ہوشیاری سے جرح کی جائے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ عدالتیں وجوریاں جانتی ہیں کہ مجرموں کے پاس عذر عدم موجودگی نہایت ہی پسندیدہ عذر ہے۔ اور اسی لیے وہ ایسے صحیح عذر کو بھی شبہے کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

---

[1] ہاگرڈ کریمنل رپورٹ جلد ا صفحہ ۱۰۵۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۹۔

دفعہ ۶۵۶: سرتاسر جھوٹ بہ نسبت غلط بیانی کے بہت کم کہی جاتی ہے۔ اسی عنوان کے تحت مبالغہ بھی آتا ہے جس کے خطرات کو مقدمے[1] میں بیان کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے دوسرے اشکال بھی ہیں[2]۔ مثلاً:- سوال: اس لکڑی کی موٹائی کتنی تھی جس سے تم نے رئیس (Reus) کو اپنی زوجہ کو مارتے ہوئے دیکھا؟ جواب۔ وہ لکڑی کرن انگلی کے اتنی موٹی تھی دراصل وہ انسان کی کلائی کے اتنی موٹی تھی۔ اس قسم کی جھوٹ کو دروغ کمیت کہہ سکتے ہیں۔ سوال۔ رئیس داروغۂ محبس نے متوفی قیدی کو کیا کھانا کھلایا تھا۔ جواب دریائی بسکٹ دئے تھے جو اچھے کھانے کے قابل تھے۔ دراصل بسکٹ بدمزہ ہو گئے تھے اور ان پر بہت پھپھوند آگئی تھی۔ اس قسم کی جھوٹ کو دروغ کیفیت کہہ سکتے ہیں۔

دفعہ ۶۵۷: اس کی بیشمار صورتوں میں نہایت ہی صاف و معمولی صورتیں عموم و عدم وضاحت کی ہوتی ہیں " مکار شخص عام الفاظ بہت استعمال کرتا ہے[3]" "مکار شخص عام الفاظ سے بہت واقف ہوتا ہے[4]" "بہت سے عام الفاظ کا استعمال کرنا غلط بحث پیدا کرنے کے مساوی ہے[5]" جھوٹے گواہ نیز نہیں سوچنے والے اشخاص ایسے الفاظ کہتے ہیں۔ جن میں متعدد تصورات مضمر ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ واقعات اور اپنے نتائج کو مخلوط کر دیتے ہیں۔ مثلاً جب سوال یہ ہو کہ الف۔ ب (یعنی

مستعار ۵

---

[1] دیکھو دفعہ ۲۶۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۱۴۱۔

[3] ۲ کک ۴۴۔ الف۔ ۳ کک ۸۱۔ الف۔ اصول متعارفۂ قانون از ونگیٹ۔ ۶۳۶

[4] ۲ بلسٹرود ۲۲۶۔ ارول ۱۵۷۔

[5] ہہارڈ ریپورٹس ۲۳۵۔ دیکھو عدالتی شہادت از بنتھم ۱۴۷۔

مدعیٰ علیہ وغیرہ جو بھی ہو) نے کیا کیا۔ یا کیا کہا۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس نے "اقرار کیا" "وعدہ کیا" "مجاز گردانا" "توثیق کی" "اقبال جرم کیا" "اقبال کیا" "یہ سمجھ لیا گیا تھا" وغیرہ وغیرہ۔ اس صورت میں جھوٹ کو پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ بار بار سوال کر کے یہ معلوم کریں کہ فی الواقع گزرا کیا تھا۔ یعنی اس طرح پر مرکب تصور کو اس کے اجزاء میں تحلیل اور واقعات کو نتائج سے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ ایک اور صورت ایہام کی ہے۔ اور اس کے اکثر وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں جنھیں اپنی قسموں کا پاس نہیں۔ نیز وہ لوگ جو اپنے نفس کو دھوکا دے کر یہ یقین کرنے لگتے ہیں کہ اس شکل میں جھوٹ کہنا مذہبی و اخلاقی نقطۂ نظر سے یا تو اتنا مجرمانہ نہیں۔ یا اگر ہے تو صاف طور پر جھوٹ کہنے سے کم مجرمانہ ہے۔ "دروغ حلفی کے مرتکب وہ لوگ ہیں جو الفاظ کی حد تک تو اپنے حلف کا لحاظ کرتے ہیں لیکن دراصل اپنے سننے والوں کو دھوکا دیتے ہیں۔" اس کی عام مثال "کیا تم نے کیا؟" کے صاف سوال کا یہ جواب ہے کہ "شاید میں نے کیا۔"——جو اقبال جرم کے برابر بھی ہوتا ہے۔[۱]

دفعہ ۶۵۸: اس اصول کو کہ "ایک جھوٹ لاکھ جھوٹ برابر ہیں"[۲] حد سے بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ فرض نہیں کر لینا چاہیئے کہ عدالتوں میں ساری جھوٹی گواہی جھوٹ کہنے یا دھوکا دینے کے ارادے سے دی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک فریق کی طرفداری کا گواہوں کے دل پر اثر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نہ جانتے ہوئے اپنی شہادت میں واقعات کو بگاڑ کر بیان کر دیتے ہیں نیز بعض گواہ اپنی ضمیر دل سے ایک خاص طریقے پر سمجھوتہ بھی کر لیتے ہیں۔ وہ صاف جھوٹ نہیں کہتے ہیں۔ لیکن سچ کو یا اس کے ایک حصے کو چھپا دیتے ہیں۔ اور بعض دوسرے گواہ

۱؎ ۱۳ اسٹیٹیوٹ ۱۶۶۔

۲؎ اصول متعارفہ قانون از بروم۔ دیکھئے فہرست اور اس اصول کی نوٹ۔ طبع ہشتم

جن کے اصول درست اور جن کی گواہی فی الجملہ صحیح ہوتی ہے خاص خاص امور پر عمداً جھوٹ کہتے ہیں خصوصاً جب یہ امور مخصوص یا نازک قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن جرح کے ذریعے سے سچ کہلوانے کا طریقہ ان تمام صورتوں میں تقریباً ایک ہی ہے یعنی پہلے دور از کار امور کے متعلق سوالات کرنا۔ اور ان سے جو واقعات ثابت ہوں۔ ان کی روشنی میں گواہ کی شہادت کو غلط ثابت کر دینا۔

صفحہ ۸۷

دفعہ ۶۵۹: گو کوانٹیلین نے مخالف گواہوں سے مقابلے کے طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے کہا ہے کہ[1] بزدل گواہ کو ڈرایا جا سکتا ہے۔ تاہم اس مقصد کے لیے ڈرانے والے الفاظ۔ یا درشت برتاؤ بہت کارگر ہتھیار نہیں ہیں۔ کیونکہ گو بعض صورتیں ایسی بھی ہیں۔ جن میں ان کو فائدے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اکثر صورتوں میں جھوٹے ٹال مٹول کرنے اور صحیح نہیں کہنے والے گواہ کے ساتھ بہ نسبت اس کو ڈرا کر اپنے ارادوں سے واقف کر دینے کے اپنے سے خوش رکھنا کارآمد برتاؤ ثابت ہوا ہے۔ جس خوف کا کوانٹیلین یہاں ذکر کر رہے ہیں۔ اس سے ان کی مراد ملامت ضمیر۔ احساس شرم۔ ذلیل ہونے اور سزا پانے کے خوف سے ہے۔ و نیز اس ناقابل تعریف خوف سے جو ان تمام باتوں سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جھوٹی گواہی دینے والا گواہ شاذ و نادر ہی ان ذرایع سے واقف ہوتا ہے جو سوال کنندہ کے پاس اس کی گرفت اور جھوٹا ثابت کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور ان ذرایع سے تو وہ بہت ہی کم واقف ہو سکتا ہے۔ جو دوران سماعت مقدمہ میں اچانک پیدا ہو جا سکتے ہیں[2]۔ ایسا پکا بدمعاش جو گواہ کے کٹہرے میں سرتاسر جھوٹ بولنے

[1] اوپر دفعہ ۶۵۴۔

[2] دیکھو پیچھے دفعہ ۱۰۰۔

کے لیے تیار ہو کر آئے۔ اور جو اپنے اس ارادے پر باوجود رکاوٹوں اور تنبیہوں کے قایم رہے۔ نسبتاً بہت کم نظر آتا ہے اکثر اشخاص کے قلوب پر سچ کی تہدیدات[1] مسلسل گو خاموش طور پر کارفرما رہتی ہیں۔ اور گواہ کے عدالت کو گمراہ کرنے یا دھوکا دینے کے غیر منصفانہ منصوبے ہوشیاری سے ان کی طرف اس کی توجہ منعطف کرانے سے بسا اوقات مغلوب ہو جاتے ہیں۔ یہاں اور مخالف گواہ پر سوالات میں عام طور پر گواہ سے اپنا وہ مقصد چھپانا جس کے لیے سوالات کئے جا رہے ہوں بہت بڑا فن ہے۔ اس کے کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ گواہ سے غیر متعلق امور پر سوالات کریں تاکہ وہ اپنا وہ جواب بھول جائے۔ جس کی تردید کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ قتل کے ایک مقدمے میں جواب دہی یہ کی گئی تھی کہ ملزم مجنون ہے۔ اور ایک ڈاکٹر نے جو گواہی میں ملزم کی جانب سے پیش ہوا تھا حلف اٹھایا کہ اس کی دانست میں ارتکاب قتل کے وقت ملزم مجنون تھا۔ اور وہ اس کا مرتکب ایک ان روک جذبے کے تحت ہوا ہے۔ جج کو اس سے اطمینان نہیں ہوا تھا۔ اس لیے اس نے پہلے ڈاکٹر سے دوسرے امور کے متعلق سوالات کئے اور پھر پوچھا کہ "کیا تمھاری رائے میں ملزم یہ فعل کرتا اگر ایک پولس کا جوان بھی موجود ہوتا" اس کا جواب ڈاکٹر نے فوراً نفی میں دیا۔ جس پر جج نے کہا کہ "پھر تو تمھارے ان روک جذبے کی تعریف یہ ہوئی کہ وہ ایسا جذبہ ہے جو ہر وقت ان روک ہے سوائے اس وقت کے جب کہ کوئی پولس والا موجود ہو"

دفعہ ۶۶۰: لیکن اگر جرح ایک طاقتور انجن ہے تو ساتھ ہی وہ نہایت خطرناک بھی ہے۔ اور اس سے ان لوگوں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ جو اس سے کام لینا اچھی طرح جانتے ہیں۔ نوجوان اڈوکیٹ کو غور کرنا چاہیے کہ

[1] دیکھو اوپر دفعات ۱۲ — ۲۰ — ۵۵ تا ۵۹۔

عہ ۵۷۹

اگر وہ معاملہ جس کی گواہ گواہی دے رہا ہو۔ درحقیقت واقع ہوا ہے تو سیچ کی قدرتی تہدید[1] کا عمل اتنا بہم ہوتا ہے کہ یہ امر تقریباً یقینی ہے کہ گواہ کو اس معاملے کے تمام اہم حالات یاد آجائیں گے۔ اور اس کے متعلق جتنا اس کے حافظے کا امتحان لیا جائے گا اتنے ہی زیادہ حالات ظاہر ہو جائیں گے۔ جن سے اس کی گواہی کی تصدیق ہو گی نہ کہ تردید۔ اور گواہوں کا ایسے غیر اہم حالات کو بھول جانا جو قابل توجہ نہ ہوں بلکہ ان کے متعلق ان کی گواہیوں میں قدرے اختلاف بھی ان کے اعتبار میں کمی کرنے کے بجائے اضافہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے زیادہ کوئی امر مشتبہ نہیں کہ ایک طول طویل قصے کو متعدد گواہ جزئیات کی حد تک بھی بلا کم و کاست بیان کریں۔ اسی لیے یہ ایک بہت ہی مشہور و معروف اصول ہے کہ جرح کرنے والے اڈوکیٹ کو عام طور پر ایسے سوالات نہ کرنا چاہئیے جن کے ناموافق جواب اس کے خلاف قطعی ہوں گے۔ مثلاً شناخت کے معاملے میں اس کو نہ پوچھنا چاہئیے کہ کیا گواہ کو یقین ہے۔ یا یہ کہ وہ قسم کھا کر کہے گا کہ ملزم وہی شخص ہے جس کے متعلق وہ گواہی دے رہا ہے۔ دانشمندانہ طریقہ یہ ہو گا کہ اس سے ماحول۔ بلکہ دور دراز امور کے متعلق سوالات کریں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان سے متعلق اس کے جوابات سے ظاہر ہو کہ اس نے پہلے جو گواہی دی تھی۔ اس میں یا تو جھوٹ کہا تھا یا غلطی پر تھا۔ لیکن بعض حالات میں خطرناک سوالات کرنا ہی پڑتا ہے۔ خصوصاً جب کہ جواب اگر موافق ہو تو بہت مفید ہو گا۔ اور جرح کرنے والے اڈوکیٹ کے خلاف حالات اتنے بہت ہو گئے ہیں کہ ایک ناموافق جواب سے شاید ہی نقصان میں کچھ اضافہ ہو۔

دفعہ ۶۶۱: کوائٹیلین کے بعض نسخوں میں یہ الفاظ کہ " اکتا دینے والے

---

[1] اوپر دفعہ ۱۶ -

گواہ سے کام کی بات کہلوالی جاسکتی ہے[۱]" نہیں پائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ
اس کے بہترین نسخوں میں موجود ہیں۔ اور اغلب یہ ہے کہ اصلی ہیں۔ ان کا
مطلب یہ ہے کہ جو گواہ اپنے کو بہت سمجھنے کی وجہ سے یا فریق مخالف کو
فائدہ پہنچانے کے لیے یا کسی اور وجہ سے یا تونی ہوجاتا ہے تو اس کو بولنے
دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کے منہ سے متضاد باتیں نکل جائیں۔ یا وہ کوئی ایسی بات
کہہ جائے جو فریق سوال کنندہ کے کام کی ہو۔ ایک معقول[۲] رسالے کے مصنف
کہتے ہیں کہ" اس برے قسم کے گواہ وہ لوگ ہیں جو ضرورت سے زیادہ
امور" ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ایک گھوڑا جس میں وہ عیوب
وہ برائیاں ہوں جن کو دنیا برا کہتی ہے۔ ان عیوب ہی کی وجہ سے
اچھا ہے۔ فریق ثانی کے اڈوکیٹ کو ایسے گواہ کی شہادت سے زیادہ
کوئی اور گواہی مطلوب نہیں ہوتی۔ وہ گواہ کو اپنے دوست کی طرف
سے مبالغے کے بعد مبالغے سے کام لینے دیتا ہے۔ اور اس سے طرفداری
میں کمی کرنے کی خواہش کے بجائے اس میں اضافہ کرنے پر مجبور کرتا جاتا
ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کو کسی ایسے تضاد کے دلدل میں پھنسا دیتا ہے۔ جو عدالت
وجوری کی فہم سلیم کے خلاف ہوتا ہے۔ اور اڈوکیٹ بخوبی جانتا ہے کہ

۵۸۰

[۱] اوپر دفعہ ۶۵۳۔

[۲] نکات برائے گواہان عدالت انصاف" از ایک بیرسٹر (بارن فیلڈ) لندن سنہ ۱۸۱۶ Hints to witnesses in courts of justice' by a Barrister Baren field ہم لا میگزین جلد ۲۵ صفحہ ۳۶۱ سے ۳۶۰ تک ل ریپ پر چھپا ہے۔

کچھ دنوں پہلے فوج میں جسمانی تعزیر پر گرم مباحثے شروع ہوئے تھے ــــــ ایک فریق اس کو بے معنی بیرحمی کہتا تھا تو دوسرا فریق اس کو نظم ونسق فوج کے لیے ناگزیر قرار دیتا تھا۔ راقم کی ملاقات ایک فوجی عہدہ دار سے ہوئی جو اس کا سرگرم حامی تھا۔ اس نے پہلے دریافت کرلیا کہ ہم میں سے کسی نے فوج کے تازیانوں کی سزا نہیں دیکھی ہے۔ اور پھر نہایت متانت سے ہم کو یقین دلانے لگا۔ کہ یہ کچھ بھی سخت نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے ایک سو گجر کا ۹۵۰ کوڑے کھاتے اور اس کی پروانہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس جوشیلے شخص نے غور ہی نہیں کیا کہ اگر یہ صحیح ہے تو ۵۰ ــ ۱۰۰ ــ ۲۵۰ تازیانوں کی معمولی سزا سے فوجی ڈسپلین قائم نہیں ہوسکتی۔

اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اس کی گواہی کی کوئی وقعت نہیں رہے گی۔

دفعہ ۶۶۲: ہر مقدمے میں جرح کو کسی ایسے منصوبے کے تحت ہونا چاہئے جو اس کے متعلق اڈوکیٹ نے اپنے ذہن میں بنایا ہو۔ عدالتی قانونی لڑائیوں کی اکثر جنگ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور فن حرب کے اساتذہ نے اصول ہی بنا دیا ہے کہ ہر حملہ کسی خاص مقصد کے لیے کرنا چاہئے۔ یا انہیں کے الفاظ میں کسی فوج کو بغیر اس کے خط جنگ کے نہ ہونا چاہئے۔ لیکن ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ کسی فوج کا خط جنگ لڑائی شروع ہو جانے کے بعد مشکل ہی سے بدلا جا سکتا ہے۔ برخلاف اس کے دوران سماعت میں جو امور ظاہر ہوتے رہیں۔ ان سے اکثر حملے یا مدافعت کے ایسے مقامات معلوم ہو جاتے ہیں جو ابتدا میں معلوم نہیں رہتے۔ ان سے کام لینے اور ان کو اپنے موافق کر لینے کے لئے" زود فہم۔ سریع العمل و بیدار دماغ ضروری ہوتا ہے۔ اور اڈوکیٹ کے لیے ایسے ہی دماغ کو کوانٹیلین نے ایک دوسری جگہ ناگزیر قرار دیا ہے[1]۔ لیکن ایک امر میں مشابہت بہت قریبی ہے۔ اڈوکیٹ کو مثل جنرل کے ہمیشہ غور کرنا چاہئے کہ آیا وہ حملہ کرنے والا فریق ہے یا مدافعت کرنے والا۔ اور جب تک وہ کافی طاقتور نہ ہو۔ اس کو حملہ کرنے یا بار ثبوت کو بدوش خود لینے سے احتیاط کرنی چاہئے۔ اس اصول کی خلاف ورزی اس کے قدرتی ہونے کی وجہ سے فوجداری مقدمات میں ایک نہایت ہی عام نقص ہوتا ہے۔ اکثر صورتوں میں بچاؤ کی یہ ایک ہی صورت ہوتی ہے کہ ملزم کے خلاف کافی ثبوت نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کے اڈوکیٹ کی تمام قوت اسی کو ناکافی ثابت کرنے پر صرف ہونی چاہئے۔ لیکن اگر وہ اس مدافعانہ پہلو کو ترک کر کے جارحانہ پہلو اختیار کرتا ہے۔ اور ملزم کو ایک ایسا معصوم شخص ظاہر کرتا ہے۔ جس پر زبردستی ظلم کیا جا رہا ہے۔ علاشہ

[1] (Inst orat) از کوانٹیلین کتاب ۶ باب ۴۔

استغاثے کو کینے اور شہادت استغاثے کو دروغ حلفی پر مبنی کہتا ہے۔ اور عدالت کو ان کا یقین دلانے میں ناکام رہتا ہے۔ کیونکہ شہادت یا واقعات کے بغیر وہ اس میں لازماً ناکام رہے گا تو اس کے موکل کو سزا سنائی جانا یقینی امر ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۶۳: گواہوں کا موثر طریقے پر اظہار دلانا بلاشبہ قانونی پیشے کا ایک راز ہے۔ اور کم از کم اکثر صورتوں میں سالہائے سال کے عدالتی تجربے کے بعد ہی سیکھا جا سکتا ہے۔ انکشاف صداقت کے تمام طریقوں میں جرح یا سوالات بر گواہ مخالف ہی نہایت موثر طریقے ہیں۔ اس کے خوف سے بہت سی جھوٹی گواہی پیش ہونے نہیں پاتی اور دریافت جرم یا ثبوت معصومی میں اس کے کامیابی کے ساتھ استعمال کو دیکھنے کی خوشی سے زیادہ کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ سوالات ابتدائی میں معمولی درجے کی قابلیت زیادہ آسانی سے پیدا ہو جاسکتی ہے۔ گو اس میں کمال شاید اور بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ کوئی کم درجے کی قابلیت کا کام نہیں ہے کہ ہر قسم کے گواہ پر چاہے وہ قابل ہو کہ نالایق۔ ذہین ہو کہ مٹھس۔ ٹھوس ہو کہ خیالی۔ راست باز ہو کہ فسیری اس طرح سے سوالات کریں کہ اس کا بیان عدالت کے سامنے قابل فہم موثر اور قدرتی طریقے پر پیش ہو جائے۔ اس باب میں اس اہم مضمون کی تشریح کرنے کی کوشش کرنے کے بعد ہم اس کو ایک تنبیہہ کے بغیر ختم نہیں کر سکتے۔ قانون کے ہر قسم کے اصول و مقولات ہمارے رہنما ہونے چاہئیں ـــــ تاکہ ان کی وجہ سے جیسا کہ خوب کہا گیا ہے تجربے کی کٹھن منزلیں آسان ہو جائیں ـــــ ان کو ہمارے سخت گیر آقا بننے نہیں دینا چاہئے کہ خداداد ذہانت کے الہامات کا گلا ہی گھونٹ دیا جائے سب سے بڑا اڈوکیٹ وہ ہے جو اپنے فن کے مسلمہ اصولوں سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود یہ بھی جانتا ہے کہ کب ان کو سلامتی و فایدہ کے ساتھ توڑا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۶۶۳ : الف) قواعد گواہان از براؤن ۔ ذیل میں ہم ڈیوڈ پال براؤن (Daviel Paul Brown) کے " زرین اصول اظہار گواہان " بیاں کریں گے ۔

" پہلے خود آپ کے گواہوں کے متعلق : (۱) اگر وہ نڈر ہوں ۔ اور ان کی گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے تمھارے مقدمے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو ان سے سوالات ایسی متانت و سنجیدگی سے کرو کہ وہ گستاخی و بے ادبی سے کام نہ لے سکیں ۔ (۲) اگر وہ گھبرائے اور شرمائے ہوئے ہوں ۔ اور ان کے خیالات منتشر ہوں ۔ تو ان پر سوالات کی ابتدا ایسے امور سے کرو جن سے وہ اچھی طرح واقف ہوں ۔ اور جن کا تعلق ان کے خوف کے موضوع یا امر تنقیحی سے بہت بعید ہو ۔ مثلاً تم کہاں رہتے ہو ۔ کیا فریقین سے واقف ہو ۔ کتنے زمانے سے واقف ہو ۔ وغیرہ ۔ اور جب ان کی پریشانی دور ہو اور انھیں دلجمعی حاصل ہو جائے تو اس کے بعد مقدمے کے اہم خصوصیات کا ذکر چھیڑو ۔ اور اپنے سوالات میں نرمی و وضاحت سے کام لینے کا خیال رکھو ۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پھر اس چشمے میں طوفان مچا دیں جس سے تم پینا چاہتے ہو ۔ (۳) اگر تمھارے گواہ کی شہادت تمھارے موافق نہ ہو تو پریشانی ظاہر نہ کرو ۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ نوعیت شہادت اور اس کے سچے یا جھوٹے ہونے کے متعلق اپنی رائیں کونسل پر اس کے اثر کو دیکھ کر قایم کرتے ہیں ۔ (۴) اگر تمھیں محسوس ہو کہ گواہ کے دل میں تمھارے موکل کے خلاف تعصب ہے تو پھر اس سے کم توقع رکھو ۔ اور سوائے اس کے کہ اس گواہ کو چند ایسے واقعات معلوم ہوں جو تمھارے موکل کی حفاظت کے لیے ضروری ہوں ۔ اور ان واقعات کو صرف وہی گواہ ثابت کر سکتا ہو یا تو اس کو طلب ہی نہ کرو ۔ یا جہاں تک جلد ممکن ہو اسے رخصت کر دو ۔ اگر مخالف کونسل مذکورۂ بالا تعصب کو سمجھ لے تو وہ اس کو تمھارے

صہ ۸۲

تباہ کر دینے استعمال کر سکتا ہے۔ عدالتی تحقیقات میں تمام ممکنہ برائیوں میں سب سے خوفناک اور ایسی برائی جس کا بہت ہی کم مقابلہ کیا جا سکتا ہے وہ دوست نما دشمن کی ہے۔ آپ اس پر الزام نہیں لگا سکتے۔ اس پر جرح نہیں کر سکتے۔ اس کو بے ہتھیار نہیں کر دے سکتے۔ اس پر بالواسطہ بھی حملہ نہیں کر سکتے اور اگر آپ اپنا واحد استحقاق استعمال کر کر توضیح کے لیے دوسرے گواہوں کو طلب کریں تو یاد رکھئے کہ بجائے دشمن کے ملک میں جنگ کرنے کے جنگ خود آپ کی فوج کے مختلف حصوں میں ہے اور شاید خود آپ کے کیمپ کے عین قلب میں لڑی جا رہی ہے۔ بہر نہج ایسا نہ ہونے دو۔ (۵) ایسے گواہ کو کبھی طلب نہ کرو جس کو تمھارا مخالف طلب کرنے پر مجبور ہوگا۔ ایسا کرنے سے تمھیں جرح کا استحقاق حاصل ہوگا ——— اور یہی استحقاق جو تم کو حاصل ہوگا تمھارے مخالف کو حاصل نہیں ہوگا۔ ونیز نہ صرف گواہ جو کچھ ناموافق باتیں کہے وہ طلب کرنے والے فریق کے خلاف دوگونہ موثر ہو جاتے ہیں بلکہ وہ اس گواہ کی گواہی کی تردید کرنے کی طاقت سے بھی محروم ہو جاتا ہے (۶) کبھی کوئی سوال بغیر مقصد اور اس قابل ہونے کے نہ کرو کہ اگر اس پر غیر متعلق ہونے کا اعتراض کیا جائے تو تم اس کے مقصد کا مقدمے سے متعلق ہونا ثابت کر سکیں۔ (۷) اس کی احتیاط کرو کہ کہیں تم اپنے سوال کو اس شکل میں نہ کریں کہ اگر اس پر بے ضابطہ ہونے کا اعتراض کیا جائے تو تم اس کو درست ثابت نہ کر سکیں۔ یا کم از کم اس کی تائید میں قوی حجت نہ پیش کر سکیں۔ سوالات شہادت کی بحث میں متعدد ناکامیوں سے جوری کی نظر میں تمھاری وقعت کم ہو جاتی۔ اور مقدمہ جیتنے کے توقعات بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ (۸) مخالف کے کسی سوال پر اعتراض نہ کرو۔ جب تک تم اپنے اعتراض کو منوانے کے قابل اور اس پر آمادہ بھی نہ ہوں مسلسل اعتراض کرنے اور ان کو واپس لینے سے زیادہ کوئی امر برا نہیں۔ اس سے یا تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا کرنا کم فہمی کی وجہ

سے تھا یا یہ کہ ان کے درست ثابت کرنے کی حقیقی یا اخلاقی جرأت نہیں ہے (۹) اپنے گواہ سے صاف طور پر اور وضاحت سے گفتگو کرو جس سے ظاہر ہو کہ تم ہوشیار اور ایک دلچسپ معاملے میں مصروف ہیں۔ یہ کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ جج وجوری سننے بھی جب کہ واحد کشمکش یہ ہو کہ کونسل یا گواہ میں کون پہلے سو جاتا ہے۔ (۱۰) حالات کی مناسبت سے اپنی آواز کو گھٹاؤ یا بڑھاؤ۔ "خوف زدہ گواہ کا دل بڑھاؤ۔ اور نڈر گواہ کو دبائے رکھو" (۱۱) کبھی شروع نہ کرو جب تک کہ تم تیار نہ ہو۔ اور ہمیشہ ختم کر دو جب تمہیں کوئی کام کی بات پوچھنا نہ ہو۔ بالفاظ دیگر محض سوال کی خاطر سوال نہ کرو۔ بلکہ جواب حاصل کرنے کے لیے۔

جرح: سوائے غیر اہم امور کے گواہ پر سے اپنی آنکھ نہ ہٹاؤ۔ یہ دل کے دل تک پہنچنے کا ایسا راستہ ہے کہ جس کے ترک کر دینے سے جو نقصان ہوگا اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ــــــ "سچ۔ جھوٹ۔ نفرت۔ غصہ۔ حقارت۔ ناامیدی اور تمام جذبات ــــــ انسان کی خود روح وہاں موجود رہتی ہے" (۲) اور نہ گواہ کی آواز کا خیال رکھنا ترک کرو۔ آنکھ کے بعد شاید یہی اس کے قلب کی بہترین ترجمان ہے۔ ضمیر کو جرم سے بچانے کا منصوبہ ــــــ گواہ کا پہلو بچا کر جواب دینا ــــــ اکثر اس کی آواز کے بڑے چھوٹے ہونے۔ کسی لفظ پر زور دینے یا لہجے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ معلوم کرنا ضروری ہونے کی وجہ سے کہ آیا گواہ ایک خاص وقت چھٹے چسٹ نٹ کوچے (Chestnut street) کے کونے پر تھا اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ کیا تم چھٹے چسٹ نٹ کوچہ کے کونے پر چھ بجے تھے؟ تو ایک سچا گواہ کہے گا کہ شاید میں اس سے قریب کہیں تھا۔ لیکن ایسا گواہ جو وہاں موجود تھا۔ لیکن جو اس واقع کو چھپانا اور تمہارے مقصد کو پورا ہونے دینا نہیں چاہتا ہو۔ سوال کے الفاظ نہ کہ اس کے مطلب کا جواب دیتے ہوئے کہے گا کہ نہیں۔ گو وہ اس مقام سے دس گز کے فاصلے یا خود اس مقام پر دس منٹ پہلے یا بعد موجود رہا ہو۔ ایسے گواہ

کا معمولی جواب یہ ہوتا ہے کہ میں کونے پر چھ بجے نہیں تھا۔ ان دونوں الفاظ
پر زور دینے سے بات چبانا اور پہلو بچا کر بات کرنا صاف ظاہر ہے۔
اور ہوشیار سوال کنندہ پوچھ لیتا ہے کہ تم کونے پر کتنے بجے تھے۔ یا چھ بجے تم
کہاں تھے۔ اور دس میں سے نو صورتوں میں ظاہر ہو جائے گا کہ گواہ اس
مقام پر قریب قریب اسی وقت یا اس وقت اسی مقام
سے قریب موجود تھا۔ مزید مثالوں کی گنجائش نہیں۔ لیکن میں
کہتا ہوں کہ آواز کا خیال رکھو۔ اور یہ اصول آسانی سے اطلاق دیا جائیگا
(۳) بردبار شخص کے ساتھ بردبار۔ چالاک کے ساتھ چالاک رہو۔ ایماندار پر
بھروسہ کرو۔ کم عمر۔ کمزور و خوف زدہ گواہ کے ساتھ مہربانی سے برتاؤ کرو۔
بدمعاش کے ساتھ سختی کرو۔ اور جھوٹے پر رعد آسا گرجو۔ لیکن ان تمام
صورتوں میں اپنے رتبے کا خیال رکھو۔ اپنی دماغی قابلیت کو استعمال کرو۔
اس لیے نہیں کہ تمھاری قابلیت ظاہر ہو بلکہ اس لیے کہ سچ کی فتح ہو۔ اور
تم مقدمہ جیتو۔ (۴) فوجداری مقدمے میں خصوصاً جس کی سزا موت ہو۔
جب تک تمھارے مقدمے کی اچھی حالت ہو بہت کم سوال کرو۔
اور اس کا تمھیں یقین ہونا چاہیئے کہ تم کبھی ایسا سوال نہ کرو گے۔ جس کا
جواب اگر تمھارے مخالف ہو تو تمھارے موکل کو تباہ کر دے گا۔ سوائے اس کے کہ تم گواہ اور
اس امر کو اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کا جواب تمھارے موافق ہو گا۔ یا تم
اس پر تیار رہو کہ اگر گواہ سچ اور تمھارے توقعات سے بغاوت کرے تو
تم اس کو شہادت پیش کر کے تباہ کر دیں گے۔ (۵) مبہم سوال سے بھی اتنا ہی
پرہیز کرنا چاہیئے اور وہ اتنا ہی برا ہے جتنا کہ مبہم جواب اور اس کا نتیجہ
ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جواب بھی مبہم ملتا ہے۔ یا یہ مبہم جواب کے لیے
عذر متصور ہوتا ہے گواہوں پر سوالات کرنے والے کونسل میں بہترین صفت
یہ ہے کہ وہ ایک واحد غیر مبہم مقصد کو واضح الفاظ میں ظاہر کر دے۔ چاہیے
گواہ ایماندار ہوں کہ بے ایمان جھوٹ مکر سے نہیں پکڑی جاتی ہے بلکہ سچ کی
روشنی سے۔ یا اگر وہ مکر سے پکڑی جاتی ہے تو گواہ کے نہ کہ کونسل کے مکر سے۔

(۶) اگر گواہ نے ارادہ کرلیا ہو کہ تمھارے ساتھ مذاق کرے یا تمھیں پہن لے تو بہتر ہے کہ تم اس کے ساتھ پہلے اسی امر کا فیصلہ کرلیں۔ وگرنہ دوران اظہار میں اس کا حساب بڑھتا جائے گا۔ اس کو موقع دو کہ وہ پہلے اس امر کا اطمینان کرلے کہ یا تو اس نے تمھاری طاقت کا غلط اندازہ کیا ہے یا اپنی طاقت کا لیکن بہرصورت اس کی احتیاط کرو تمھیں غصہ نہ آجائے۔ ہر علمی لڑائی میں غصہ یا تو یقینی شکست کا پیش خیمہ یا اس کی شہادت ہوتا ہے۔ (۷) ہشل ماہر شاطر کے ہر چال کے وقت کل بساط اور مہروں کے تعلقات کا خیال رکھو۔ وگرنہ جزئی و عارضی کامیابی کا بالآخر نتیجہ کامل ولاعلاج شکست ہوگا (۹) کبھی اپنے حریف کو کم نہ سمجھو۔ بلکہ ہمیشہ باخبر و ہوشیار رہو۔ کبھی ایک اٹکل پچو حملہ بھی اتنا ہی ہلاک ہوسکتا ہے جتنا کہ کوئی نہایت ماہرانہ حملہ۔ ایک فریق کی غفلت کا اکثر دوسرے کی غلطیوں سے علاج ہوجاتا ہے بلکہ غفلت ہی کارگر ہوجاتی ہے۔ (۹) عدالت وجوری کا ادب کرو۔ اپنے ساتھی پر مہربان رہو اور حریف سے بامروت۔ لیکن شمہ برابر فرض بھی ان میں سے کسی کا ادب واحترام کے خیال سے قربان نہ کرو۔[۱]

---

[۱] مذکورہ بالا زرین اصول اس کتاب کے طبع ہشتم میں مسٹر چیمبرلین کے "امریکن نوٹس" سے لئے گئے ہیں مسٹر ڈیوڈ پال براؤن جو ان اصولوں کے مصنف ہیں۔ وہ بوسٹن بار کے رکن تھے۔ اور انھوں نے اپنی کتاب "دی فورم" ۱۸۵۶ء میں شایع کی۔

کتاب پنجم

انگریزی قانون شہادت کے بڑے بڑے اصولوں کا مجموعہ[1]

(نوٹ:۔ سوائے ان صورتوں کے جن کی صراحت کی گئی ہے۔ یہ اصول دیوانی و فوجداری دونوں کارروائیوں پر قابل اطلاق ہیں۔ یہی حال ان اصولوں کا بھی ہے جو قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۹۶ء پر مبنی ہیں:)

---

[1] طبع دہم کے اڈیٹر نے اس سالم کتاب پنجم کا اضافہ کیا ہے۔

گواہ

۱۔ سوائے فوجداری کارروائیوں کے تمام اشخاص جو گواہی دینے کے قابل ہیں۔ گواہی دینے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں (اوپر دفعہ ۱۲۵)۔

۲۔ (باستثنیٰ اس صراحت کے جو اگلے فقرے میں کی گئی ہے۔ گواہ کی ناقابلیت کے اسباب صرف قصور فہم یا فہم کی غیر پختگی۔ اور قسم کھانے یا اقرار صالح سے انکار کرنا ہیں۔ (اوپر دفعہ ۱۳۲۔ دیکھئے)

۳۔ فوجداری کارروائیوں میں مدعی علیہ اگر وہ کوئی گواہ طلب نہ کرے تو اپنے حسب مرضی غیر حلفی بیان دے سکتا ہے۔ جس پر جرح نہیں کی جا سکے گی اور مدعی علیہ یا اس کی زوجہ یا شوہر حلفیہ گواہی دینے کے قابل ہیں۔ اور ان پر ایک محدود حد تک جرح کی جا سکے گی لیکن وہ شہادت دینے پر مجبور نہیں کئے جا سکتے (قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء ۶۲ و ۶۱ وکٹوریا باب ۳۶۔ اوپر دفعہ ۲۲۲ الف) اور آگے صفحہ ۶۰۷ اصل کتاب۔ یہ قانون اسکاٹ لینڈ میں بھی نافذ ہے۔ لیکن ایرستان میں نہیں)

۴۔ دیوانی کارروائیوں میں گواہ شہادت دینے سے پہلے اخراجات پانے کا مستحق ہوتا ہے (نیوٹن بنام ہارلینڈ (Newton v Harland) ۱۸۴۰ء ۱۔ مانگ و گرینگر ۶۵۹) اگر اس کو اخراجات ادا نہ کئے گئے ہوں۔ تو اس کا چارہ کار اس فریق کے خلاف ہے۔ جس کی طرف سے طلب نامہ جاری کیا گیا تھا۔ اور اس سالیسٹر کے خلاف نہیں۔ جس نے اس کی تعمیل کرائی تھی۔ (روبنز بنام برج (Robens v. Bridge) ۱۸۳۷ء۔ ۳۔ میسن و ویلز بی ۱۱۴ ۹۴ رسل و ریان (۵۳۱) فوجداری کارروائیوں میں وہ اس کا مستحق نہیں۔ لیکن اکثر صورتوں میں عدالت کو اختیار ہے کہ اس کو مناسب اخراجات دلائے۔ چاہے اس نے استغاثہ کی جانب سے گواہی دی ہو یا جواب دہی کی جانب سے۔ (قانون اخراجات بہ مقدمات فوجداری ۱۹۰۸ء۔ ۸ ایڈورڈ ہفتم ۷ باب ۱۵۔ دفعہ ۱)

ص ۵۸۶

۵۔ گواہ (باستثنائے ملزم) ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کرسکتا ہے۔ جو عدالت کی رائے میں مستقبل میں اس کو مجرم ٹھیرا سکتے ہیں۔ لیکن اس سے اس کے کسی سابقہ جرم کے لیے سزا پانے کے متعلق پوچھا جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے انکار کرے۔ یا جواب دینے سے انکار کرے تو سابقہ سزایابی ثابت کی جاسکتی ہے۔ (اسبورن بنام لنڈن ڈاک کمپنی (Osbarn v. London Dock Co.) ۱۸۵۵ء ۱۰۔ ایکسچیکر ۶۹۸۔ قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء[1]۔ دفعہ ۶) ملزم پر سوالات کے متعلق دیکھو قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۔ (۶) آگے صفحہ ۲۰۷ (اصل کتاب)

۶۔ ہر فریق کو حق ہے کہ اگر اس کا گواہ مخالف ثابت ہو تو شہادت یا کسی مغایر بیان کے ثبوت سے اس کی تردید کرے (قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء دفعہ ۳۔ اوپر دفعہ ۶۴۵)

۷۔ اگر ارادہ کسی مخالف گواہ کی اس کے سابقہ بیانات کے ثبوت سے تردید کا ہو تو پہلے اس کی توجہ ان حالات کی طرف منعطف کرانی چاہیئے۔ جن میں وہ بیانات کئے گئے ہوں یا تحریر کے اس حصے کی طرف جس کی تردید کے لیے استعمال کیا جانے والا ہو (قانون ضابطۂ عمومی ۱۸۶۵ء دفعات ۴ و ۵۔ اوپر دفعہ ۶۴۵)

۸۔ ارکان جوری کو کبھی ان امور کو فاش نہیں کرنا چاہیئے جو جوری کی حیثیت میں ان کے درمیان گزرے ہوں۔ اور نہ قانونی مشیر کو اس کے موکل کی اطلاعات کو بغیر اجازت فاش کرنا چاہیئے۔ اور نہ زوجہ و شوہر کو اطلاعاتِ دورانِ ازدواج کو فاش کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا (دیکھو اوپر دفعہ ۵۷۸)۔

۹۔ کسی فریق کی درخواست پر جج کو اختیارِ تمیزی حاصل ہوگا کہ تمام

[1] اس قانون کی رو سے قانون ضابطۂ قانون عمومی کے بعض دفعات منسوخ کئے گئے لیکن بعینہ وہی دفعات دوبارہ وضع بھی کئے گئے جنھیں قانون نظرثانی قانون موضوعہ ۱۸۹۲ء نے صرف بظاہر منسوخ کردیا ہے۔

گواہوں کو سوائے فریقین۔ ان کے سالیسٹر۔ اور اس گواہ کے جس کا اظہار لیا جا رہا ہو۔ عدالت سے باہر جانے کا حکم دے (دیکھو پیچھے دفعہ ۶۳۶)۔

۱۰۔ کسی گواہ پر اس کی گواہی کی بابت کوئی نالش نہیں کی جا سکتی۔ (سیمان بنام نیدر کلفٹ (Seaman v. Nelherclift) ۱۸۷۶ء کامن پلیس ڈیویژن ۵۳)

دروغ حلفی کی سزا سات سال قید با مشقت یا دو سال قید سادہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

کوئی جج یا عدالت یہ ظاہر ہونے پر کہ گواہ نے اس کے سامنے دروغ حلفی کا ارتکاب کیا ہے اس کے دروغ حلفی کے لیے چالان کیے جانے کا حکم دے سکتی ہے بشرطیکہ ایسے چالان کی معقول وجہ ہو (قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ئہ۔ دفعہ ۹)۔

تعدد گواہان

۱۱۔ باستثنائے چہار فقرات ذیل کے قانوناً ایک گواہ کی گواہی کافی ہو گی۔ ایسی گواہی کی کمزوری پر محض بطور ایک واقعہ کے غور کرنا چاہئیے۔

۱۲۔ جرم بغاوت کے ثابت کرنے کے لیے کم از کم دو گواہ ضروری ہیں (اوپر دفعہ ۶۰۳)

۱۳۔ کسی شخص کو محض گواہ واحد کی شہادت پر دروغ حلفی کا مجرم نہیں ٹھیرایا جا سکے گا (قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ئہ دفعہ ۱۳۔ اوپر دفعات ۶۰۳ تا ۶۱۰)

۱۴۔ شریک جرم کی مجرد گواہی قانوناً قابل ادخال ہے۔ لیکن یہ اصول عملدرآمد ہے گو قانونی اصول نہیں ہے کہ جج کو چاہئیے کہ جوری کو تنبیہ کر دے کہ صرف ایسی گواہی پر مجرم ٹھیرانا خطرناک ہوتا ہے (دیکھو اوپر دفعہ ۱۷۱)۔

۱۵۔ وصیت نامے پر گواہی کے لیے دو گواہ ضروری ہیں (قانون

وصیت نامجات ۱۸۳۷ء۔ ۷ ولیم چہارم اور ا۔ وکٹوریا باب ۲۶ دفعہ ۹)
لیکن سوائے اس کے کہ حالات مشتبہ ہوں۔ اس کی تکمیل ثابت کرنے
کے لیے دونوں کو طلب کرنا ضروری نہیں۔ ایک گم شدہ وصیت نامے
کے مضامین کو ایک ایسے گواہ کی شہادت سے ثابت کیے جانے کی
اجازت دی گئی۔ جس کو خود وصیت نامے میں دلچسپی تھی (سگڈن بنام
لارڈ سینٹ لیونارڈس (Sugden v. Lord st. Leonards) ۱۔
پروبیٹ ڈیویژن ۱۵۴۔ عدالت مرافعہ)

۱۶۔ کسی شخص کے پدر طفل غیر صحیح النسب ہونے کا فیصلہ نہیں
کیا جا سکے گا۔ اور نہ خلاف ورزی اقرار نکاح[1] کی نالش میں مدعیہ کے لیے
فیصلہ دیا جا سکے گا۔ جب تک ماں و مدعیہ کی شہادت کی کسی اہم امر
میں دوسری شہادت سے تائید نہ ہوا دیکھیے اوپر دفعہ ۱۲۱)۔

۱۷۔ یہ کوئی اصول قانون نہیں ہے کہ جائداد شخص متوفی کے خلاف
دعوی صرف دعویدار کی شہادت پر قابل سماعت نہیں ہوگا۔ لیکن
عدالت ایسی شہادت کو ہمیشہ شبہے کی نظر سے دیکھے گی (ان ری گارنٹ۔
گیانڈی بنام مکالے (In re Garnett Gand v. Macaulay) ۱۸۸۵ء
۳۱ چانسری ڈویژن۔ ۱۔ عدالت مرافعہ)۔

دستاویزات

۱۸۔ وصی کے شخصی طور پر ذمہ دار ہونے کے اقرار کی بنا پر کوئی نالش
نہیں کی جا سکے گی۔ نہ کسی شخص کے ایسے اقرار پر جو اس کے موجودہ یا آیندہ
کے قرضہ جات کی ادائی کی بابت ہو۔ نہ ایسے اقرار کی بنا پر جس کا بدل

[1] قانون ترمیم قانون غیر صحیح النسبی ۱۸۷۲ء دفعہ ۴۔
[2] ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۲۔

نکاح ہو۔ نہ اراضی کے معاہدۂ بیع یا اجارہ کی بنا پر نہ ایسے معاہدے کی بنا پر جو اس کے انعقاد کی تاریخ سے ایک سال بعد قابل تعمیل ہو۔ سوائے اس کے کہ معاہدہ یا اس کی کوئی یادداشت تحریری ہو۔ اور اس پر دستخط فریق ذمہ دار یا اس کے کارندۂ مجاز کے ہوں (قانون انسداد فریب دفعہ ۴)۔

۱۹۔ اشیا مالیتی ۱۰ پونڈ یا زیادہ کے معاہدۂ بیع کی بنا پر کوئی نالش نہیں کی جا سکے گی۔ سوائے اس کے کہ مشتری نے بعض اشیا وصول کر لی ہوں یا قیمت کا ایک جزو ادا کر دیا ہو۔ یا معاہدہ یا اس کی کوئی یادداشت تحریری ہو۔ اور اس پر دستخط فریق ذمہ دار یا اس کے کارندۂ مجاز کے ہوں۔ (قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء)

۲۰۔ ثبوت بیع جہاز۔ یا حق تصنیف و تکمیل وصیت نامے کے لیے تحریر ضروری ہو گی۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۲۱)۔

۲۱۔ تحریری دستاویزات میں تبدیل۔ تردید یا اضافہ کرنے کے لیے زبانی شہادت عام طور پر ناقابل ادخال ہو گی لیکن ان دستاویزات کی تکمیل جبر یا فریب سے ہونے۔ یا کسی رواج یا ضمنی معاہدے کو ثابت کرنے کے لیے زبانی شہادت پیش ہو سکے گی۔ (دیکھو اوپر دفعات ۲۲۳۔ ۲۲۴) نیز کسی دستاویز کی تعبیر کے لیے یعنی کسی ابہام یا خاص قسم کی زبان کی توضیح کے لیے بھی وہ عام طور پر قابل ادخال ہوتی ہے۔

۲۲۔ بین السطور لکھنے یا کسی اہم جزو میں تبدیل کرنے سے دستاویز باطل ہو جاتی ہے لیکن غیر اہم جزو کی تبدیلی سے وہ باطل نہ ہو گی (آلڈس بنام کارنوال (Aldous v. Carnwall) ۱۸۶۸ء۔ لا رپورٹ ۳ کوینس بنچ ۵۷۳)۔

۲۳۔ غیر اسٹامپ شدہ دستاویز جس پر اسٹامپ لگانا چاہیے تھا۔ فوجداری کارروائیوں میں قابل ادخال ہوتا ہے لیکن دیوانی کارروائیوں میں نہیں ہوتا۔ جب تک اسٹامپ اور تاوان ادا نہ کیا جائے۔ اور

یہ اسٹامپ وہی ہوگا جو تکمیل دستاویز کے وقت بمطابقت قانون واجب الادا ہوتا (دیکھو اوپر دفعہ ۲۳۰)۔

۲۴۔ ایسی دستاویز کے متعلق جو گم ہوگئی ہو یا جو پیش نہ کی گئی ہو قیاس ہوگا کہ وہ حسب ضابطہ اسٹامپ شدہ تھی (پولی بنام گاڈون (Pooley v. Godwin) ۱۸۳۵ء ۴ اڈالفس وایلس ۹۴)

۲۵۔ کوئی خط جو بعنوان "بغیر ذمہ داری" لکھا گیا ہو۔ شہادت میں نہ لکھنے والے کے خلاف اور نہ لکھنے والے کی طرف سے قابل ادخال ہوگا۔ اور نہ اس خط کا جواب ہی قابل ادخال ہوگا۔ اگرچہ وہ صراحۃً بعنوان "بغیر ذمہ داری" نہ لکھا گیا ہو (پاڈاک بنام فارسٹر (Paddock v. Farrester) ۱۸۴۲ء ۳ مانگ و گرینگر ۹۰۳۔۶۰ رسل وریان ۲۲۴۔ اور دیکھئے کرٹز بنام اسپنس (Kurtz v. Spence) ۵۷ لاجرنل چانسری ۲۳۸)۔

۲۶۔ تیس سال سے قدیم دستاویزات خود اپنے کو ثابت کرتے ہیں بشرطیکہ یہ ظاہر ہو کہ وہ حراست جائز یا ایسی جگہ سے پیش کیے گئے ہیں جہاں ان کے ہونے کی معقول طور پر توقع کی جاسکتی تھی۔ (ملک بنام فارنگٹن (R. v. Farrington) ۱۷۸۸ء ۲ ٹائمز رپورٹ ۴۷۱۔ کراگٹن بنام بلیک (Croughton v. Blake) ۱۸۴۳ء ۱۲ میسن وولز بی ۲۰۵۔ ۶۷ رسل وریان ۳۱۰۔ ڈوڈی ٹامس بنام بنیاں Daed. Thomes. Raynon ۱۸۳۰ء ۱۔ اڈالفس وایلس ۴۳۱۔

خط

۲۷۔ خط کو کوئی ایسا شخص ثابت یا اس کی تردید کر سکتا ہے۔ جس نے بعینہٖ کاتب کو لکھتے ہوئے دیکھا یا اس کے ساتھ خط و کتابت کی ہو۔ ڈوڈی مڈ بنام سکرمور (Dœ d. Mudd v. Suckermare) ۱۸۳۶ء۔

۵ اڈالفس وایلس ۳۰۷۔ یا کسی ایسی تحریر سے مقابلہ کرنے سے جس کا اصلی ہونا ثابت ہو خط ثابت یا مسترد ہو سکتا ہے۔ قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء دفعہ ۸۔)۔

۲۸۔ ماہروں یعنی ایسے اشخاص کی شہادت سے بھی جنھوں نے خط کو موضوع مطالعہ بنایا ہو خط ثابت یا مسترد کیا جا سکتا ہے (نیوٹن بنام رکیٹس (Newton v. Ricketts) ۱۸۶۱ء ۹ مقدمات دار الامرا ۲۶۲۔)

دستاویزات کی شہادت اصلی

۲۹۔ ایک عام اصول بطور خانگی دستاویزات اصل دستاویزات کے پیش کرنے سے اور سرکاری دستاویزات (سہولت کی بنا پر) نقول مصدقہ کے پیش کرنے سے ثابت کئے جا سکتے ہیں۔ (دیکھو اوپر دفعات ۴۷۲۔ ۴۸۷۔

دستاویزات کی شہادت منقولی

۳۰۔ پیدائش۔ نکاح۔ موت کے رجسٹر نقول مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کئے جا سکتے ہیں۔ پریوی کونسل کے احکام اور دوسرے بہت سے دستاویزات 'لندن گزٹ' یا تنقیح شدہ نقول کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے جس کا خاص قوانین موضوعہ میں حکم ہو (دیکھو دفعہ ۴۸۷)۔

۳۱۔ گم شدہ دستاویز کو نقل یا اس کے مضامین کی زبانی شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پہلے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کافی تلاش کے بعد بھی وہ نہیں ملی۔ (گیادرکول بنام میال (Gathercole v. Miall) ۱۸۴۶ء ۱۵۔ میسن وولنز بی ۳۱۹)

۳۲ کسی ایسی دستاویز کے مضامین کی منقولی شہادت قابل ادخال ہوتی

ہے جو فریق مخالف کے قبضے میں ہو اور اس کو اس دستاویز کے پیش کرنے کی اطلاع دی گئی ہو لیکن وہ اس میں قاصر رہا ہو۔ دیکھو اوپر دفعہ ۲۸۲)۔

۳۳۔ جب کوئی گواہ عدالت میں حلف اٹھا چکا ہو اور اس کے قبضے میں کوئی دستاویز ہو تو عندالطلب وہ اس کے پیش کرنے پر مجبور ہو گا گو اس کو پیش کرنے کی کوئی اطلاع نہ دی گئی ہو (ڈائر بنام کالنس (Dwyer v. Callins) سنہ ۱۸۵۲ئہ۔ ۱۷ کسپیکر ۲۳۹)۔

۳۴۔ جب ایک مرتبہ منقولی شہادت قابل ادخال ہو جائے تو کسی بھی قسم کی جائز منقولی شہادت قابل ادخال ہوگی۔ گو زیادہ بہتر قسم کی منقولی شہادت پیش کی جا سکتی ہو۔ (ڈوڈی گلبرٹ بنام راس (Dœ d. Gelbert v. Rass) سنہ ۱۸۴۰ئہ۔ ۷ میسن وولز بی ۱۰۲)۔

واقعات کا متعلق ہونا

۳۵۔ شہادت امور تنقیحی کے متعلق اور ان تک ہی محدود ہونی چاہئے (دیکھو اوپر دفعہ ۲۵۱)۔

۳۶۔ امور تنقیحی سے غیر متعلق شہادت بھی نیت ثابت کرنے دی جا سکتی ہے۔ مثلاً جب الف پر ب کو زہر دینے کے الزام پر مقدمہ چلایا جا رہا ہو۔ تو یہ شہادت قابل ادخال ہوگی کہ اس نے ج کو بھی زہر دیا ہے۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۵۵)

۳۷۔ فریقین کے چال چلن کی شہادت قابل ادخال نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ کارروائی اس نوعیت کی ہو کہ چال چلن امر تنقیح طلب ہو یا کارروائی فوجداری ہو۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۵۷)۔

۳۸۔ فوجداری کارروائیوں میں ملزم کے اچھے چال چلن کی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور اگر دی جائے تو برے چال چلن کی شہادت سے اس کی تردید کی جا سکتی ہے۔ نیز جب چالان میں یہ الزام ہو کہ ملزم نے

جرم کا ارتکاب سابقہ سزایابی کے بعد کیا ہے۔ اور ملزم اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش کرے تو استغاثے کی جانب سے بھی جواباً سابقہ سزایابی ثابت کی جاسکتی ہے (قانون بہرقہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۱۱۶۔ فاکینز بنام ملکہ (Faulkiner v. R.) ۱۹۰۵ء ۲ کنگس بنچ ۷۶۔ اور قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء دفعہ ا کے تحت بھی سابقہ سزایابی ثابت کی جاسکتی ہے۔ یعنی جب ملزم اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش کرے یا گواہان چالان کو برا کہے یا اپنے شریک مدعی علیہ کے خلاف گواہی دے۔

۳۹۔ چال چلن کی شہادت سے مراد کسی فریق کی عام شہرت ہوتی ہے۔ نہ کہ اس کی طبیعت کے متعلق گواہ کی ذاتی رائے (ملکہ بنام روٹن (R. v. Rawtan) ۳۴ لاجرنل مجسٹریٹ کیس ۵۷)

بار ثبوت

۴۰۔ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو فی الجملہ امر نزاعی کے وجود کو بیان کرتا ہے (ایماس بنام ہیوس (Amas v. Hughes) ۱۸۳۵ء ۱۔ مانٹنگ و رایلانڈ رپورٹس ۴۶۴۔

کتنا ثابت کرنا چاہئے

صا۹۵

۴۱۔ اگر تنقیحات فی الجملہ ثابت کئے جائیں تو کافی ہے۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۷۲)

قیاسات

۴۲۔ یہ ناقابل تردید قیاس قانونی ہے کہ سات سال سے کمسن بچہ

جرم سنگین کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ ہر شخص قانون سے واقف ہوتا ہے یعنی قانون سے لاعلمی کوئی جواب دہی نہیں ہے (اوپر دفعات ۳۰۵ تا ۳۰۶)۔

۴۳۔ یہ قابل تردید قیاس قانونی ہے کہ جو بچہ دوران نکاح میں پیدا ہوا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے۔ یہ کہ ہر شخص سیانا و معصوم ہوتا۔ اور اپنے قانونی فرائض کو ادا کرتا ہے (دیکھو اوپر دفعہ ۳۱۴)۔

۴۴۔ منجملہ قیاسات واقعاتی کے یہ بھی قیاسات ہیں کہ فطرت کے معمولی طریقے پر عمل ہوا ہے۔ ایک عمر گزر جانے کے بعد عورت کو بچہ نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ کوئی شخص غیر واجب الادا رقم ادا نہیں کرتا (اوپر دفعہ ۳۱۵)۔

۴۵۔ خاص قیاسات کو عام قیاسات پر ترجیح ہوتی ہے۔ مثلاً قیاس معصومی کی اس قیاس سے تردید ہوتی ہے جو مال مسروقہ کے جدید قبضے سے پیدا ہوتا ہے۔ (اوپر دفعہ ۳۲۱)

۴۶۔ قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط ہوں۔ اتفاقی قیاسات سے قوی ہوتے ہیں (دیکھو اوپر دفعہ ۳۳۲)

سنی سنائی شہادت

۴۷۔ سنی سنائی شہادت عام طور پر ناقابل ادخال ہوتی ہے۔

۴۸۔ لیکن ایسی شہادت حسب ذیل صورتوں میں دی جا سکتی ہے یعنی ایسے متوفی گواہ کی گواہی پیش کی جا سکتی ہے جو انھیں فریقین کے درمیان مقدمے کی کسی سابقہ نوبت پر دی گئی ہو۔ یا جب وہ شجرۂ نسب یا اغراض عامہ سے متعلق ہو۔ یا وہ متوفی اشخاص کے ایسے بیانات ہوں جو ان کے مفاد کے خلاف ہوں۔ یا جو ان کے فرائض کے دوران میں دیئے گئے ہوں۔ یا جو بیان قبل مرگ ہو۔ اور ایسی شہادت درمیانی درخواستوں

کے متعلق بھی دی جاسکتی ہے (اوپر دفعہ ۴۹۶)۔

۴۹۔ زنا بالجبر یا ایسے ہی جرم کے الزام میں متضرر عورت کے بیان کی تفصیلات بھی قابل ادخال ہوتے ہیں۔ صرف بیان یا شکایت کرنا واقعہ ہی قابل ادخال نہیں ہوتا (ملکہ بنام لیلیمان (R. v. Lillyman) سنہ ۱۸۹۶ء ۲ کوینس بنچ ۱۶۷۔ اوپر دفعہ ۴۹۵۔

شہادت آراء

۵۹۲

۵۰۔ باستثنی ثبوت شناخت خط یا عمر۔ گواہوں کے آراء بطور شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن ماہروں کی رائیں علم فن۔ تجارت اصطلاحی الفاظ۔ خط یا قانون ملک غیر کے ثبوت میں قابل ادخال ہوتے ہیں۔ (اوپر دفعہ ۵۱۱)

اقبالات دیوانی وفوجداری

۵۱۔ جو کچھ کسی شخص نے اپنے خلاف کہا ہو قانون اس کو مسترد کرتا ہے اور جو کچھ اس نے اپنے خلاف کہا ہو۔ اس کو قابل ادخال قرار دیتا ہے۔ لیکن جب کسی فریق کے خلاف اس کا کوئی اقبال پیش کیا جائے تو وہ مستحق ہوگا کہ اس کے کل بیان کا اتنا حصہ بھی پیش کیا جائے جو اقبال کی توضیح کے لیے ضروری ہو۔ گو یہ حصہ اس کے موافق ہو۔ لیکن جوری بیان کے مختلف حصوں کو مختلف وقعت دے سکتی ہے۔

۵۲۔ کوئی اقبال کسی تحریری دستاویز کے مضامین کی اصلی شہادت بطور قابل ادخال ہو سکتا ہے (سلاٹری بنام پولی (Slatteric v. Pooley) سنہ ۱۸۴۰ء ۔ ۶ میسن وولزبی ۶۶۴) کسی خط کا محض جواب نہ دینا۔ اس کے مضامین کی صحت کا اقبال کرنا نہیں ہوتا ہے۔ (ویڈی مان بنام

بنام والپول (Wiedeman v. Walpole) سنہ ۱۸۹۱ء ۲ کوئینس بنچ ۵۳۴، عدالت مرافعہ-)

۵۳- یہ واقعہ کہ کسی فریق نے گواہ سے جھوٹی شہادت دینے کی خواہش ظاہر کی- اس فریق کے خلاف قابل ادخال شہادت اس امر کی ہوتا ہے کہ گویا اس فریق نے اقبال کیا ہے کہ اس کا مقدمہ کمزور ہے (موریارٹی بنام لندن چاتھم ڈوور ریلوے کمپنی (Moriarty v. London, Chatham and Dover Ry. Co.) سنہ ۱۸۷۰ء- کوئینس بنچ ۳۱۴)

۵۴- ملزم کا اقبال فوجداری اس کے خلاف قابل ادخال شہادت ہوتا ہے- وگرنہ نہیں اور اس کے قابل ادخال ہونے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ وہ از خود اور آزادی سے کیا گیا ہے- یعنی یہ ثابت ہونا چاہئے کہ اس کے لیے کسی شخص ذی منصب نے ترغیب نہیں دی تھی یا اگر ترغیب دی تھی تو اس کا اثر صاف طور پر زایل ہو گیا تھا (ملکہ بنام تھامپسن سنہ ۱۸۹۳ء ۲ کوئینس بنچ ۱۲- کراون کیسس ریزرفڈ)

۵۵- مذکورۂ بالا اقبال فوجداری ہی ایسا اقبال ہوتا ہے جو فوجداری مقدمات میں مدعی علیہ کے خلاف قابل ادخال شہادت ہوتا ہے (دیکھو دفعہ ۹۷)

ضمیمہ (الف)

مادی شہادت

(ائیل لا جرنل (Yale Law Journal) جلد ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۰ء)
صفحہ ۷۰۵ تا ۷۱۷ سے باجازت دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔

مادی شہادت کے جملے پر مصنفین نے بہت توجہ نہیں کی ہے۔ اور نہ یہ جملہ ہماری قانونی زبان میں کچھ بہت زیادہ رائج ہو گیا ہے۔ بنتھم نے اپنی متعدد تقسیمات میں اسے بھی ایجاد کیا۔ اور بسٹ نے غور و فکر بغیر اسے اختیار کر لیا۔ گرین لیف۔ ٹیلر۔ وارٹن و اسٹیفن (Greenleaf, Taylor, Wharton & Stephen) نے اس سے اعراض کیا ہے تھیر (Thayer) نے اس کا نہایت ہی کم ذکر کیا ہے۔ وگمور (Wigmore) اس پر تنقید کر کے اس کو مسترد کر دیتے ہیں۔ اور چیمبرلین (Chamberlayne) اس کا ایک طویل تجزیہ کرنے کے بعد اس کو بڑی حد تک بے کار قرار دیتے ہیں۔ دراصل اگر مرحوم مسٹر گلسن (Mr. Gulson) اپنی عالمانہ و غور و فکر پر مائل کرنے والی کتاب فلسفہ ثبوت[۱]

---

[۱] فلسفہ ثبوت از گلسن سنہ ۱۹۰۵ء۔

میں اس کے لیے غیر معمولی اہمیت کا دعویٰ نہیں کرتے تو غالباً وہ قانونی اصطلاحات سے بالکلیہ حذف ہی ہو جاتی۔ اور باوجود اس نو حاصل شدہ عظمت کے کیا اب بھی یہ اس کے مقدر نہیں ہیں۔ ایک قابل غور امر ہے "مادی شہادت" کی تعریف کیا ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کا تصفیہ میں زیادہ تر اطلاق ہوتا ہے۔ اور اس سے شہادت کے بہت ہی کم سوال پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اس کی بہت متضاد تعریفات کیے گئے ہیں جن میں سے ایک کو بھی پوری طرح قابل اطمینان یا عام طور پر مسلمہ نہیں کہہ سکتے اس کے تین اہم مفہوم بتلائے جاتے ہیں۔ اور ہم تفصیل سے ان کی تنقیح و جانچ پڑتال کرنا چاہتے ہیں۔

(الف) شہادت اشیا بہ خلاف شہادت اشخاص:۔ بنتھم جو ہماری اکثر شہادتی تقسیمات کے ذمہ دار ہیں۔ ابتداءً عام شہادت یا قدرتی شہادت کی تعریف سے کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:۔

"ایسی شہادت کے جس سے کسی کے ذہن میں یقین پیدا ہو سکے۔ دو ماخذ ہوتے ہیں۔ یعنی خود کسی شخص کے ادراکی یا ذہنی قوتوں کا عمل۔ اور دوسروں کی ایسی ہی قوتوں کا مبینہ عمل[1]"

اول الذکر کو وہ شہادت "داخلی" اور موخر الذکر کو شہادت "خارجی" کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ان مختلف اقسام کا ذکر کرتے ہیں جن میں عدالتی شہادت تقسیم کی جا سکتی ہے۔ ان میں سے پہلی تقسیم "شخصی و مادی شہادت" کی ہے۔

"شخصی شہادت وہ ہے جو کسی انسان کے ذریعہ سے یا تو ارادی طور پر اس کی گفتگو یا اشاروں سے اور ایسی شہادت کو آئندہ سے گواہی کہا جائے گا۔ یا غیر ارادی طور پر چہرہ یا طرز عمل کی تبدیلیوں سے دی جاتی ہے۔ مادی شہادت وہ ہے جو ایک ہستی کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ جس کا تعلق بنی نوع انسان

[1] معیار عدالتی شہادت ۱۸۲۷ء جلد ۱ صفحہ ۱۸ و ۵۲ مصنفہ بنتھم۔

سے نہیں بلکہ طبقہ اشیا سے ہوتا ہے .... مادی شہادت سے میری مراد تمام وہ شہادت جس کا ماخذ اشیا میں سے کوئی شے ہوتی ہے۔ اور اس میں اشخاص بھی داخل ہوتے ہیں تو اپنے خواص کی وجہ سے جو ان میں اور اشیا میں مشترک ہوتے ہیں[۱]"

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جسمانی مادی شہادت چاہے اس کا ماخذ مادی ہو کہ شخصی یا تو بلا واسطہ ہوتی ہے۔ یعنی جب وہ شے جو ماخذِ شہادت ہوتی ہے جج کے حواس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔ یا خبری یعنی جب اس کی حالت کی اطلاع ایک محسوس کرنے والا گواہ دیتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ گواہ کی حد تک تو بلا واسطہ ہوتی ہے۔ لیکن جج کے لیے خبری[۲]۔

ان تعریفات کے متعلق ایک دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ بنتھم مادی و شخصی شہادت میں کیا داخل سمجھتے تھے؟ مادی شہادت کے اس حصے کے متعلق کوئی دشواری پیدا نہیں ہوتی ہے۔ جس کا ماخذ وہ مادی یعنی غیر ذی روح اشیا بتلاتے ہیں۔ لیکن جب وہ مادی شہادت کے شخصی ماخذ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو کافی دشواری پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے متعلق متضاد آرا پائے جاتے ہیں۔ اس سے ٹھیک ٹھیک ان کا مطلب کیا ہے۔ اور "شخصی ماخذ والی مادی شہادت"۔ اور "شخصی شہادت" میں جس کی انھوں نے اوپر تعریف کی ہے کس امر میں فرق ہے؟ ہمارے خیال میں ان کا مطلب صرف "ان خواص سے ہے جو اشخاص میں اشیا کے ساتھ مشترک طور پر پائے جاتے ہیں" اور یہ فرض کرتے ہیں کہ بنتھم اس میں اشخاص کے ارادی اعمال کو بھی داخل سمجھتے تھے۔ لبسٹ[۳] و ولکسن[۴]

[۱] کتاب مذکورہ از بنتھم جلد ا صفحہ ۵۱ و ۵۲۔ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۶۔ مقالۂ عدالتی شہادت از ڈومان ۱۸۲۵ء صفحہ ۱۹۔
[۲] ایضاً بنتھم جلد ۳ صفحات ۳۳ و ۳۴۔
[۳] قانونِ شہادت از لبسٹ ۱۸۷۵ء دفعات ۱۹۶ و ۱۹۷۔
[۴] فلسفۂ ثبوت از ولکسن دفعات ۲۲۴ تا ۲۲۵۔

دونوں نے غلطی کی ہے۔ یہ یقیناً عجب بات ہے کہ انھوں نے اس امر پر اپنی رائے صاف ظاہر نہیں کی ہے۔ لیکن اس کے متعلق ان کے مختلف حوالہ جات سے ان کا مطلب بلا کسی شبہے کے ظاہر ہو جاتا ہے۔ مثلاً

"اشخاص چونکہ مادہ و روح دونوں سے مرکب اور جسمانی و نفسیاتی خواص سے متصف ہوتے ہیں۔ وہ اپنے جسمانی خواص کے لحاظ سے طبقۂ اشیا میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی لیے مادی شہادت کا ماخذ مادی و نیز شخصی ہوتا ہے۔ اور شخصی شہادت کا ماخذ شخصی ہی ہو سکتا ہے[1]۔

کسی بھی قسم کی قرائنی شہادت کو جس کا ماخذ گو کوئی شخص ہو۔ لیکن جس سے اس کی ذہنی حالت نہ ظاہر ہوتی ہو۔ زیادہ بہتر طریقے پر شخصی شہادت کہنے کے بجائے مادی شہادت کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً اس شکل کو جو کسی مردہ یا قریب المرگ شخص کے جسم پر کسی زخم کی وجہ سے بن جاتی ہو[2]"

"قراین میں حالت اشیا و عمل اشخاص داخل ہوتے ہیں۔ اشیا سے مادی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن چاہے ہم اشیا سے بحث کریں یا اشخاص کے عمل سے اس قسم (اس قرائنی شہادت) کو ہمیشہ علت و معلول کے طریقے پر مبنی پائیں گے[3]"

۵۹۵ اور قرائنی شہادت کے موضوع کو بیان کرتے ہوئے ان کے ان دو بڑے اقسام یعنی مادی شہادت اور عمل اشخاص کو بنتھم نے باوجود ہر ایک پر نہایت تفصیل سے بحث کرنے کے ہر ایک کو بالکل علاحدہ رکھا ہے۔ سہولت کی وجہ سے اپنی تمثیلات کو فوجداری مقدمات تک محدود کرتے ہوئے وہ اول الذکر عنوان کے تحت حسب ذیل مدات بیان کرتے ہیں۔ (۱) موضوع جرم (مقتول یا مجروح شخص۔ شی جس کو نقصان پہنچایا گیا

---

[1] کتاب مذکورہ صدر از بنتھم صفحہ ۱۱۔ نوٹ۔

[2] ایضاً ۶۶ نوٹ۔ [3] ایضاً ۱۱۔ نوٹ۔

[4] کتاب مذکورہ صدر از ڈومان ۱۴۳۔

یا جو بالکل تباہ ہوگئی ہو ---- دستاویز یا سکہ جو جعلی بنایا گیا ہو۔ (۲) ثمر جرم۔ (اشیائے مسروقہ ---- روپیہ یا منافعہ جو حاصل ہوا ہو) (۳) آلات جو ارتکاب جرم میں استعمال کئے گئے ہوں۔ (۴) اشیا جن سے تیاری میں مدد ملی ہو۔ (۵) متاع جرم کو رکھنے کا مقام۔ (۶) قریب کی اشیا جن میں جرم کی وجہ سے تغیر ہوا ہو۔ (یعنی مثلاً مقامات جن پر خون کے چھینٹے اڑے ہوں) ان تمام چیزوں سے وہ کہتے ہیں کہ جرم تو ظاہر ہو جاتا ہے۔ چاہے مجرم کا بھی پتہ چلے یا نہ چلے[1]۔ برخلاف اس کے عمل اشخاص کے عنوان کے تحت وہ تیاریوں۔ اقدام۔ اظہار ارادہ دھمکیوں۔ ملزم کی خاموشی، یا اقبال ہائے جرم۔ شہادت کے چھپانے یا دبانے۔ فرار ہونے۔ وجوہ ہائے تحریک وچال چلن کو بیان کرتے ہیں[2]۔ نیز ملحوظ رکھئے کہ اوپر جو چند ذیلی عنوان پہلے بیان کئے گئے ہیں وہ سب ایک ایسے باب میں مذکور ہیں۔ جس کا عنوان "مادی شہادت"[3] ہے۔ لیکن بعد کے دس ابواب میں سے کسی کے لیے بھی یہ عنوان استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ اور ان میں عمل اشخاص کے مختلف اقسام کا ذکر کیا گیا ہے[4]۔ اسی لیے فی الجملہ یہ معقول، حد تک یقینی امر ہے کہ عنوان "جسمانی مادی شہادت چاہے اس کا ماخذ مادی ہو کہ شخصی" کے تحت بنتھم اشخاص کے ارادی عمل کو شریک نہیں کرتے تھے۔ ایسی صورت میں ہم کو قدرتی طور پر توقع کرنی چاہئے کہ وہ اس کو "شخصی شہادت" کے عنوان کے تحت شریک کریں گے۔ کیونکہ وہ صاف اور ٹھیک طور پر اسی کے تحت آتا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ وہ شخصی شہادت کی اپنی متعدد تعریفات میں اشخاص کے

---

[1] کتاب مذکورہ صدر از بنتھم جلد ۳ باب ۳۔

[2] ایضاً ابواب ۴۔ ۱۳۔

[3] ایضاً باب ۳۔

[4] ایضاً باب ۴۔ ۱۳۔

ارادی عمل کا کوئی ذکر ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اشخاص کے صرف بیانات یا طرزِ عمل ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ پس دیکھیے کہ (١) اپنی اصل تعریف میں جس کو اوپر نقل کر دیا گیا ہے وہ شخصی شہادت کی اس طرح تعریف کرتے ہیں کہ یہ وہ شہادت ہے جو کسی انسان کے ذریعے سے یا تو ارادی طور پر یا اشاروں سے یا غیر ارادی طور پر بہ چہرہ یا طرزِ عمل کی تبدیلیوں سے دی جاتی ہے"۔ (٢) "شخصی شہادت وہ ہے جو کوئی انسان دیتا ہے اور جسے عام طور پر گواہی کہتے ہیں۔ مادی شہادت وہ ہے جو حالت اشیا سے مستنبط ہوتی ہے۔ الف بیان حلفی دیتا ہے کہ اس نے ب کو ج کا تعاقب کرتے اور دھمکیاں دیتے ہوئے دیکھا ج مقتول اور اس کے قریب ب کا خون آلود چاقو پایا جاتا ہے۔ الف کی گواہی شخصی شہادت ہے۔ اور چاقو مادی شہادت۔ مادی کے اصطلاحی معنی شے کے ہوتے ہیں[1]۔ (٣) "تقسیم جو گواہی دینے والے گواہ کے ارادے سے لی گئی ہو۔ شخصی ارادی یا غیر شخصی ارادی شہادت۔ شخصی ارادی شہادت وہ ہے جو جج کی درخواست پر یا اس کے پہلے وعید یا جبر کے بغیر دی جاتی ہے۔ شخصی غیر ارادی شہادت وہ ہے جو جبر یا دا ب سے لی جاتی یا جو ارادی غور سے نہیں دی جاتی ہے بلکہ جو گواہ کی خلاف مرضی جذبات کے اثر کے تحت اس کے چہرے حرکات یا طرزِ عمل سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ علامات اپنی ماہیت میں قرائنی شہادت ہوتے ہیں[2]۔ جو شہادت بیان کے ذریعے سے دی جاتی ہے وہ بلا واسطہ شہادت ہوتی ہے اور جو گواہ کے طرزِ عمل سے حاصل کی جاتی ہے وہ قرائنی شہادت ہوتی ہے[3]۔" آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ان تمام تعریفات میں مبہم ارادی عمل کو شخصی شہادت میں شامل کرنے سے عمداً گریز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

٥٩٦

[1] کتاب مذکورہ صدر از ڈودمان ١٢۔

[2] ایضاً ١٢۔

[3] کتاب مذکورۂ صدر از بنتھم ٥٢-٥٤ نہ ٦٩۔

لیکن اگر وہ ارادی عمل کو "مادی شہادت" سے خارج کرتے اور "شخصی شہادت" میں شامل نہیں کرتے ہیں تو پھر وہ آتا کہاں ہے؟ اگر وہ ان دونوں عنوانات کے تحت نہ آئے تو پھر ان کی مادی و شخصی شہادت کی تقسیم شہادت کی کوئی جامع تقسیم نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک جزئی تقسیم ہوگی جو شہادت کے ایک جز ہی پر حاوی ہوگی۔ کیا مصنف کا یہی مطلب تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نہیں۔ کیونکہ وہ زور سے کہتے ہیں کہ "بہ لحاظ ماخذ تمام شہادت یا تو اشخاص یا اشیا کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ تمام شہادتی واقعات نیز اصل واقعات اشخاص یا اشیا کے ذریعے سے ہم پہنچائے جاتے ہیں[1]" اور اسی لیے آخر کار ہم اس نتیجے تک پہنچنے پر مجبور ہیں کہ گو انھوں نے اس کو صریحی الفاظ میں کہا نہیں ہے لیکن فی الحقیقت وہ ارادی عمل کو شخصی شہادت ہی سمجھتے تھے۔ اس کے لیے ہمارے پاس حسب ذیل وجوہات ہیں کہ (۱) وہ "شخصی ماخذ کے ذریعے سے مادی شہادت" کو صریحی طور پر اشخاص کے ان خواص تک محدود کرتے ہیں جو ان میں اشیا کے ساتھ مشترک طور پر پائے جاتے ہیں"؛ یعنی ایسی شہادت تک جس کا ماخذ گو کوئی شخص ہو لیکن جس سے اس کی ذہنی حالت نہ ظاہر ہوتی ہو"؛ (۲) وہ مادی شہادت کی مفصل تمثیلات میں ایک بھی تمثیل ارادی فعل یا عمل کی نہیں دیتے ہیں۔ اور (۳) وہ قرائنی شہادت کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ وہ یا تو کسی مادی ماخذ کے مادی واقعے پر مبنی ہوتی ہے یا شخصی ماخذ کے نفسیاتی واقعے پر اس نفسیاتی واقعے کی علامت لازمی طور پر کوئی شخصی ماخذ کا مادی واقعہ ہوتا ہے" اس کے آگے وہ کہتے ہیں کہ تمام نفسیاتی شہادت سوائے شخصی شہادت کے کسی اور عنوان کے تحت آ نہیں سکتی[2]۔ اس امر کے مدنظر کہ عدالتی شہادت کا بہت زیادہ اہم حصہ اشخاص کے ارادی عمل پر مشتمل ہوتا ہے اور وہ دوسری جگہ اس پر تفصیل سے بحث کر چکے تھے یہ عجیب بات ہے کہ وہ یہاں تمام زور شخصی شہادت کے گواہی والے پہلو پر

---

[1] ۳ ایضاً ا انوٹ۔

[2] ایضاً۔

دیتے ہیں۔ اور قراینی پہلو پر ذرا بھی نہیں دیتے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مصنفین نے ان کے مطلب کو قابل معافی طریقے پر غلط سمجھا۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں بنتھم مادی شہادت کو باواسطہ و خبری مادی شہادت میں منقسم کرتے ہیں۔ لیکن شخصی شہادت کی وہ ایسی کوئی تقسیم نہیں کرتے ہیں۔ اس فرق کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ فرض کیجئے کہ کسی فوجداری مقدمے کی سماعت میں کوئی گواہ ملزم کے خلاف سخت مضر شہادت دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا ہے۔ یہاں بنتھم کی تعریف کے مطابق شخصی شہادت کی دو قسمیں ہونگی۔ ایک ارادی اور ایک غیر ارادی۔ اور دونوں بلاواسطہ ہونگی۔ فرض کیجئے کہ یہی بیان اور رنگ فق ہونا عدالت سے باہر واقع ہوں اور بعد میں کسی عینی شاہد نے عدالت میں اس کی گواہی دی ہو۔ یہ شہادت "شخصی" لیکن "خبری" ہوگی۔

بنتھم کہتے ہیں کہ "مادی شہادت" ہمیشہ قراینی ہوتی ہے[1]۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ جب "مادی شہادت" کا کوئی مدا ایسا ہو جس سے اصل واقعہ منطقی طور پر مستنبط ہوتا ہو تو بلاشبہ یہ شہادت قراینی ہوتی ہے۔ لیکن جب خود وہ یا اس کی کوئی صفت اصل واقعہ ہو تو یہ شہادت صاف طور پر بلاواسطہ ہوتی ہے۔

بسٹ کا تصور مادی شہادت گو فی الجملہ بنتھم کی نقل ہے[2]۔ لیکن اس سے تین امور میں جدا بھی ہے۔ (۱) وہ چہرہ یا طرز عمل کے غیر ارادی تغیرات کو مادی نہ کہ شخصی شہادت قرار دیتے ہیں۔ (۲) گو وہ بنتھم کی مادی شہادت کی اس تعریف کو کہ "وہ ایسی شہادت ہوتی ہے جس کا ماخذ قسم اشیا میں سے کوئی شے ہوتی ہے" قبول کرتے ہیں۔ لیکن اس کے تحت وہ تامناسب

[1] کتاب مذکورۂ صدر از بنتھم جلد ۱۔ ۵۵۔ ۳ ایضاً ۳۳۔ ۳۴۔

[2] کتاب مذکورۂ صدر از بسٹ دفعہ ۱۹۶۔ کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعات ۲۲۷۔ ۲۲۰۔

طور پر اشخاص کے ارادی عمل کو بھی داخل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ "جب کسی جرم یا توہین کا ارتکاب عدالت میں کیا جاتا ہے تو عدالت کے سامنے اس کی بلاواسطہ مادی شہادت ہوتی ہے[1]۔ اور اسی امر پر وہ مزید اصرار اپنے اس بیان سے کرتے ہیں کہ مادی شہادت رومی فقہا کی "مادی و واقعاتی" شہادت ہے۔ حالانکہ بنتھم نے احتیاط کے ساتھ کہا ہے کہ اصطلاحی معنوں میں "مادی" سے مراد شے ہوتی ہے۔ (۳) لیکن وہ بنتھم سے زیادہ صحیح طور پر جیسا کہ ہم نے ابھی دکھایا ہے۔ ایسی شہادت کے بلاواسطہ و قرائنی اقسام تسلیم کرتے ہیں[2]۔

مذکورۂ بالا مصنفین کے نقطہ ہائے نظر کی گلسن و چیمبر لین دونوں نے سخت تنقید کی ہے۔ گلسن دو بڑے اہم الزام لگاتے ہیں۔ پہلا الزام یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شہادت کو مادی و شخصی شہادت میں تقسیم کرنا۔

"اس غلط بحث کی ایک عملی مثال ہے جو واقعہ ثبوت طلب اور طریق ثبوت یعنی واقعہ موضوع ثبوت اور اس کے طریق ثبوت یعنی شہادت میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ...... کیونکہ یہ کام واقعہ موضوع ثبوت کا نہیں ہے کہ تقسیم شہادت کا تعین کرے۔ بلکہ یہ کام تو ان ذرائع کی ماہیت میں داخل ہے جو اس کے ثبوت کے لئے استعمال کئے جائیں[3]۔"

ملحوظ رہے کہ اس تنقید کی بنیاد وہ فرق ہے جس کو گلسن نے "واقعات" و "شہادت" کے درمیان کرنے کی مسلسل کوشش کی ہے۔ اور جس کو وہ ایک دوسری جگہ نہایت اہم کہتے اور اپنی کتاب کی مخصوص صفت قرار دیتے ہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ وہ اس مبینہ فرق کی تائید میں سر جیمس اسٹیفن

صفحہ ۹۸

---

[1] کتاب مذکورۂ صدر از بیسٹ دفعہ ۱۹۶۔
[2] ایضاً۔
[3] کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعات ۲۲۴ - ۲۲۵۔
[4] ایضاً دفعہ ۱۲۔

کا حوالہ نہیں دیتے ہیں حالانکہ وہ اگر چاہتے تو اسٹیفن سے بھی استناد کر سکتے تھے کیونکہ انھوں نے تیس سال پہلے اپنی ڈائجسٹ میں اسی تقسیم کو اختیار کیا ہے۔ یعنی تعلق واقعات (واقعات) اور ثبوت (زبانی و دستاویزی شہادت) اور وہ بھی استنے ہی شاکی ہیں کہ "اس فرق کو نظر انداز کرنے سے کل مضمون میں خلط مبحث پیدا ہو گیا ہے۔ اور واضح امور بھی حد درجہ ناقابل فہم ہو گئے ہیں"[1] لیکن اسٹیفن کی صورت میں تو ان کے ڈائجسٹ کے مختلف تعریفات و دفعات سے ظاہر ہوگا کہ انھوں نے اس فرق کو ہر جگہ نباہنا قطعاً ناممکن پایا ہے[2]۔ اور گلسن کو بھی ایسی ہی دشواری کا سامنا ہے۔ مثلاً وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ واقعات و شہادت کا فرق نہ صرف بے قاعدہ ہی ہے بلکہ کوئی واقعہ جس کی شہادت دی جا سکتی ہے۔ وہ "ایک معنی میں طریقہ ثبوت بھی ہوتا ہے"[3] لیکن وہ اس امر کو محسوس نہیں کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ واقعات کو موضوع شہادت ہونے کی وجہ سے شہادت سے خارج کرتے ہیں۔ لیکن گواہی کا "بڑھیا شہادت"[4] ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ گواہی موضوع ادراک (واقعہ) ہوتی ہے۔ پس انھیں کے بیان کے بموجب ایک شے دوسری شے کی موضوع ہو سکتی۔ اور باوجود اس کے "شہادت"

---

[1] ڈائجسٹ قانون شہادت از اسٹیفن ۱۸۷۶ء۔ ۱۲۔

[2] مثلاً اقبال کو جو دفعہ ۱۵ کی رو سے ایک "واقعۂ متعلقہ" ہے دفعہ ۶۲ میں شہادت اصلی کہا گیا ہے۔ اور ایک دوسرے موقع پر یہ سوال کرنے کے بعد کہ "شہادت کیا ہے" کہا گیا ہے کہ اس کا ایک ہی ممکن جواب یہ ہے کہ ایک واقعہ دوسرے سے یا تو متعلق ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ ایسی تعریف ہوئی جس کے اگر لغوی معنی لیں تو اس میں واقعات تو داخل ہوں گے لیکن گواہی اور دستاویزات جن کو اب تک شہادت کہا گیا ہے داخل نہیں ہوں گے۔ (مزید دیکھئے شہادت از فپسن طبع ششم ۱-۱۵ تا ۵۲)۔

[3] کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعات ۲۰۳ و ۲۰۶۔

[4] ایضاً دفعات ۲۲۳ و ۲۵۴۔

کہی جا سکتی ہے اور اسی لیے یہاں بھی مثل اسٹیفن کی تقسیم کے۔ معیار موضوع
ہر صورت میں کام نہیں دے سکا۔ دراصل یہ بنتھم و بسٹ نہیں ہیں جنھوں
نے واقعۂ ثبوت طلب و طریق ثبوت میں غلطی کی ہے بلکہ خود گلسن ہی ہیں
جو پوری طرح یہ سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ واقعۂ ثبوت طلب جب
ثابت ہو جائے تو خود طریق ثبوت ہو جاتا ہے۔ ان کی دوسری تنقید یہ
ہے کہ بنتھم و بسٹ کی "خبری مادی شہادت کو عملاً ان کی شخصی شہادت"
سے فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے اس کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اور
"بلا واسطہ مادی" و "شخصی" شہادت کی ان کی باقی تقسیمیں ان کی پہلی زیادہ
علمی تقسیم شہادت اندرونی و شہادت خارجی میں آجاتی ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں
کہ چونکہ یہی تقسیم یا تصعف زیادہ علمی ہے۔ اسی کو اختیار کرنا چاہیے[1]۔ اس کے
متعلق ان کے دلائل بہت طویل ہیں۔ اسی لیے ہم ان کے ذکر کو نظر انداز
کرتے ہیں۔ لیکن بلا شبہ بسٹ نے اپنی "مادی" شہادت کی تعریف کو
اتنی وسعت دی ہے کہ اس میں سوائے گواہی کے عملاً ہر قسم کی شہادت
آجاتی ہے۔ اور "مادی" شہادت میں "خبری" مادی شہادت کو بھی شامل کرنے سے وہ اس
مجموعے کو "شخصی" یا "خارجی" شہادت کے مشابہ کر دیتے ہیں۔ لیکن بنتھم تو اس امر
کو صاف کر دیتے ہیں کہ جب وہ "خبری مادی" شہادت کہتے ہیں تو
کم از کم ان کا مطلب ایک خاص نوع (یعنی نوع اشیا) سے ہوتا ہے جو
ایک بالکل جدا نوع (یعنی "شخصی شہادت یا کم از کم اس کے اس حصے کا
جس کو وہ گواہی کہتے ہیں) کا موضوع ہوتی اور عدالت کے روبرو اس کے
ذریعے سے پیش کی جاتی ہے اور اسی وجہ سے ان دونوں اقسام کو مخلوط
کر دینے کا الزام بنتھم پر لگایا نہیں جا سکتا۔ غالباً انھوں نے اس اعتراض کو
پیش از پیش دیکھ لیا تھا۔ اسی لیے تو وہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ "بلا واسطہ
مادی شہادت خالص مادی و خالص قرائنی شہادت ہوتی ہے" اور

[1] ایضاً دفعہ ۲۲۳ - ۲۲۶۔

ص۹۹

"خبری مادی شہادت ایک مرکب ہے جس کے اجزا مادی شہادت جو شخصی شہادت کے ذریعے سے دی جائے اور قرائنی شہادت جو بلا واسطہ شہادت کے ذریعے سے دی جائے ہوتے ہیں۔ خبر دینے والے گواہ کے لیے وہ بلا واسطہ خاص مادی شہادت ہوتی ہے۔ لیکن جج کے لیے وہ خبری مادی شہادت ہی ہوتی ہے[1]۔

اسی لیے بنتھم کی بلا واسطہ شہادت کا مفہوم شہادت داخلی کے مفہوم سے کم وسیع ہے۔ اور ان کی شخصی شہادت کا مفہوم ان کے خارجی شہادت کے مفہوم سے زیادہ وسیع۔

اب جیمبر لین کی تنقید پر غور کیجیے یہ بدقسمتی سے مذکورۂ بالا اساتذہ کو بعض وقت غلط سمجھنے کی وجہ سے کسی قدر ناقص ہے۔ مثلاً وہ مادی شہادت کی بلا واسطہ و خبری تقسیم کو بجائے بنتھم کے بسٹ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور ان کی اس ابتدائی غلطی سے دوسری ضمنی غلطیاں بھی ہو گئی ہیں۔

"(بسٹ کے) مادی و شخصی شہادت کے اس تصنعف یا تقسیم کی وجہ سے متعدد ایسے مسایل پیدا ہو گئے ہیں جن کا بنتھم نے ذکر نہیں کیا ہے۔ ان میں حسب ذیل مسایل بھی ہیں :۔ (۱) مادی شہادت یا تو بلا واسطہ ہوتی ہے یا خبری (۲) گواہ کا غیر ارادی فعل شخصی نہیں بلکہ مادی شہادت ہے۔ یہ مزید مسایل بنتھم کی ابتدائی تعریف کے بالکل مغائر معلوم ہوتے ہیں........ اور ان سے لازمی طور پر بہت کچھ غلط بحث پیدا ہو گیا ہے..... بسٹ کی مادی و شخصی کے تصنعف کی تعریف بنتھم کی شہادت داخلی و خارجی کی تعریف کو اپنی مادی و شخصی شہادت کی تعریف میں اضافہ کرنے میں اتنی ہی غلط معلوم ہوتی ہے جتنی کہ بنتھم کے ارادی و غیر ارادی کے فرق کو اضافہ کرنے میں...... اس شہادت کے متعلق جو عدالت کا خود مشاہدہ ہو بنتھم کے نقطۂ نظر سے ضروری نہیں کہ وہ صرف مادی شہادت ہی ہو یا اس وجہ سے مادی شہادت ہو جائے۔ بسٹ کا تصور یہ معلوم

---

[1] کتاب مذکور حیدر آباد بنتھم جلد ا صفحہ ۲۶ نوٹ۔ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۳۳ - ۳۴۔

ہوتا ہے کہ مادی، شہادت کا یہ تصفف جس کی رو سے وہ ہر اس امر پر حاوی ہو جس کو عدالت خود مشاہدہ کرے بنتھم کی تعریف کے مطابق ہے[1]۔

لیکن بسٹ مادی شہادت کی بلاواسطہ و خبری تقسیم کا مادی و شخصی شہادت میں اضافہ نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ وہ مثل بنتھم کے اس کو صرف مادی شہادت تک محدود کرتے ہیں۔ اور نہ وہ یہ تصور کرتے یا سمجھتے ہیں کہ بنتھم کا یہ تصور ہے کہ مادی و ادراکی شہادت ایک ہی ہیں۔ کیونکہ وہ بنتھم کی تتبع اس امر میں کرنے کے بعد کہ مادی شہادت بعض وقت بلاواسطہ نہیں ہوتی بلکہ خبری ہوتی ہے وہ مشکل ہی سے یہ تصور کر سکتے یا بنتھم سے اس خیال کو منسوب کر سکتے ہیں کہ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اسی لیے بسٹ اس امر کے متعلق تو غلطی پر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ یہ فرض کرتے ہیں کہ مادی شہادت کا ان کا وسیع مفہوم اور بنتھم کا اس کا محدود مفہوم دونوں ایک ہیں۔ گلسن کے نقطۂ ہائے نظر کا خلاصہ کرنے میں بھی جیمہ لین پوری طرح قابل اعتبار نظر نہیں آتے ہیں۔ کیونکہ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ "مادی شہادت" کے صحیح معنوں کے متعلق بسٹ کی رائے سے گلسن کو بھی اتفاق ہے[2]۔ اور اور اس کی تائید میں وہ اس جرم کی مثال پیش کرتے ہیں۔ جس کا ارتکاب عدالت کے روبرو کیا جائے۔ اور جس کو بسٹ نے مادی شہادت کی مثال بطور پیش کیا اور گلسن نے اس کو ٹھیک کہا ہے۔ لیکن وہ اس پسندیدگی کی وجہ پر غور نہیں کرتے ہیں گلسن پوچھتے ہیں کہ یہ شہادت 'مادی کیوں ہے؟

"یقیناً اس لیے نہیں کہ دو قسم اشیا میں سے کوئی شئے اس شہادت کا ماخذ ہوتی ہے، کیونکہ زیر بحث امر تو یہاں ایک شخص کا فعل ہے۔ یعنی ایک ذی روح کا ارادی فعل جو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں ایک نفسیاتی واقعہ ہوتا ہے۔ یہ شہادت مادی اس لیے ہے۔ کہ خود یہ واقعہ یا فعل عدالت کے قوائے مدرکہ کو محسوس ہوتا ہے"[3]۔

صفحہ ۹۰

---

[1] شہادت جدید از جیمہ لین ۱۹۱۱ء جلد ۱۔ دفعہ ۲۸۔
[2] ایضاً دفعہ ۲۹۔
[3] کتاب مذکورہ صدر از گلسن جلد ۱۔ دفعہ ۲۲۴۔

اسٹیفن کی جج کے کھڑکی کے باہر بارش ہو رہی ہے یا نہیں دیکھنے کی مثال کا ذکر کرتے ہوئے بھی چیمبرلین کہتے ہیں کہ بنتھم و لبسٹ کے تتبع میں مسٹر گلسن اس کو مادی شہادت کہتے ہیں[۱]۔ لیکن گلسن اس کو مادی شہادت کیوں کہتے ہیں؟ وہ اس کو مادی شہادت اس کے بلاواسطہ ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ برخلاف اس کے بنتھم و لبسٹ اس کو مادی شہادت اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا ماخذ شے ہے۔ اسی لیے دونوں مثالوں میں بھی گلسن ان دونوں مصنفوں کی تتبع نہیں کرتے ہیں۔ اور چیمبرلین کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ لبسٹ نے ادراکی شہادت کو مادی شہادت تک محدود کر دیا ہے۔ "اور گلسن اس سے متفق ہیں[۲]"۔ یہ رائے بیشک گلسن کی ہے۔ لیکن اس میں وہ صریحاً لبسٹ سے مختلف ہیں۔ الحاصل چیمبرلین کی رائے ہے کہ "مادی" و "شخصی" شہادت کے اصطلاحات کو اگر باقی رکھا جائے تو یہ صرف عدالت کے نقطۂ نظر سے جائز ہے گواہ کے نقطۂ نظر سے جائز نہیں۔

"جب عدالت مادی اشیا کی فراہم کردہ شہادت یعنی مادی شے کا مشاہدہ کرتی ہے تو وہ مادی شہادت ہوتی ہے اور جب وہ کسی شخص کی فراہم کردہ شہادت کا مشاہدہ کرتی ہے تو وہ شخصی شہادت ہوتی ہے .... اگر عدالت کے ذہنی نقطۂ نظر کے اس تصور کو ترک کر دیا جائے تو اس فرق کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی اور اس کے استعمال سے محض خلط مبحث ہی ہوتا ہے[۳]"۔

(ب) مادی اشیا جو معائنۂ عدالت کے لیے پیش کیے جائیں۔ مادی شہادت کے یہ دوسرے اور نہایت ہی عام طور پر مقبول معنی ہیں۔ یہ بھی بنتھم سے لیے گئے ہیں۔ کیونکہ گو ان میں جزی مادی شہادت کا مفہوم داخل

---

۱ کتاب مذکورۂ بالا۔ از چیمبرلین دفعہ ۳۔

۲ ایضاً دفعہ ۱۳۔

۳ ایضاً۔

نہیں ہے۔ لیکن یہ بعینہ "ان کی" "بلاواسطہ مادی شہادت" ہی ہے۔ مگر ٹیلر[1] مادی شہادت کے الفاظ ہی استعمال نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ عنوان "شہادت بذریعۂ حواس" کے تحت وہ اسی مضمون پر موجودہ تعریف کے نقطۂ نظر سے بحث کرتے ہیں۔ اور اس کے مفہوم کو ان مادی چیزوں (یعنی اشخاص، مقامات یا اشیا) کی جسمانی شکل وصورت یا حالت تک محدود کرتے ہیں جو معائنہ عدالت کے لیے پیش کئے جائیں یا جن کا عدالت معائنہ کرے۔ وارٹن (Wharten) بھی مادی شہادت کے الفاظ استعمال نہیں کرتے ہیں۔ لیکن عنوان "معاینہ" کے تحت وہ انھیں امور سے بحث کرتے ہیں۔ جن سے ٹیلر نے بحث کی ہے۔ اور نقطۂ نظر بھی وہی ہے۔ اس کے برخلاف اسٹیفن نے قانون شہادت ہند و ڈائجسٹ دونوں میں نہ صرف اصطلاح مادی شہادت ہی کو ترک کر دیا ہے۔ بلکہ اس موضوع ہی کو۔ اور اسی وجہ سے ان پر بہت کچھ تنقیدیں کی گئی ہیں۔ تھیر کہتے ہیں کہ

"اسٹیفن کا حد شہادت کو ا۔ بیانات گواہاں و ۲۔ دستاویزات تک محدود کر دینا شہادت کے بہت ہی محدود معنی اختیار کرنا ہے۔ جب کسی درزی و گاہک کے درمیان کوٹ کے جسم پر ٹھیک ہونے کے متعلق نزاع ہو۔ اور گاہک کوٹ کو دوران سماعت مقدمہ میں عدالت کے سامنے پہن لے.... تو اس واقعے کو شہادت نہ کہنا ناممکن ہے اسی کو بنتھم مادی شہادت کہتے ہیں اور یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس کو اگر اس واقعے تک محدود کر دیا جائے جو راست طور پر جو اس عدالت کے سامنے پیش کیا گیا ہو تو ایک نہایت ہی قیمتی فرق پر مبنی ہے۔ اور عملاً اس کی اہمیت کچھ بہت زیادہ نہیں رہتی ہے اگر اس کو خبری مادی شہادت میں مزید تقسیم کیا جائے۔"[2]

صفحہ ۶۱۰

---

[1] شہادت از ٹیلر۔ (طبع ہشتم ۱۸۸۵ء) دفعات ۵۴۴ تا ۵۶۶۔

[2] ابتدائی کتاب شہادت از تھیر ۱۸۹۸ء ۲۶۳۔ نوٹ نیز دیکھئے ایضاً صفحہ ۲۸۸۔ ۲۸۱۔ اور مقدمات شہادت (طبع دوم سنہ ۱۹۰۰ء) از تھیر صفحہ ۷۲۰۔

اسی لیے تھیئر بھی جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں۔ مادی شہادت کے اسی مفہوم پر صاد کرتے ہیں۔ چیمبرلین بھی یہی کرتے ہیں۔ اور یہ کہنے کے بعد کہ "اسٹیفن کی تقسیم کی چند بنیادی غلطیوں میں یہ ایک غلطی ہے کہ اس میں ادراک کو بالکل ہی ذریعۂ شہادت نہیں قرار دیا گیا ہے"۔ وہ مادی شہادت کی زیر بحث تعریف اختیار کر لیتے ہیں کہ "جب عدالت مادی اشیا کی فراہم کردہ شہادت یعنی مادی شے کا مشاہدہ کرتی ہے تو وہ مادی شہادت ہوتی ہے"۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس امر کے متعلق خود اسٹیفن کی توضیح کو ان سب نقادوں نے نظر انداز کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گو زبانی و دستاویزی شہادت کے علاوہ ایک تیسری قسم ان اشیا کی بھی کی جا سکتی ہے جو عدالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جو دستاویزات نہیں ہوتے ہیں۔ تاہم اس تقسیم سے بیجا پیچیدگی پیدا ہوگی۔ اور یہ اس لیے کہ مادی اشیا کی حالت بالعموم زبانی شہادت سے ثابت کی جاتی ہے۔ اس لیے زبانی مادی شہادت میں فرق کرنا ضروری نہیں ہے[1]۔ یہ توضیح گو شاید بہت یقین آفرین نہ ہو۔ لیکن کم از کم یہ ظاہر کر دیتی ہے کہ مادی شہادت کو شہادت کی قسم قرار نہ دینا عمداً تھا۔ سہواً نہیں تھا۔ وگمور بھی مادی شہادت کے جملہ پر مختصراً غور کرنے کے بعد زیر بحث مفہوم کے موید بن جاتے ہیں۔

"اس قسم کے یقین کے لیے بعض وقت مادی شہادت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ گو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ پہلے تو اس لیے کہ لفظ "مادی" ایک مبہم لفظ ہے اور کافی جامع نہیں۔ نیز اس لیے کہ سختی سے دیکھو تو یہ شہادت ہی نہیں ہے۔ اور تیسرے اس لیے کہ اس لفظ کے موجد بنتھم (کتاب عدالتی شہادت جلد ۳۔ صفحہ ۲۶ الخ میں) ان الفاظ کو مذکورہ بالا معانی سے جدا معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اور اسی لیے یہ ان معنوں سے بھی جدا ہوئے جو آج کل ان الفاظ کے ہو گئے ہیں۔ ان سے ان کی مراد کسی مادی یا جسمانی شے

[1] قانون شہادت ۱۸۷۲ء مقدمہ صفحہ ۱۴۔

کے متعلق کوئی واقعہ تھا۔ مثلاً کوئی کتاب۔ یا انسان کا پاؤں۔ چاہے عدالت میں پیش کیا گیا یا نہ پیش کیا گیا ہو۔ متاخرین اساتذہ ہی نے عدالت میں پیش کرنے کو اس کی ضروری خصوصیت بنا دیا ہے[1]

اسی لیے وگمور مادی شہادت کے الفاظ ترک کر دیتے ہیں۔ اور ان کے بجائے "شہادت مرئی" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ___ کسی واقعے کی شہادت مرئی اس وقت پیش ہوتی ہے جب کہ عدالت کو اس کا راست طور پر یعنی بغیر کسی دوسری شہادتی یا قراینی واقعے سے شعوری طور پر نتیجہ نکالنے کے ادراک ہوتا ہے (عدالت کے لیے یہ شہادت مرئی ہوتی ہے۔ لیکن فریق کی حد تک تو اس کو شہادت مرئی کا پیش کرنا کہنا چاہیے) آگے کہتے ہیں۔

"یقین پیدا کرنے کے اس طریقے کی نسبت تو واقعات کے متعلق ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ شے خود زبان حال سے گویا ہوتی ہے۔ وہ خود اپنے کو ثابت یا اپنی تردید کر لیتی ہے کوئی منطقی عمل نہیں کیا جاتا ہے۔ صرف فہم وحواس کا فعل ہوتا ہے ...... عدالت میں چاقو لانا حقیقتہً چاقو کے وجود کی شہادت دینا نہیں ہے وہ عدالت کو اس قابل بنانے کا ایک طریقہ ہے کہ وہ چاقو کے وجود کے متعلق یقین کر لے۔ اس معنی میں وہ یقین پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ تاہم وہ شہادت دینا نہیں ہے کیونکہ اس میں کسی نتیجے کے نکالنے کے لیے عدالت سے کہا نہیں جاتا ہے ...... اس طرح پر وہ اس معنی میں شہادت ہے کہ شہادت میں حجت کے علاوہ وہ تمام چیزیں داخل ہیں جو کوئی فریق عدالت کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ اس کے ذہن میں یقین پیدا ہو[2]

"موجودہ اغراض کے لیے یہ دریافت کرنا غیر ضروری ہے کہ کیا یہ درحقیقت استنباط کا ایک تیسرا ماخذ (یعنی گواہی و قراینی شہادت کے علاوہ) نہیں ہے۔

---

[1] شہادت از وگمور ۱۹۰۴ء دفعہ ۱۱۵۰۔ نوٹ جلد ۲۔

[2] ایضاً دفعات ۲۴ اور ۱۱۵۰۔

یعنی کیا وہ شے مدرکہ کے معروضی وجود کے متعلق عدالت کے مدرکات وتاثرات کا نتیجہ نہیں ہے۔قانون کو تفکر مابعد الطبیعات کی ضرورت سے نہیں ہے۔ اور نہ وہ ان پر غور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔۔عدالتی تحقیقات کے اغراض کے لیے اس شے کا جس کو عدالت دیکھتی ہے وجود ہوتا ہے۔[1]"

(ج) ادراک عدالت نہ کہ واقعات مدرکہ: مادی شہادت کے تیسرے اہم معنی وہ ہیں جو گلسن نے اس کے سمجھے ہیں۔ جس طرح پہلی تعریف بنتھم کی خبری مادی قسم کو ترک اور بلاواسطہ مادی قسم کو باقی رکھنے سے حاصل ہوئی تھی۔ اسی طرح گلسن کا تصور بنتھم کی بلاواسطہ مادی شہادت میں سے مادی کا جزو ترک کرنے اور باقی جزو بلاواسطہ کو باقی رکھنے سے حاصل ہوا ہے لیکن ان کی مادی شہادت کی تعریفات کا ذکر کرنے سے پہلے یہ سمجھنا بہتر ہوگا کہ وہ خود شہادت کے کیا معنی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی نہایت قیمتی کتاب کی ایک خامی ہے کہ وہ اس اساسی لفظ کی ایک غیر متبدل یا کم از کم معقول طور پر معین تعریف نہیں کرتے ہیں۔ لیکن کم از کم وہ ہم سے یہ تو بیان کرتے ہیں کہ شہادت کیا نہیں ہے۔ اور اسی لیے ایک حد تک وضاحت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں واقعات شہادت بلکہ موضوع شہادت ہوتے ہیں[2]۔ اور خود "شہادت" کو وہ بعض وقت دریافت واقعات کا عمل[3] کہتے ہیں۔ تو بعض وقت ثبوت[4]۔ بعض وقت ذریعۂ ثبوت جس سے ان کی مراد صرف مشاہدہ۔ ادراک یا حواس کا استعمال ہوتی ہے[5]۔ اور بعض وقت وہ اس کو وہ نتیجہ کہتے ہیں جو ذرائع ثبوت کو دریافت شدنی واقعات پر

---

[1] شہادت اندو گمور ۱۹۰۴ء دفعہ ۱۱۵۰۔
[2] کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعات ۲۶۔ ۲۶۰۔ ۲۶۸۔
[3] ایضاً دفعات ۱۷ و ۲۴۔
[4] ایضاً دفعات ۲۴۔ ۲۶۔
[5] ایضاً دفعات ۲۴۔ ۲۶۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۶۷۔ ۱۸۳۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۵۴۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔

اطلاق دینے سے حاصل ہوتا ہے[1]۔ اسی لیے یہ کوئی مقام حیرت نہیں ہے کہ زیادہ وسیع لفظ (شہادت) کے مفہوم کے متعلق ان کے اتنے غیر معین ہونے کی وجہ سے وہ کم وسیع لفظ (مادی شہادت) کے مفہوم کے متعلق بھی مذبذب ہوں چنانچہ ان کو اس کے دو بالکل جدا معنوں میں تذبذب نظر آتا ہے۔ (۱) مادی شہادت محض ایک ادراکی فعل ہے یعنی وہ واقعہ مدرکہ سے جدا ہے۔ (۲) وہ ان دونوں سے جدا ہی چیز ہے یعنی وہ ادراک کو واقعات پر اطلاق دینے کا نتیجہ (علم۔ یقین۔ ثبوت) ہے۔ پہلے معنوں میں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مادی شہادت وہ "ادراک یا بلا واسطہ شہادت ہوتی ہے۔ جس سے کہ شہادتی واقعہ ظاہر ہوتا ہے[2]" "وہ وہ شہادت ہے جس میں دریافت کنندہ کو شے مدرکہ کا بلا واسطہ ادراک ہوتا ہے[3]" "کسی تحریر کے مضامین کا مطالعۂ عدالت ان مضامین کی مادی شہادت ہوتا ہے[4]" دوسرے معنوں میں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ "مادی شہادت کے معنی نہ اس سے کم ہیں نہ زیادہ کہ وہ ادراک کے ذریعے سے حاصل شدہ شہادت ہوتی ہے[5]" "یہ وہ ثبوت ہے جو عدالت کو اپنے قوائے ادراک کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے[6]" یا "یہ وہ شہادت ہے جو کسی واقعے کے متعلق عدالت کے اپنے قوائے ادراک کے استعمال پر مبنی ہوتی ہے[7]"

مگر باوجود ان اختلافات کے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ گلسن مادی شہادت

صفحہ ۶۰۳

[1] کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعات ۱۷۴-۲۲۶-۲۳۰-۲۶۶-۳۱۴-۳۱۹-

[2] ایضاً دفعہ ۱۰۳-

[3] ایضاً ۲۲۴-

[4] ایضاً دفعہ ۳۱۴-

[5] ایضاً ۲۲۴-

[6] ایضاً دفعہ ۳۱۴-

[7] ایضاً دفعات ۲۶۶-۳۱۹-

کے اپنے تصور کو بنتھم کی شہادت داخلی یا بلا واسطہ شہادت پر مبنی کرتے ہیں۔ اور ان کی اس شہادت پر جو "اشیا سے حاصل ہوتی ہے" مبنی نہیں کرتے ہیں"

"یہ امر نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ بنتھم نے اپنے شہادت داخلی و شہادت خارجی کے فرق میں شہادت کے گویا اصل سُر کو چھیڑنے کے بعد اسی پر اکتفا کرنے اور شہادت کی اس علمی تقسیم پر آخر تک عمل کرنے کے بجائے جلد ہی اس کو موجودہ (مادی و شخصی شہادت کے) مغالطہ آمیز فرق کے لیے ترک کر دیا ہے کیونکہ شہادت شہادت کو شہادت اشیا سمجھنا ہی وہ پہلی غلطی ہے جس کی وجہ سے نظریۂ ثبوت میں غلطیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔[1]

ہمارے خیال میں چاہے بنتھم کا نقطۂ نظر صحیح ہو کہ نہیں گلسن کا نقطۂ نظر بنیادی طور پر غلط ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون ان امور کو جن کو فریقین پیش کرتے ہیں نہ کہ ان امور کو جن کو عدالت۔ بصارت، سماعت یا قوتِ عقل کے ذریعے سے فراہم کرتی ہے شہادت سمجھتا اور اس کے بیجا ادخال یا منظوری کے لیے جائزہ کار مقرر کرتا ہے۔ اسی لیے مادی شہادت پیش شدہ شے ہوتی ہے نہ کہ عدالت کا اس کا معاینہ یا معاینے سے کوئی استقرا۔ در اصل ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ خود گلسن بھی ایک حد تک اس کو محسوس کرتے تھے۔ دگر نہ یہ بتانا دشوار ہو جاتا ہے کہ وہ کیوں کبھی کبھی مادی شہادت کی روایتی تعریف بھی کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہ حجت کرتے ہوئے کہ بسٹ (Best) نے مادی شہادت کو "ذرایع" شہادت میں جگہ دینے میں غلطی کی ہے۔ کیونکہ اس کے بلا واسطہ ہونے کی وجہ سے یہاں کوئی واسطہ یا ذریعہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "تاہم یہ ظاہر بات ہے کہ واقعات کے مادی ظہور کو زبانی شہادت سے علیحدہ ذرایع شہادت میں جگہ دینی چاہیے۔"[2] اسی طرح بنتھم کے تحریری و مادی شہادت کے

۶۰۴

[1] کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعہ ۲۲۷۔

[2] ایضاً دفعہ ۲۶۳۔

فرق سے جس کی مثال تحریری نام اور لکڑی پر محض نشانات سے دی جاسکتی ہے انکار کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ۔

> "نہ صرف ان نشانات کا جو اس عدالت کے سامنے پیش کرنا ان کی مادی شہادت ہوتا ہے بلکہ حروف تحریر کا جو کاغذ پر منقوش ہوں پیش کرنا یا عدالت میں اس کاغذ کا پیش کرنا جس پر ایسے حروف ہوں، اس تحریر کی مادی شہادت ہوتے ہیں[1]۔

اور اس کے بعد ایک پتلے کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ خود اس کا پیش کرنا (اس کے خدوخال کی) مادی شہادت ہوتا ہے[2]۔ ظاہر ہے کہ یہ بعینہٖ ہماری بحث ہے۔ لیکن یہ ان کی سابقہ دو تعریفات کے جن میں ان کا خاص نقطۂ نظر زیادہ صحت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ مغایر ہے۔

لیکن اس موضوع کی بحث گلسن پر ایک اور اعتراض بھی ہوتا ہے۔ بنتھم کی تقسیم شہادت داخلی و خارجی کو علمی نقطۂ نظر سے صحیح تسلیم کرنے کے باوجود وہ بنتھم کے ان حدود کے مساوی حدود بلا واسطہ و جزیی شہادت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے بجائے مادی و زبانی شہادت کے الفاظ کو ترجیح دیتے ہیں[3]۔ مادی کا لفظ اختیار کرنے کی ان کی وجہ یہ ہے کہ "وہ عدالت کے نقطۂ نظر سے ہماری بلا واسطہ شہادت کا کارآمد مترادف لفظ ہو سکتا ہے[4]" اور زبانی کا لفظ اختیار کرنے کی ان کی وجہ یہ ہے کہ دستاویزات چونکہ صحیح معنی میں مادی شہادت کی ایک شکل ہوتے ہیں[5]۔ اسی لیے خبری قسم میں سوائے زبانی شہادت یا حلفیہ گواہی کے کچھ اور باقی نہیں رہتا۔ وہ توضیح کرتے ہیں کہ اس تبدیلی سے خبری شہادت کا وہ بڑا حصہ (یعنی سنی سنائی شہادت

---

[1] کتاب مذکورہ صدر از گلسن دفعہ ۳۱۶۔ اور دیکھئے دفعات ۳۱۰۔ ۳۳۷۔

[2] ایضاً ۳۱۸

[3] ایضاً دفعات ۱۷۷۔ ۲۶۶۔

[4] ایضاً دفعہ ۲۲۹۔

[5] دفعات ۲۶۳۔ ۲۶۶ و ۲۱۳۔

خارج ہوجاتا ہے۔ جو غیر حلفی بیانات پر مشمول ہوتا ہے۔ اور ایسے غیر حلفی بیانات کو وہ صنف واقعات میں جگہ دیتے ہیں۔ اور واقعات کو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں وہ شہادت ہی نہیں سمجھتے بلکہ محض موضوع یا مضمون شہادت سمجھتے ہیں لیکن ان تبدیلیوں سے وہ مزید مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ کیونکہ (۱) پہلے سے مبہم حد مادی شہادت کے ایک تیسرے اور مختلف معنی لینے سے وہ اسی افراتفری میں اضافہ کرتے ہیں جس کے لیے وہ بنتھم ولبسٹ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور (۲) خبری شہادت کو گواہوں کی گواہی تک محدود کرنے اور دستاویزات کو مادی شہادت ٹھیرانے سے وہ ایک ایسی تقسیم ایجاد کرتے ہیں جس کی صحت فی نفسہٖ بہت ہی مشتبہ اور جو اگر صحیح ہو تو عملاً ان کی تقسیم کو غلط ثابت کردے گی۔

"میری حجت یہ ہے کہ عدالت کا کسی تحریر کے مضامین کا معائنہ کرنا ان مضامین کی ایسی ہی مادی شہادت ہے۔ جیسے کہ کسی مادی شے مثلاً کسی چاقو کے خصوصیات یا صورت شکل کا جو عدالت میں پیش کیا گیا ہو معائنہ یا ملاحظہ کرنا۔ ... تحریری مادی شہادت میں فرق صرف یہی ہے کہ تحریر کی صورت میں حروف کے عادۃً ایک جدا معنی لیے جاتے ہیں یعنی ان کی شکل و ترتیب کے لحاظ سے۔ ..... لیکن الفاظ کے ان علحدہ معنوں کا نتیجہ ..... ان عادتی معنوں کے متعلق ہمارے سابقہ علم سے ماخوذ ہوتا ہے۔ ...... اور اس کا اگر کچھ اثر ہوتا ہے تو صرف اتنا کہ وہ بلا واسطہ مادی شہادت کو بالواسطہ قرائنی مادی شہادت میں بدل دیتا ہے۔ ... اور کسی بھی صورت میں یعنی چاہے ہم اس کو بلا واسطہ شہادت سمجھیں یا بالواسطہ شہادت وہ دستاویز پڑھنے والے کے لیے تو بلا واسطہ شہادت ہوتی ہے۔ اور اگر یہ شخص جج ہو تو پھر مادی شہادت ...... اس نتیجہ (یعنی تحریری علامات سے عادتی معنوں کے نتیجے) کی موجودگی یا عدم موجودگی کا اثر نوعیت شہادت پر کہ کیا وہ بلا واسطہ ہے یا قرائنی ہو سکتا ہے۔ لیکن بہر صورت اس کے مادی شہادت

۶۰۵

لہ کتاب مذکورہ سدر لازگلس دفعات ۲۶۶۔ ۳۵۰۔

ہونے کے واقعہ پر نہیں ہو سکتا۔[1]

لیکن گلسن کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ الفاظ کے عادتی معنی ہی مادی و تحریری شہادت کا واحد فرق ہے۔ وہ ایک دوسرے اور برابر اہم جزو یعنی گواہی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جب کبھی دعوے کی تائید دستاویز سے کی جاتی ہے تو یہ موجود ہوتا ہے۔ یہ دو خصوصیات تحریری شہادت کو مادی شہادت سے ممیز کرنے کافی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر انھیں ناکافی بھی فرض کریں تو بھی گلسن نے دستاویزات کو مادی شہادت قرار دینے کے لیے جتنے دلایل پیش کیے ہیں وہ سب زبانی شہادت کو بھی مادی شہادت قرار دینے کے لیے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ زبانی شہادت کی بابت بھی اعتراف کرتے ہیں کہ وہ بھی "ہمیشہ پوری طرح حواس عدالت کے سامنے پیش ہوتی ہے۔" جو نہ صرف الفاظ کو سنتی بلکہ ان کے کہنے والے کو اور اس کے کہنے کے طریقے کو دیکھتی ہے۔[2] لیکن اگر بات یہی ہو تو نہ صرف دستاویزات ہی کو بلکہ زبانی شہادت کو بھی شہادت کے علیحدہ اقسام بطور قایم نہیں رکھنا ہوگا اور شہادت کی صرف ایک ہی قسم مادی شہادت ہوگی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مادی اشیا کے پیش کرنے سے بلا واسطہ شہادت (بلا واسطہ ہو کر قراینی) حاصل ہوتی ہے۔ اور گواہوں کے پیش کرنے سے بلحاظ ان کے عدالت میں پیش کرنے (یا گلسن کے الفاظ میں بلحاظ ان کے معائنہ عدالت کے) بلا واسطہ شہادت اور بلحاظ ان کے مضامین کے خبری شہادت فراہم ہوتی ہے۔ جیسا کہ چیمبرلین کہتے ہیں:-

"اگرچہ کہ کسی بیان کو چاہے وہ زبانی ہو کہ دستاویزی عدالت بلا واسطہ طریقے پر محسوس کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو مادی شہادت کہہ سکتے ہیں۔ تاہم ذہنی حالت۔ نیت ثقاہت وغیرہ ایسے اہم امور ہیں جن پر شہادتی وقعت مبنی ہوتی ہے

---

[1] کتاب مذکورہ صدر از گلسن دفعات ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۲۰ -

[2] ایضاً دفعات ۳۲۳ - ۳۲۵

اور جن کو عدالت اس طرح پر محسوس نہیں کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ مادی شہادت نہیں بلکہ شخصی یا بالواسطہ شہادت ہوتے ہیں۔[1]

پس سوال ہو سکتا ہے کہ اس تمام ابہام غلطی تعبیر و غلط فہمی کے مدنظر کیا مادی شہادت کا لفظ باقی رکھنے کے بھی قابل ہے۔ اہل پیشہ اس کو کبھی نہیں استعمال کرتے ہیں۔ عدالتوں میں مادی اشیا کو یا تو ان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یا ان کا ذکر قرائنی شہادت کے عام عنوان کے تحت کیا جاتا ہے لیکن علمی کتب میں جہاں تصنف ضروری ہے۔ اس کے استعمال کی اس سے بہتر کسی لفظ کے نہ ہونے کی وجہ سے شاید حمایت کی جاسکتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو اس کے کونسے معنوں کو باقی رکھنا چاہیئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بنتھم و بسٹ دونوں کے ان معنوں کو ترک کردیا جائے کہ اس سے مراد "قسم اشیا سے کوئی شے ہوتی ہے" و نیز گلسن کے بیان کردہ اُن معنوں کو بھی کہ مادی شہادت سے مراد "محض ادراک عدالت ہوتی ہے" اور زیادہ مشہور و معروف تعریف ہی کو اختیار کرلیں کہ "مادی شہادت سے ماسوائے دستاویزات وہ مادی اشیا مراد ہیں جو معائنہ عدالت کے لیے پیش کئے جاتے ہیں"۔

بنتھم کی شہادت کی بلاواسطہ و خبری تقسیم عام کے متعلق ملحوظ رکھے کہ گلسن نے اس کے بجائے جو "مادی و زبانی شہادت" کی تقسیم پیش کی ہے۔ وہ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں ناقابل اطمینان ہے۔ لیکن اگر کوئی تبدیلی مناسب سمجھی جائے تو شاید لفظ بلاواسطہ کے بجائے جس کو بنتھم کبھی عدالت کے متعلق اور کبھی گواہ کے متعلق استعمال کرتے ہیں۔ لفظ "پیش شدہ" (Produced) اختیار کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ غیر مبہم و رائج ہے۔ اور اس سے اس امر پر بھی زور ہو جائے گا کہ شہادت کو فریقین پیش کرتے ہیں نہ کہ عدالت۔

سڈنی۔ یل۔ فیپسن۔

[1] چیمبرلین "جدید شہادت" دفعات ۲۳ و ۲۴

ص ٦٠٧

ضمیمہ (ب)

قانون شہادت فوجداری سنہ ۱۸۹۸ء

۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶۔

دیکھو پرانے ۱۱ صفحات ۵۱۰ تا ۵۴۴ اصل کتاب انگریزی

قانون برائے ترمیم قانون شہادت

۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۸ء

چونکہ ملکہ معظمہ نے امرائے دینی و دنیوی و عوام کے جو موجودہ پارلیمنٹ میں جمع ہوئے ہیں۔ مشورہ و منظوری و اقتدار سے اس قانون کو نافذ کیا ہے۔ لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ:۔

قابلیت گواہان بمقدمات فوجداری

۱۔ ہر شخص جس پر کسی جرم کا الزام ہو۔ اور اس کی زوجہ یا شوہر جیسی بھی صورت ہو۔ جوابدہی کے لیے مقدمے کی ہر نوبت پر گواہی دینے کے قابل ہوگا۔ چاہے یہ ملزم تنہا چالان کیا گیا ہو۔ یا کسی دوسرے شخص کے ساتھ بشرطیکہ امور ذیل ملحوظ رہیں:۔

(الف) ایسے ملزم شخص کو اس قانون کے تحت بطور گواہ خود اس کی درخواست بغیر طلب نہیں کیا جائے گا۔

(ب) ملزم یا اس کی زوجہ یا شوہر (جیسی بھی صورت ہو) کے گواہی نہ دینے پر چالان کی جانب سے تنقید نہیں کی جا سکے گی۔

(ج)۔ ملزم کی زوجہ یا اس کا شوہر اس قانون کے تحت بطور گواہ

ملزم کی درخواست کے بغیر طلب نہیں کیے جا سکتے۔ جیسا کہ اس قانون میں حکم دیا گیا ہے۔

(د) اس قانون کے کسی حکم کی رو سے کسی شوہر کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کہ وہ کسی ایسی اطلاع کو فاش کرے جو اس کی بیوی نے ایام ازدواج میں اس کو دی ہو۔ اور نہ زوجہ کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ایام ازدواج کی شوہر کی دی ہوئی کسی اطلاع کو فاش کرے۔

(ھ) اس قانون کے تحت گواہی دینے کی صورت میں ملزم سے جرح میں کوئی سوال بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس سے وہ الزام عاید کردہ کا مرتکب ظاہر ہوتا ہو۔

۶۰۸ (و) ملزم سے جسے اس قانون کی متابعت میں بطور گواہ طلب کیا گیا ہو کوئی ایسا سوال نہیں کیا جائے گا۔ یا اگر سوال کیا گیا ہو تو اس سے جواب طلب نہیں کیا جائے گا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس نے اُس مقدمے میں عاید کردہ جرم کے سوا کسی اور جرم کا ارتکاب کیا یا اس کی بناپر سزا پائی یا اس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ یا یہ کہ اس کا چال چلن برا ہے۔ سوائے اس کے کہ

(۱) ایسے دوسرے جرم کے ارتکاب یا اس کی بناپر سزا پانے کی شہادت اس کے زیر بحث مقدمے میں عاید کردہ الزام کا مجرم ثابت کرنے کے لیے بھی قابل ادخال شہادت ہو۔ یا یہ کہ

(۲) اس نے خود یا اپنے اڈوکیٹ کے ذریعے سے گواہان استغاثہ پر اپنا اچھا چال چلن ثابت کرنے کے لیے سوالات کیے ہوں۔ یا اپنے اچھے چال چلن کی شہادت دی ہو۔ یا جواب دہی یا اس کی نوعیت ایسی ہو کہ اس سے مستغیث یا گواہان استغاثہ کے چال چلن پر تہمت لگتی ہو۔ یا یہ کہ

(۳) اس نے کسی ایسے اور ملزم کے خلاف شہادت دی ہو۔ جس پر بھی یہی الزام ہو۔

(ب) ہر شخص جو بمتابعت قانون ہذا بطور گواہ طلب کیا جائے بجز اس کے کہ عدالت کوئی اور حکم دے گواہوں کے کٹہرے یا دوسرے مقام سے جہاں سے گواہ گواہی دیتے ہیں شہادت دے سکے گا۔

(ج) اس قانون کا کوئی حکم دفعہ ۱۰ قانون جسٹس ایم قابل چالان کے احکام پر موثر نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ ملزم کے بغیر حلفی بیان دینے کے حق پر موثر ہوگا۔

۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲-

(۲) جب جواب دہی کی جانب سے ملزم ہی واحد گواہ ہو تو اس کو چالان کی شہادت ختم ہوتے ہی طلب کیا جائے گا۔

شہادت ملزم

(۳) جب حق جواب کا انحصار اس امر پر ہو کہ کیا جواب دہی کی جانب سے شہادت پیش ہوئی ہے تو ملزم کے بطور گواہ طلب کئے جانے کے واقعہ کا خواہ یہ اثر نہ ہوگا کہ چالان کو حق جواب حاصل ہو جائے۔

حق جواب

(۴)(۱) اس شخص کی زوجہ یا شوہر جس پر ان قوانین میں سے کسی قانون کے تحت جن کا ذکر اس قانون کے ضمیمے میں ہے کوئی الزام لگایا گیا ہو چالان یا جواب دہی کی جانب سے ملزم کی اجازت بغیر طلب کیا جائیگا۔

بعض مقدمات میں زوجہ یا شوہر کا بطور گواہ طلب کیا جانا۔

(۲)۔ اس قانون کا کوئی حکم اس صورت پر موثر نہیں ہوگا جس میں ملزم کی زوجہ یا شوہر قانون عمومی کی رو سے اس کی منظوری بغیر بطور گواہ طلب کئے جاسکتے ہیں۔

(۵) اسکاٹ لینڈ میں جب کسی مقدمے میں گواہوں کی فہرست بنانی ضروری ہو تو ملزم کی زوجہ یا شوہر کو جواب دہی کی طرف سے بطور گواہ طلب نہیں کیا جائے گا بجز اس کے کہ اس کی اطلاع حسب دفعہ ۳۶ قانون ضابطہ فوجداری (اسکاٹ لینڈ ۱۸۸۷ء) دی گئی ہو۔

۶۰۹ اس قانون کا اسکاٹ لینڈ پر اطلاق۔

۵۰ و ۵۱ وکٹوریا باب ۳۵-

(۶)(۱) اس قانون کا تعلق اس کے آغاز کے وقت کسی اور احکام کے نافذ ہونے کے باوجود جملہ فوجداری کارروائیوں سے ہوگا۔ لیکن اس کا کوئی حکم قانون شہادت ۱۸۸۵ء پر موثر نہ ہوگا۔

سابقہ قوانین کے متعلق احکام

۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۱۴-

(۲) لیکن اس قانون کا اطلاق فوجی عدالت کے کارروائیوں پر

نہیں ہوگا۔ بجز حسب ذیل صورتوں کے یعنی

۲۹ و ۳۰ وکٹوریا باب ۱۰۹

(الف) نیول ڈسپلن ایکٹ (Naval Discipline Act) کے تحت منعقدہ فوجی عدالتوں میں جب کہ اس کے دفعہ ۶۵ کی متابعت میں عام احکام کے ذریعے سے اس کو اطلاق دیا جائے۔ اور

۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۵۸

(ب) آرمی ایکٹ (Army Act) کے تحت فوجی عدالتوں میں جب کہ اس کے دفعہ ۷۰ کی متابعت میں قواعد کے ذریعے سے اس کو اطلاق دیا جائے۔

وسعت متعلقہ آغاز و مختصر عنوان

(۷) (۱) اس قانون کا اطلاق ایرستان پر نہیں ہوگا۔
(۲) یہ قانون وضع ہونے کے دو مہینے بعد سے نافذ ہوگا۔
(۳) اس قانون کو قانون شہادتِ فوجداری کے نام سے موسوم کیا جاسکے گا۔

ضمیمہ

دفعہ ۴

ان قوانین کے نام جن کا دفعہ ۴ میں حوالہ دیا گیا ہے

سنہ جلوس و باب	مختصر عنوان	احکام محولہ
۵ جارج چہارم باب ۸۳	واگرنسی ایکٹ (Vagrancy Act) سنہ ۱۸۲۴ء	وہ حکم جس کی رو سے اس شخص کو سزا دی گئی ہے۔ جو اپنی زوجہ یا کسی اہل خاندان کا نفقہ نہ دے یا ان کو چھوڑ دے۔
۸ و ۹ وکٹوریا باب ۸۳	قانون متعلق قانون مفلسان اسکاٹلینڈ سنہ ۱۸۴۵ء	دفعہ ۸۰
۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰	قانون جرائم خلاف جسم	دفعہ ۴۸ — ۵۵۔
۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۷۵	قانون جائداد زنہائے منکوحہ سنہ ۱۸۸۲ء	دفعہ ۱۲ و ۱۶۔
۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹	قانون ترمیم قانون فوجداری سنہ ۱۸۸۵ء	پورا قانون
۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۴۱	قانون انسداد بیرحمی اطفال سنہ ۱۸۹۴ء	پورا قانون

قانون مرافعۂ فوجداری

(۷ایڈورڈ ہفتم باب ۲۳)

عدالت مرافعۂ فوجداری کے قیام و مرافعۂ مقدمات فوجداری سے متعلق قانون میں ترمیم کرنے کے لیے قانون

۲۸ اگست ۱۹۰۷ء

چونکہ ملک معظم نے اس پارلیمنٹ میں جمع شدہ امرائے دینی و دنیوی و عوام کے مشورہ، منظوری و اقتدار سے اس قانون کو نافذ کیا ہے۔ اس لیے حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے کہ:-

عدالت مرافعۂ فوجداری

دستور عدالت مرافعۂ فوجداری

دفعہ (۱) - (۱) مرافعۂ فوجداری کی ایک عدالت ہوگی اور اس کے ارکان لارڈ چیف جسٹس اور شعبۂ کنگس بنچ عدالت عالیہ کے آٹھ جج ہوں گے جن کو چیف جسٹس اس کام کے لیے لارڈ چانسلر کی منظوری سے اس مدت کے لیے جو ہر جج کی صورت میں مناسب ہو مقرر کریں گے۔

(۲) قانون ہذا کے تحت سماعت مرافعات اور ان کے فیصلہ کرنے یا تحت قانون ہذا کسی اور کارروائی کے لیے عدالت مرافعۂ فوجداری کا اجلاس میر مجلس کے حکم اور لارڈ چانسلر کی منظوری سے منعقد ہوگا۔ اور اگر

اس میں کم سے کم تین یا کسی اور طاق عدد میں جج نشست کریں تو اس کا نصاب مکمل سمجھا جائے گا۔
اگر لارڈ چیف جسٹس ہدایت فرمائیں تو یہ عدالت دو یا زیادہ حصوں میں نشست کر سکے گی۔
اس عدالت کا اجلاس لندن میں ہوا کرے گا۔ سوائے اس کے کہ لارڈ چیف جسٹس خاص ہدایات دیں کہ اس کا اجلاس کسی اور مقام پر ہو۔
(۳) لارڈ چیف جسٹس اگر موجود ہوں اور ان کی عدم موجودگی میں سینیر تر رکن اس عدالت کے صدر ہوں گے۔
(۴) کسی امر کا جو عدالت مرافعۂ فوجداری میں پیش ہو تصفیہ سماعت کرنے والے ارکان کی کثرت رائے کے مطابق ہو گا۔
(۵) سوائے اس کے کہ عدالت ان مقدمات میں جن میں اس کی دانست میں ایسے قانونی سوالات ہوں جن کے لیے اس کے ارکان کا علیحدہ علیحدہ فیصلے سنانا مناسب ہے اس کا حکم دے عدالت کا فیصلہ صدر یا وہ رکن سنائے گا جس کو صدر اس کی ہدایت کرے۔ اور کسی امر کے متعلق کوئی علیحدہ فیصلہ اس عدالت کا کوئی رکن نہیں سنائے گا۔
(۶) اگر کسی مقدمے میں ناظم چالانات سرکاری یا چالان کنندہ یا مدعی علیہ اٹارنی جنرل کا صداقت نامہ اس امر کے متعلق حاصل کر لیں کہ عدالت مرافعۂ فوجداری کا فیصلہ کسی ایسے امر قانونی کی بابت ہے جس کی اہمیت عوام کے لیے غیر معمولی ہے اور یہ کہ مصلحت عامہ کے مد نظر یہ مناسب ہے کہ اس کا مزید مرافعہ کیا جائے تو وہ اس فیصلے سے دارالامراء میں مرافعہ کر سکے گا۔
لیکن سوائے اس کے عدالت مرافعۂ فوجداری کا کسی مرافعے یا کسی اور امر کا جس کی سماعت کا اس کو اختیار حاصل ہو فیصلہ آخری فیصلہ ہو گا۔ اور اس عدالت سے کسی اور عدالت میں مرافعہ نہیں ہو سکے گا۔
(۷) عدالت مرافعۂ فوجداری اعلیٰ عدالت ریکارڈ متصور ہو گی۔ اور

۶۱۱

اس کو بمتابعت احکام و اغراض قانون ہذا ان تمام سوالات کے اس قانون کے مطابق تصفیہ کرنے کا پورا اختیار حاصل رہے گا جو دادرسی کے لیے اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔

(۸) اگر ضرورت ہو تو تعطیلات میں عدالت مرافعۂ فوجداری کے اجلاس کے لیے قواعد عدالت کے ذریعے سے احکام دئے جا سکیں گے۔

(۹) کوئی ہدایت جو لارڈ چیف جسٹس اس دفعہ کے تحت دے سکتے ہیں۔ ان کی جایداد خالی ہونے یا ان کے کسی اور وجہ سے کام کرنے کے قابل نہ ہونے کی صورت میں عدالت مرافعۂ فوجداری کے سینیر جج دے سکیں گے۔

رجسٹرار عدالت مرافعۂ فوجداری

دفعہ (۲)۔ عدالت مرافعۂ فوجداری کے ایک رجسٹرار (مسجل) ہوں گے (جن کو اس قانون میں رجسٹرار کہا جائے گا)۔ ان کا تقرر۔ لارڈ چیف جسٹس عالیہ عدالت کے ان ماسٹرس میں سے جو شعبۂ کنگس بنچ میں کارگزار ہوں کریں گے۔ اور وہ اس مزید تنخواہ کے (اگر دی جائے) اور مزید اسٹاف کے (اگر دیا جائے) مستحق ہوں گے جو عہدۂ رجسٹرار کے لحاظ سے لارڈ چانسلر باتفاق عہدہ داران خزانہ مقرر کریں۔

عالیہ عدالت کے سینیر ماسٹر پہلے رجسٹرار ہوں گے۔

حق مرافعہ و تصفیۂ مرافعہ جات

فوجداری مقدمات میں حق مرافعہ

دفعہ (۳)۔ کوئی شخص جس کو چالان کئے جانے پر سزا دی گئی ہو۔ عدالت مرافعۂ فوجداری میں مرافعہ کر سکے گا۔

(الف) مجرم قرار دینے کے خلاف جب کہ وجہ مرافعہ کوئی سوال قانونی ہو۔

(ب) مجرم قرار دینے کے خلاف اس وقت جب کہ وجہ مرافعہ کوئی سوال واقعاتی یا مخلوط سوال واقعاتی و قانونی یا کوئی اور ایسی وجہ ہو۔

جو عدالت کی رائے میں کافی وجہ ہو بشرطیکہ عدالت مرافعۂ فوجداری کی اجازت یا اس جج کا جس نے اس کے مقدمے کی سماعت کی تھی صداقت نامہ حاصل ہو کہ یہ مقدمہ قابل مرافعہ ہے۔

(ج) سزا کے خلاف عدالت مرافعۂ فوجداری کی اجازت سے سوائے اس کے کہ سزا مقرر کردۂ قانون ہو۔

دفعہ (۴) ا۔(۱) عدالت مرافعۂ فوجداری مجرم قرار دینے کے فیصلے سے مرافعہ کئے جانے پر اس کو منظور کرے گی۔ اگر اس کی رائے میں جوری کی قرارداد غیر معقول ہو۔ یا بلحاظ شہادت اس کی تائید نہ ہو سکتی ہو۔ یا اس عدالت کا فیصلہ جس میں مرافع کو سزا دی گئی ہو کسی سوال قانونی کے غلط فیصلے کی وجہ سے قابل تنسیخ یا کسی اور وجہ سے نا انصافی ہوتی ہو۔ اور وہ باقی ہر صورت میں مرافعے کو نامنظور کرے گی۔

لیکن عدالت کی یہ رائے ہونے کے باوجود کہ جو سوال مرافعے میں اٹھایا گیا ہے مرافعہ کے حق میں فیصل ہو سکتا ہے وہ مرافعے کو خارج کرے گی اگر اس کی دانست میں فی الجملہ کوئی نا انصافی نہ ہوئی ہو۔

(۲) بلحوظی احکام قانون ہذا عدالت مرافعۂ فوجداری جب مجرم قرار دینے کے فیصلے کے خلاف کسی مرافعے کو منظور کرے گی تو وہ فیصلۂ سزا کو منسوخ کر دے گی۔ اور برأت کے حکم و فیصلے کو درج مثل کرنے کی ہدایت کرے گی۔

(۳) سزا کے خلاف مرافعہ ہونے کی صورت میں اگر عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ کوئی دوسری سزا دی جانی چاہیئے تھی تو وہ عدالت تحت کی سزا کو منسوخ کر دے گی۔ اور اس کے بجائے کوئی دوسری ایسی سزا (چاہے وہ کم سخت ہو کہ زیادہ) دے گی جو جوری کے فیصلے کی بناء پر قانوناً دی جا سکتی ہو اور اس کی رائے میں دی جانی چاہیئے تھی۔ وگرنہ وہ مرافعے کو خارج کر دے گی۔

خاص صورتوں میں اختیارات عدالت

دفعہ (۵) - (۱) اگر عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ مدعی علیہ کو چالان کے کسی مد یا حصّے کی بنا پر سزا صحیح طور پر نہیں دی گئی ہے - اور کسی دوسرے مد یا حصے کی بنا پر سزا صحیح طور پر دی گئی ہے تو وہ یا تو عدالت تحت کی سزا کو برقرار رکھ سکتی - یا اس کے بجائے کوئی دوسری سزا دے سکتی ہے جو اس کے نزدیک مناسب اور اس مد یا حصّے کے متعلق جوری کے فیصلے کی بناء پر قانوناً دی جاسکتی و نیز اس مد یا حصے کے لحاظ سے مناسب ہو جس کی بناء پر مدعی علیہ کو عدالت کی رائے میں صحیح طور پر سزا دی گئی ہو۔

(۲) جب کوئی مرافع کسی جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہو - لیکن جوری اس کو بلحاظ چالان کسی دوسرے جرم کا مجرم قرار دے سکتی تھی - اور جوری کے فیصلے کے متعلق عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ جوری کو ان واقعات کے متعلق یقین ہوگا - جن کے لحاظ سے وہ اس دوسرے جرم کا مرتکب قرار دیا گیا ہے تو عدالت بجائے مرافع کو منظور یا خارج کرنے کے فیصلۂ جوری کے بجائے اس دوسرے جرم کا فیصلہ درج مثل کرا سکتی - اور عدالت تحت کے حکم سزا کے بجائے اس دوسرے جرم کی سزا دے سکتی ہے - بشرطیکہ یہ سزا زیادہ سخت نہ ہو۔

ص ۶۱۳

(۳) جب کسی مرافع کو مجرم ٹھیراتے ہوئے جوری نے کوئی خاص فیصلہ کیا ہو - اور عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے میں عدالت تحت نے اس خاص فیصلے کے اثر کے متعلق غلط نتیجہ نکالا ہو تو وہ مرافعے کو منظور کرنے کے بجائے وہ نتیجہ درج مثل کرا سکتی ہے جو اس کی دانست میں اس فیصلے کے لحاظ سے قانوناً ضروری ہو - اور عدالت تحت کے حکم سزا کے بجائے ایسی سزا دے سکتی ہے جو قانوناً درست ہو۔

(۴) جب کسی مرافعے کی سماعت کے وقت عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ گو مرافع سے اس فعل یا ترک کا ارتکاب ہوا ہے - جس کا الزام اس پر لگایا گیا تھا - لیکن وہ اس فعل یا ترک کے ارتکاب کے وقت مجنون تھا - اور اسی لیے قانوناً اپنے افعال کا ذمہ دار نہیں تھا - تو وہ

عدالت تحت کے حکم سزا کو منسوخ کر سکتی۔ اور حکم دے سکتی ہے کہ مرافع کو بطور ایک مجنون مجرم تحت قانونِ سماعت مجانین ۱۸۸۳ء اسی طرح حراست میں رکھا جائے۔ جس طرح کہ اس قانون کے تحت جوری کے خاص فیصلے کے بعد رکھا جاتا۔

دفعہ (۶) ۔ (۱) کسی شخص کے چالان پر مجرم قرار دیے جانے کے بعد جو حکم واپسی جایداد کا دیا جائے اس کا عمل و نیز اسی طرح چالان پر مجرم قرار دیے جانے کے بعد جو حکم ملکیتِ مال مسروقہ کے مالک جایداد کو حاصل ہو جانے کا بمتابعت احکام دفعہ ۲۴ (۱) قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء دیا جائے اس کا عمل (سوائے اس کے کہ مجرم قرار دینے والی عدالت کسی ایسے مقدمے میں جس میں اس کی رائے میں ملکیت جایداد متنازع نہ ہو اس کے خلاف حکم دے) ملتوی رہے گا۔

(الف) مجرم قرار دینے کی تاریخ سے دس دن تک کے لیے ہر صورت میں۔ اور

(ب)۔ جب مرافعہ کرنے یا اس کی اجازت حاصل کرنے کی کارروائی کی اطلاع دس دن کے اندر دی جائے تو فیصلۂ مرافعہ تک کے لیے۔

اور ان صورتوں میں جن میں ایسے حکم یا مذکورۂ بالا دفعہ کے احکام کا عمل فیصلۂ مرافعہ تک ملتوی ہو جائے تو یہ حکم یا یہ احکام جیسی بھی صورت ہو جایداد کے مقابل میں نافذ نہیں ہوں گے۔ اگر مرافعے میں حکم سزا منسوخ ہو جائے نیز ایسے حکم یا ان احکام کے التواء کے زمانے میں اس جایداد کی حفاظت کے لیے قواعد عدالت کے تحت ذیلی احکام بنائے جا سکیں گے۔

(۲)۔ عدالت مرافعۂ فوجداری کو اختیار ہوگا کہ حکم سزا کو منسوخ نہ کرنے کے باوجود۔ اس حکم کو جو عدالت تحت نے واپسی جایداد کا دیا ہے منسوخ کرے۔ اور یہ حکم اگر منسوخ کیا جائے تو قابل نفاذ نہ ہوگا۔ اور اگر اس میں تبدیلی کی گئی ہو تو تبدیل شدہ صورت میں نافذ ہوگا۔

ضابطہ

مدت مرافعہ

دفعہ (۷) ۔ (۱) جب کوئی شخص جس کو سزا سنادی گئی ہو۔ تحت قانون ہذا عدالت مرافعہ فوجداری میں مرافعہ کرنا۔ یا اجازت مرافعہ حاصل کرنا چاہیے۔ تو اس کو چاہیئے کہ تاریخ حکم سزا سے دس دن کے اندر مرافعے یا اجازت مرافعہ کی اطلاع ان قواعد کے بموجب دے۔ جو اس خصوص میں عدالت سے مرتب ہوئے ہوں۔ ان قواعد میں یہ سہولت ملحوظ رہیگی کہ ان کی رو سے شخص سزا یافتہ اگر چاہے تو اپنا مقدمہ اور دلائل تحریری طور پر بجائے بحث زبانی پیش کرسکے گا۔ اور جب اس طرح پر کوئی مقدمہ یا دلایل پیش ہو تو عدالت ان پر غور کرے گی۔

عدالت مرافعۂ فوجداری کو اختیار ہوگا کہ بجز سزائے موت دوسرے احکام سزا کی صورتوں میں مرافعے یا اجازت مرافعہ کی مدت اطلاع میں توسیع کرے۔

(۲) جب حکم سزا۔ سزائے موت یا جسمانی سزا پر مشتمل ہو تو

(الف) اس کی تعمیل اس مدت کے ختم ہونے تک نہیں کی جائیگی۔ جو مرافعے یا اجازت مرافعہ کے لیے اس دفعہ میں محکوم ہے اور

(ب) جب مرافعے یا اجازت مرافعہ کی اطلاع دی جائے۔ تو مرافعے یا درخواست یا اجازت مرافعہ کی سماعت عجلت ممکنہ کے ساتھ کی جائے گی اور حکم سزا کی تعمیل مرافعے کے فیصلے واختتام یا درخواست اجازت مرافعہ کی صورت میں اس کے فیصلے و نامنظوری تک نہیں کی جائے گی۔

مرافعہ کی صورت میں جج کے نوٹس وغیرہ مہیا کئے جائیں گے

دفعہ (۸)۔ اس عدالت کا جج یا حاکم جس نے کسی شخص کو سزا سنائی ہو مجرم قرار دینے یا حکم سزا کے خلاف قانون ہذا کے تحت مرافعہ ہونے یا اجازت مرافعہ کی درخواست پیش ہونے پر بمطابقت قواعد عدالت رجسٹرار

کو سماعت مقدمہ کے اپنے نوٹس مہیا کرے گا۔ نیز بمطابقت قواعد عدالت وہ رجسٹرار کو ایک رپورٹ بھی مہیا کرے گا جس میں مقدمہ یا مقدمے کے کسی امر سے متعلق اس کی رائے درج ہوگی۔

عدالت کے اختیارات مزید

دفعہ (۹)۔ مقاصد قانون ہذا کے لیے عدالت مرافعۂ فوجداری اغراضِ انصاف کے لیے ضروری و مناسب سمجھے تو حسب ذیل اختیارات استعمال کرے گی:-

(الف) کسی دستاویز۔ کاغذ (اکزہبٹ) وغیرہ کو جو مقدمے سے متعلق ہو پیش کرنے کا حکم دے گی۔ اگر یہ تصفیہ مقدمے کے لیے اس کی رائے میں ضروری ہو۔

۶۱۵

(ب) ایسے گواہوں کی اپنے روبرو حاضری و اظہار کا حکم دے گی جن کو عدالت تحت میں حاضری پر مجبور کیا جا سکتا تھا۔ چاہے تحت میں ان کا اظہار ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ یا کسی جج یا عہدہ دار عدالت یا ناظم امن یا کسی اور شخص کے روبرو جو اس غرض کے لیے عدالت سے مامور کیا جائے گا حسب ضابطہ ان گواہوں کے اظہارات قلم بند کیے جانے کا حکم اور ان کے اظہارات کو بطور شہادت اپنے روبرو قابل ادخال قرار دے گی۔

(ج) اگر مناسب سمجھے تو ایسے گواہ (بشمول مرافع) کی شہادت بھی قبول کرے گی جو گواہی دینے کے قابل تو ہو۔ لیکن جس کو گواہی پر مجبور نہیں کیا جاتا ہو۔ اور اگر مرافع درخواست کرے تو مرافع کے شوہر یا زوجہ کی شہادت بھی ان صورتوں میں بھی جب کہ شوہر یا زوجہ کی شہادت تحت میں درخواست بغیر قبول نہیں کی جا سکتی تھی قبول کرے گی۔

(د) جب مرافعے میں کوئی ایسا سوال پیدا ہو جس کے لیے دستاویزات یا حسابی کتب کی طویل جانچ یا سائنٹفک یا مقامی دریافت ضروری ہو۔ اور جو عدالت کی رائے میں عدالت میں سہولت کے ساتھ نہ کی جا سکتی ہو تو اس سوال کی حسب ضابطہ دریافت و رپورٹ کے لیے کسی خاص کمشنر کے

حوالے کرنے کا حکم دے گی جس کو خود عدالت مقرر کرے گی۔ اور رپورٹ کمشنر پر جہاں تک اس سے اتفاق عدالت مناسب سمجھے عمل کرے گی۔ اور
(ھ) جب علم و ہنر کے خاص معلومات کسی مقدمے کے مناسب تصفیے کے لیے ضروری ہوں تو ماہر فن کو بطور اسیسر مقرر کرے گی۔
و نیز کارروائی عدالت سے متعلق دوسرے ایسے اختیارات بھی استعمال کرے گی جو عدالت مرافعۂ دیوانی دیوانی مرافعات میں استعمال کرتی رہتی ہے۔ اور اپنے احکام اور سزاؤں کے نفاذ کے لیے ضروری حکمنامے بھی جاری کرے گی لیکن شرط یہ ہے کہ کسی ایسی شہادت کی بناء پر یا اس کی وجہ سے جو تحت میں نہ دی گئی ہو کسی سزا میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

قانونی امداد مرافع۔

دفعہ (۱۰)۔ عدالت مرافعۂ فوجداری مرافع کے لیے کسی نوبت پر ایک بالیسٹر و کونسل یا صرف کونسل کسی مرافعے میں یا مرافعے کے قبل یا مرافعے کی ضمنی کارروائی میں مقرر کرے گی۔ اگر اس کی رائے میں اغراض انصاف کے لیے مناسب ہے کہ مرافع کو قانونی مدد مہیا ہو۔ اور مرافع کو اس کی مقدرت نہ ہو۔

مرافع کو عدالت میں موجود رہنے کا حق

دفعہ (۱۱)۔ (الف) مرافع باوجود اس کے کہ وہ حراست میں ہو۔ سماعت مرافعہ کے وقت عدالت میں موجود رہنے کا مستحق ہوگا لیکن جب مرافعہ کسی امر قانونی ہی پر ہو۔ یا جب اجازت مرافعہ یا ماقبل مرافعہ یا مرافعے کی کوئی ضمنی کارروائی ہو تو مرافع کو ایسا استحقاق نہیں ہوگا بجز اس کے کہ قواعد عدالت کی رو سے اس کو موجود رہنے کا حق دیا گیا ہو یا عدالت نے حاضری کی اجازت دی ہو۔

صـ ۹۱۶

(ب) قانون ہذا کے تحت عدالت کا سزا سنانے کا اختیار استعمال کیا جائے گا باوجود اس کے کہ مرافع چاہے کسی وجہ ہی سے ہو عدالت میں حاضر نہ ہو۔

فرض ناظم چالانات سرکاری

دفعہ (۱۲)۔ قانون ہذا کے تحت عدالت مرافعۂ فوجداری میں ہر مرافعہ دائر ہونے پر ناظم چالانات سرکاری کا فرض ہوگا کہ سرکار کی جانب سے عدالت میں پیروی کریں بجز اس کے کہ کسی سرکاری محکمے کا سالیسیٹر یا استغاثے کی صورت میں مستغیث مرافعے کی پیروی اپنے ذمے لے۔ نیز قانون چالان جرایم ۱۸۷۹ء اس طرح قابل پابندی ہوگا کہ دفعۂ ہذا کے تحت ناظم مذکور کا فرض قانون مذکور کے دفعہ (۲) کا فرض متصور ہوگا۔ اور عدالت مقدمے سے متعلق تمام ایسی دستاویزات اکزبٹ وغیرہ کے ناظم مذکور کے پاس بھیجے جانے کے لیے قواعد مرتب کرے گی۔ جن کی ناظم مذکور کو اس دفعہ کے عاید کردہ فرض کے لحاظ سے ضرورت ہو۔

اخراجات مرافعہ

دفعہ (۱۳)۔ (۱) قانون ہذا کے تحت کسی مرافعے یا کارروائی ماقبل یا بضمن مرافعہ کی سماعت وفیصلے کی بابت فریقین کو کوئی خرچہ نہیں دلایا جائے گا۔

(۲) کسی سالیسیٹر یا کونسل کے اخراجات جس کو قانون ہذا کے تحت کسی مرافع کی جانب سے پیروی کے لیے متعین کیا گیا ہو۔ ان گواہوں کے اخراجات جو عدالت کی طلبی پر حاضر ہوئے ہوں۔ یا مرافعے کے ضمن میں کسی کارروائی میں جن کا اظہار ہوا ہو۔ نیز مرافعے یا کارروائی ماقبل یا بضمن مرافعہ میں حضوری مرافعہ کے اخراجات۔ اور تمام وہ اخراجات جو ایسے گواہوں کے اظہار قلمبند کرنے میں ہوئے ہوں جن کو کسی شخص مقرر کردۂ عدالت نے قلمبند کیا ہو۔ یا کسی خاص سوال کے تصفیے کے لیے کسی خاص کمشنر مقرر کردۂ عدالت نے کئے ہوں۔ یا کسی ایسے شخص نے کئے ہوں جس کو عدالت نے اسیسر مقرر کیا ہو۔ تابحد منظوری عدالت سرکاری اخراجات متصور ہوں گے لیکن شرح ادائی میں ان قواعد کی پابندی کی جائے گی۔ جن کو سکرٹری آف اسٹیٹ نے دوسرے جرایم قابل دست اندازی کے چالانات میں مقرر کیا ہے۔

مرافع کا ضمانت پر رہا رہنا اور حضوری عدالت کے وقت اس کی حراست ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۴۱

دفعہ (۱۴) (۱) جب کسی مرافعے کے تصفیہ تک کسی مرافع کو ضمانت پر رہا نہ کیا گیا ہو تو اس کے ساتھ برتاؤ قواعد محبس کے مطابق حسب منشائے قانون محبس ۱۸۹۸ء کیا جائے گا۔

(۲) مرافع کی درخواست پر عدالت مرافعۂ فوجداری اگر مناسب سمجھے تو تا تصفیۂ مرافعہ مرافع کو ضمانت پر رہا رکھ سکتی ہے۔

(۳) وہ مدت جس میں کوئی مرافع ضمانت پر تصفیۂ مرافعہ تک رہا رہا ہو۔ اور (بلحوظی) اس حکم کے جو عدالت مرافعۂ فوجداری مرافعے میں اس کے خلاف دیں)۔ وہ مدت جس میں مرافع حراست میں ہو۔ لیکن اس دفعہ کے تحت اس کے ساتھ خاص برتاؤ کیا گیا ہو اس کی سزائے قید یا قید بامشقت میں شمار نہیں ہوں گے۔ اور جب اس ایکٹ کے تحت مرافعہ کیا جائے تو۔ مرافع کے حکم سزا کی کوئی قید یا قید بامشقت۔ چاہے یہ حکم سزا مصدرۂ عدالت سماعت کنندہ ہو۔ یا عدالت مرافعۂ فوجداری بلحوظی اس حکم کے جو عدالت مرافعۂ فوجداری فوجداری مرافعے میں اس کے خلاف دیں حسب صراحت ذیل شروع۔ یا دوبارہ شروع ہوئی۔ جیسی بھی صورت ہو تصور کیا جائے گا۔ یعنی اگر مرافع حراست میں ہو تو تاریخ فیصلۂ مرافعہ سے اور اگر وہ حراست میں نہ ہو تو اس تاریخ سے جس پر وہ حکم سزا کے تحت محبس میں داخل کیا جائے۔

مدت ۶۱۷

(۴) قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء کے تحت جب کوئی مقدمہ لکھ کر بھیجا جائے تو یہ دفعہ اسی طرح اس شخص سے بھی متعلق ہوگا جس کے حکم سزا کی وجہ سے مقدمہ لکھ کر بھیجا گیا ہو جس طرح کہ وہ مرافع سے متعلق ہوتا ہے۔

۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۷۸

(۵) قانون محبس ۱۸۹۸ء کے تحت قواعد محبس کے ذریعے سے ایسے احکام وضع کئے جائیں۔ جن کے مطابق کوئی زیر حراست مرافع کسی ایسے مقام پر لایا جا سکے جہاں کہ اس ایکٹ کے اغراض کے لیے وہ استحقاقاً حاضر رہ سکتا ہو۔ یا کسی اور مقام پر بھیجا جا سکے۔ جہاں عدالت مرافعۂ فوجداری یا اس کا کوئی جج اس کو بھیجنے کا اپنی عدالت کی کارروائیوں کے اغراض

کے لیے حکم دیں۔ نیز جن کے مطابق مرافع مجبس سے ان اغراض کی وجہ سے غیر حاضری کے زمانے میں حراست میں رکھا جا سکے۔ جو مرافع ان قواعد کے مطابق حراست میں رکھا جائے گا۔ وہ قانونی حراست میں متصور ہوگا۔

رجسٹرار کے فرائض مرافعے کی اطلاعات وغیرہ کے متعلق۔

دفعہ (۱۵) (۱) ایسے مرافعے یا درخواستوں کی سماعت کروانے کے لیے جن کی اطلاع اسے دی گئی ہو۔ رجسٹرار ہر ضروری فعل کرے گا۔ اور اس عدالت کے جس میں کہ مرافع یا درخواست گزار کے مقدمے کی ابتدائی سماعت ہوئی تھی تمام ایسے دستاویزات۔ کاغذات (اکزیبٹس = Exhibits) و فرد کارروائیاں جو مرافعے یا درخواست کے تصفیے کے لیے ضروری ہوں حاصل کرے گا۔ اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے روبرو پیش کرے گا۔

(۲) اگر رجسٹرار پر ظاہر ہو کہ حکم سزا کے فیصلے کے خلاف مرافعے کی جو اطلاع دی گئی ہے وہ ایسی وجہ مرافعہ پر مبنی ہے۔ جو محض سوال قانونی پر مشمول اور اہمیت سے خالی ہے تو وہ اس کو عدالت کے سامنے سرسری فیصلے کے لیے پیش کر دے گا۔ اور اس صورت میں عدالت اگر اس کی رائے ہو کہ مرافعہ بے وجہ یا تنگ کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے اور سماعت کامل کے لیے ملتوی کرنے کے بغیر فیصل کیا جا سکتا ہے تو سرسری طور پر کسی شخص کو طلب کرنے یا تاج کی جانب سے پیروی کا حکم دینے کے بغیر خارج کر دے گی۔

(۳) کسی ایسے شخص کے چالانی مقدمے کی کارروائیوں سے متعلق دستاویزات۔ اکزیبٹس یا دوسرے امور جو مجرم قرار دیے جانے پر قانون ہذا کے تحت مرافعہ کرنے کا مستحق یا مجاز ہو۔ عدالت سماعت کنندہ کی حفاظت میں ان قواعد عدالت کے مطابق جو اس غرض کے لیے بنائے جائیں گے۔ اس مدت تک جس کی ان قواعد میں صراحت ہوگی۔ رکھے جائیں گے۔ اور ان دستاویزات وغیرہ کی اس حفاظت سے مشروط منتقلی بھی ان اختیارات کے تحت ہوگی جو ان قواعد کی رو سے عطا کئے گئے ہوں۔

(۴)۔ رجسٹرار قانون ہذا کے تحت مرافعے یا درخواست ہائے مرافعہ

کی اطلاعات کے ضروری فارم (نمونہ جات) و ہدایات طلب کرنے والے شخص عہدہ داران عدالت۔ مہتمان محبس و دیگر ایسے عہدہ داران اشخاص کو جن کو مہیا کرنا وہ مناسب سمجھے مہیا کرے گا۔ اور مہتمم محبس ان کو ایسے قیدیوں تک پہنچا دے گا جو قانون ہذا کے تحت مرافعہ کرنا یا درخواست دینا چاہتے ہوں۔ اور جب اس کے زیر حراست کوئی قیدی کوئی اطلاع دے تو اس کو رجسٹرار کے پاس بھیجدے گا۔

(۵)۔ رجسٹرار کسی ایسے مقدمے کی عدالت یا اس کے کسی جج کو اطلاع دے گا۔ جس میں اس کی رائے ہو کہ گو اس خصوص میں کوئی درخواست نہیں دی گئی ہے۔ لیکن مرافع کے لیے سالیسٹر و کونسل یا صرف کونسل کا قانون ہذا کے تحت اختیارات عدالت کے استعمال میں مقرر کرنا مناسب ہو گا۔

سماعت مقدمہ کے شارٹ ہینڈ نوٹس

دفعہ (۱۶)۔ (۱) ہر ایسے شخص کے سماعت مقدمہ کی کارروائیوں کے شارٹ ہینڈ نوٹس (نسق مختصر میں یادداشتیں) (Short hand notes) لیے جائینگے جس کو چالان کیا گیا ہو اور جو مجرم قرار دیے جانے پر قانون ہذا کے تحت مرافعہ کرنے کا مستحق یا مجاز ہو۔ اور مرافعہ یا درخواست مرافعہ پیش کیے جانے پر ان نوٹس کی اگر رجسٹرار حکم دے تو صاف انگریزی خط میں کتابت کی جائیگی اور عدالت مرافعۂ فوجداری یا اس کے جج کے ملاحظے کے لیے یہ نوٹس رجسٹرار کو دیئے جائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کتابت شدہ نوٹس کسی ایسے فریق کو بھی دیے جائیں گے جسے دلچسپی ہو اور جو ان کے اخراجات مقرر کردہ خزانہ ادا کرے۔

(۲)۔ سکرٹری آف اسٹیٹ بھی اگر کسی مقدمے میں مناسب سمجھے تو ان شارٹ ہینڈ نوٹس کی صاف خط میں کتابت کیے جانے اور اپنے ملاحظے میں پیش کئے جانے کا حکم دیں گے۔

(۳)۔ شارٹ ہینڈ نوٹس اور ان کی کتابت کے جب کتابت کا حکم رجسٹرار یا سکرٹری آف اسٹیٹ دیں اخراجات اس شرح کے مطابق

جو خزانے سے فی الوقت مقرر کی گئی ہو۔ پارلیمنٹ کے منظورہ موازنے سے ادا کئے جائیں گے۔ اور ان نوٹس کی صحت و کتابت کی تصدیق کے لیے قواعد عدالت کی رو سے احکام بنائے جائیں گے۔

رکن عدالت کے اختیارات

دفعہ (۱۷)۔ عدالت مرافعۂ فوجداری کے اجازت مرافعہ دینے۔ مرافعہ یا درخواست اجازت مرافعہ کی مدت میں توسیع کرنے۔ مرافع کے لیے قانونی امداد مہیا کرنے۔ مرافع کو ان کارروائیوں میں حاضر رہنے کی اجازت دینے جہاں کہ وہ بغیر اجازت حاضر نہیں رہ سکتا ہو۔ اور مرافع کو ضمانت پر رہا کرنے کے اختیارات کو اس کا کوئی جج بھی اسی طرح اور انھیں احکام کی ملحوظی کے ساتھ استعمال کرے گا جس طرح کہ خود عدالت کرتی ہے۔ لیکن اگر یہ جج کسی مرافع کی ان اختیارات کو اس کے حق میں استعمال کرنے کی درخواست کو نامنظور کرے تو مرافع کو حق ہوگا کہ اس کی درخواست عدالت مرافعۂ فوجداری کے ویسے ہی اجلاس سے تصفیہ پائے جیسا کہ مرافعات کی سماعت و تصفیے کے لیے اس قانون کے تحت بنایا جاتا ہے۔

۶۱۹

قواعد عدالت

دفعہ (۱۸)۔ (۱) اغراض قانون ہذا کے لیے قواعد عدالت بمنظوری لارڈ چانسلر اور جہاں یہ قواعد مہتمم یا کسی اور عہدہ دار محبس یا ایسے عہدہ دار پر جس کے زیر حراست مرافع ہو، موثر ہوں تو بمنظوری سکرٹری آف اسٹیٹ لارڈ چیف جسٹس اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے ارکان یا تین رکن ایسی کمیٹی کے مشورے و امداد سے بنائیں گے۔ جس کا بعد میں ذکر کیا جائے گا۔ ان قواعد کی رو سے ان امور کے متعلق احکام وضع کئے جائیں گے۔ جن کے متعلق قانون ہذا کے تحت قواعد عدالت کے ذریعے سے احکام وضع کئے جانے کا حکم ہے۔ اور ان سے ضابطے و عملدرآمد تحت قانون ہذا کو منضبط کیا جائیگا اور محبس کے مہتمم یا دوسرے عہدہ دار یا وہ عہدہ دار جس کی زیر حراست مرافع ہو۔ یا دوسرے عہدہ دار و اشخاص ان قواعد کی پابندی جہاں تک

یہ قواعد ان عہدہ داران و اشخاص پر موثر ہوں کریں گے۔ اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے حکم سے ان قواعد کی پابندی کرائی جائے گی۔

(۲) مذکورہ بالا کمیٹی۔ صدر نشین کو از صدر نشین مقرر کردہ سکرٹری آف اسٹیٹ ہوم ڈپارٹمنٹ کے برسر عہدہ مستقل سکرٹری آف اسٹیٹ رجسٹرار عدالت مرافعۂ فوجداری۔ کلارک عدالت بیقائی۔ ایک کلارک آف دی پیس مقرر کردۂ میر مجلس۔ ایک سالیسٹر مقرر کردۂ برسر عہدہ صدر نشین لا سوسائٹی۔ اور ایک بیرسٹر مقرر کردۂ جنرل کونسل آف بار۔ ارکان پر مشمول ہوگی۔ اور ان کی مدت رکنیت وہی ہوگی۔ جو ان کے حکم تقرر میں معین کی گئی ہو۔

(۳) ہر قاعدہ جو قانون ہذا کے تحت بنایا جائے گا۔ پارلیمنٹ کے ہر ایوان میں فوراً پیش کیا جائے گا۔ اور اس طرح پیش کیے جانے کے تیس دن بعد اگر دونوں ایوان ہائے پارلیمنٹ ہز مجسٹی کی خدمت میں معروضہ داخل کریں تو ہز مجسٹی ان کونسل اس قاعدے کو منسوخ کر سکیں گے۔ جس کے ساتھ ہی وہ کالعدم متصور ہوگا۔ لیکن منسوخی کے قبل اس کے تحت جو کچھ کیا گیا ہو اس کے صحت و جواز پر موثر نہ ہوگا۔

ضمیماتی احکام

صفہ ۶۲

امتیازی حقِ ترحم

دفعہ (۱۹): قانون ہذا کا کوئی حکم امتیاز ترحم پر موثر نہیں ہوگا۔ لیکن جب کوئی درخواست ہز مجسٹی کے امتیاز ترحم کے استعمال کے لیے کسی ایسے شخص کے مجرم قرار دئیے جانے پر دی جائے جس کو چالان کیا گیا تھا۔ یا سزائے موت کے سوائے کوئی اور سزا دی گئی تھی۔ تو سکرٹری آف اسٹیٹ ایسی درخواست پر غور کرنے کے بعد اگر مناسب سمجھے تو۔ یا تو

(الف) کل مقدمے کو عدالت مرافعۂ فوجداری کے پاس بھیجدے گا۔ اور عدالت موصوفہ اسی طرح اس کی سماعت و فیصلہ کرے گی جس طرح کہ وہ

مرافع مجرم کی سماعت کرتی ہے۔ یا

(ب) یا اگر تصفیۂ درخواست کے لیے اس کو مقدمے کے کسی سوال کے متعلق عدالت مرافعۂ فوجداری کی مدد کی ضرورت ہو تو وہ اس سوال کو اس کے سپرد کرے گا۔ اور وہ اس پر غور کر کے اپنی رائے وزیر موصوف کے پاس بھیجدے گی۔

فوجداری اطلاعات اور ضابطۂ عدالت عالیہ وغیرہ

دفعہ (۲۰)۔ (۱) حکمنامۂ غلطی۔ و فوجداری مقدمات میں از سر نو سماعت یا اس کی اجازت کے لیے درخواستوں کا طریقہ اور عدالت عالیہ کے ان کے متعلق اختیارات کو ذریعۂ ہذا موقوف کیا جاتا ہے۔

۵ جارج چہارم باب ۸۳۔

(۲) فوجداری اطلاعات پر مجرم قرار دیے جانے کارونر کی تحقیقات اور قانونِ بدمعاشان (Vagrancy Act) سنہ ۱۸۲۴ء کے تحت کسی شخص کو ناقابل اصلاح بدمعاش قرار دئے جانے کی صورتوں میں یہ قانون اسی طرح متعلق ہوگا۔ جس طرح کہ وہ چالانات کی بنا پر سزا دیے جانے پر متعلق ہوتا ہے لیکن کسی امیر یا امیرزادی یا کسی اور شخص کے جو امتیازات عدالت کا ادعا کرتا ہو کسی ایسے جرم کی بنا پر چالان یا ان کے متعلق دریافت کئے جانے کی صورت میں جو عدالت میقاتی کے قابل سماعت نہ ہو۔ یہ قانون متعلق نہیں ہوگا۔

(۳)۔ گو کسی اور قانون میں کوئی حکم اس کے خلاف ہو کسی شاہراہ پل۔ یا قابل کشتی رانی دریا میں مزاحمت پیدا کرنے یا اس کی تعمیر نہ کرنے کی بنا پر قانون عمومی کی رو سے چالان کئے جانے۔ اور اس کی سماعت کسی بھی عدالت میں ہونے پر متصور ہوگا کہ حکم سزا عدالت میقاتی کا ایک دیوانی فیصلہ ہے۔ اور اسی حیثیت سے حق مرافعہ کو حاصل ہوگا۔ لیکن قانون ہذا کے تحت کوئی حق مرافعہ نہیں حاصل ہوگا۔

(۴)۔ فوجداری مقدمات کے سوالات قانونی سے متعلق

قانون مقدمات تاج کے تحت تمام اختیار سماعت واقتدار جو دفعہ ۴
قانون محکمۂ جات عدالتی کی رو سے عدالت عالیہ کے ججوں کو منتقل کیا گیا
ہے۔ قانون ہذا کے تحت عدالت مرافعۂ فوجداری کو حاصل ہو جائیگا
اور کسی ایسی صورت میں جب کہ کوئی شخص مجرم قرار دئے جانے پر
قانون ہذا کے تحت اپنے حکم سزا کے خلاف کسی ایسی وجہ پر مرافعہ کرے
جو صرف سوال قانونی پر مشمول ہو تو عدالت مرافعۂ فوجداری مناسب
سمجھے تو فیصلہ کر سکتی ہے کہ مقدمے کو لکھ بھیجنے کے ضابطۂ محکمۂ قانون مقدمات
تاج کی پابندی کی جائے۔ اور حکم دے سکتی ہے کہ قانون مذکور کے تحت
مقدمہ اسی طرح لکھ کر بھیجا جائے گویا کوئی سوال قانونی محفوظ کیا گیا ہے۔

صلا ۶۲۱

تعریفات

دفعہ ۲۱: اس قانون میں سوائے اس کے کہ تقاضائے متن دوسرا
ہو۔ "مرافع" سے مراد وہ شخص ہے جو مجرم قرار دیا گیا ہو اور جو قانون ہذا
کے تحت مرافعہ کرنا چاہتا ہو۔ اور "حکم سزا" میں عدالت کا کوئی ایسا حکم
بھی شامل ہوگا جو مجرم قرار یافتہ شخص یا اس کی زوجہ و طفل کے متعلق دیا گیا ہو۔
نیز مجرم قرار یافتہ شخص کے اخراج کے متعلق عدالت کی کوئی سفارش بھی
اس میں شامل ہوگی۔ اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے حکم سزا صادر کرنے
کے اختیار میں مذکورۂ بالا حکم یا سفارش کرنے کا اختیار بھی داخل ہوگا۔
اور ایسی سفارش جو عدالت مرافعۂ فوجداری کرے۔ اس کا دفعہ (۳)۔

۵ ایڈورڈ ہفتم باب ۱۲

قانون اجانب ۱۹۰۵ء کے اغراض کے لیے وہی اثر ہوگا جو مجرم قرار
دینے والی عدالت کے صداقت نامے و سفارش کا ہوتا ہے۔

دفعہ ۲۲۔ منسلکہ جدول میں جن قوانین کا ذکر ہے وہ ذریعۂ ہذا اس
حد تک منسوخ کئے جاتے ہیں جس کا ذکر جدول کے خانہ نمبر (۳) میں ہے۔

تنسیخ ان وسعت ساخی و اطلاق

دفعہ ۲۳۔ (۱) یہ قانون "قانون مرافعۂ فوجداری ۱۹۰۷ء" کے نام سے

موسوم ہوگا۔

(۲) وہ اسکاٹ لینڈ اور ایرستان میں بھی نافذ ہوگا۔

(۳) اس کا اطلاق ان اشخاص پر ہوگا جو ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء کے بعد مجرم قرار دئے گئے ہوں۔ اور وہ مرافعات سے متعلق ان اشخاص کے حقوق پر موثر نہیں ہوگا جو اس تاریخ سے پہلے مجرم قرار دئے گئے ہوں۔

فہرست قوانین منسوخ شدہ

سنہ جلوس و باب	مختصر عنوان	حد تنسیخ
۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳	قانون بغاوت ۱۶۹۵ء	دفعہ ۹ میں عبارت ذیل ''لیکن باوجود اس کے'' سے آخر دفعہ تک
۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۷۸	قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء	دفعات ۳ و ۵۔
۳۸ و ۳۹ " " " ۷۷	قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۷۵ء	دفعہ ۱۹ کی عبارت ذیل ''محفوظ کردہ مقدمات تاج کے علاوہ آمد و ضابطہ کے شمول کے ساتھ''
۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۶۸	" " " ۱۸۸۱ء	دفعہ ۱۵۔
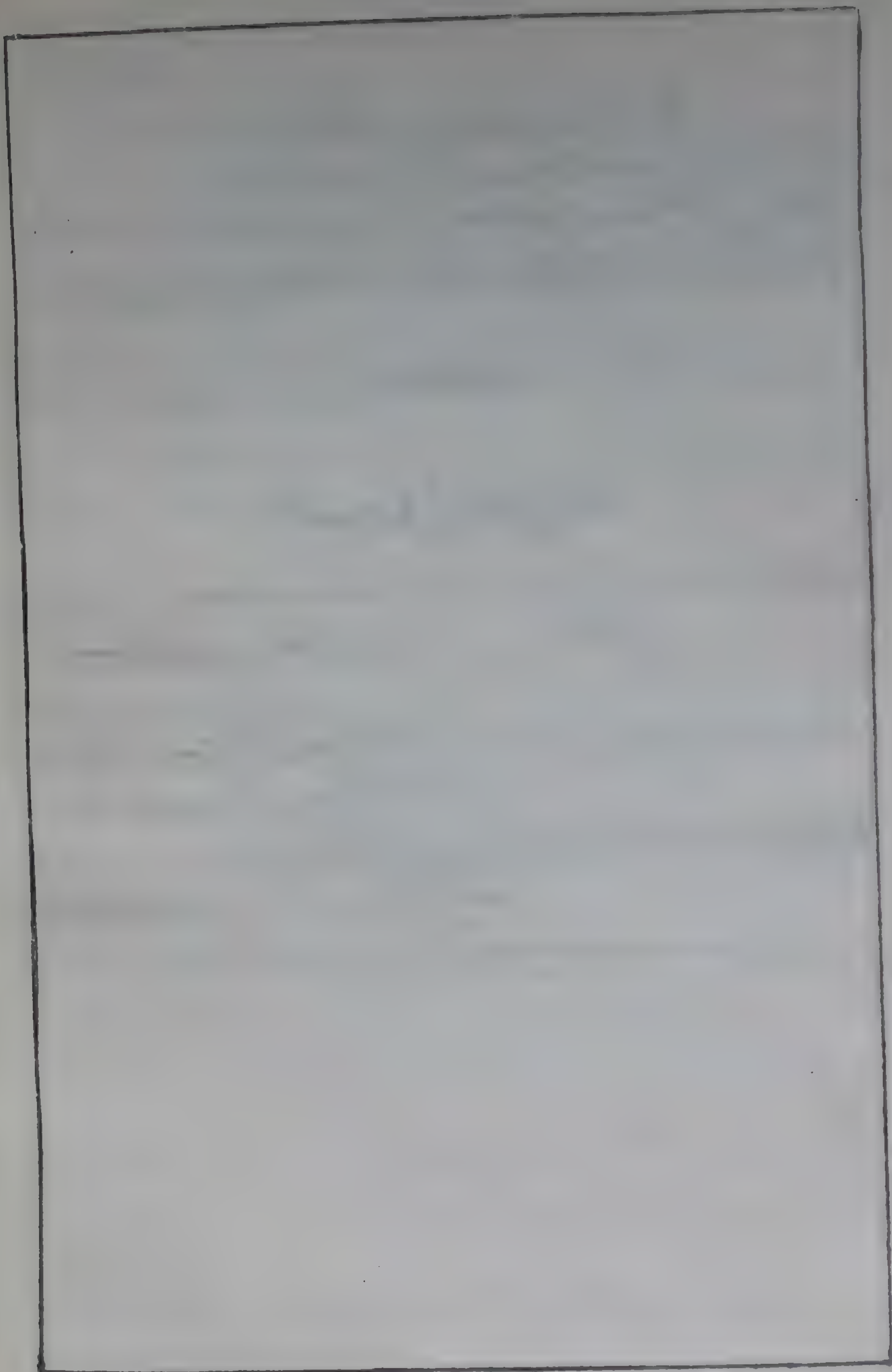
اِشارِیہ

(اشاریے میں کتاب ہذا کے انگریزی صفحات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ دفعات کا نہیں۔ ہر باب کی ابتدا میں فہرست مضامین دی گئی ہے۔ اور کتاب کی ابتدا میں ایک عام فہرست مضامین۔ ان دونوں فہرستوں کو اکثر فایدے کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے)۔

ص ۹۳۷

صفحہ ۹۴۲

صـ ۶۲۵

ص ۶۴۸

صہ ۶۵۲

صـ ۶۵۷

صفحہ ۶۶

صہ ۹۶۱

ص ۶۶۵

صفحہ ۷۶

صہ ۶۷۲

صحت نامہ

اصول قانون شہادت

(جلد دوم)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۷۷۷	۹	مخاتے	مچاتے
۷۸۵	۱۳	جالنے	جانے
۷۸۶	حاشیہ سطر ۶	کیاسٹرد	کیاسٹرو
۷۸۹	۳	ٹج بورنسن	ٹج بورنس
۸۳۵	۹	کہتے	کہنے
۸۳۸	۲۲	کیا	گیا
۸۵۰	حاشیہ سطر ۲	وصپلنگ	وھیلنگ
۸۵۱	کالم ۲ سطر ۱۰	لیے	لیبے
۸۶۰	۱۷	شہادت	شہادت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۸۶۲	۲	کردینے ترغیب	کردینے کے لیے ترغیب
۸۶۷	حاشیہ سطر ۴	بہ	یہ
۸۶۸	۸	ہے	سے
"	حاشیہ سطر ۳	ببکن	بیکن
"	"	ڈراکحسٹ	ڈائجسٹ
۸۸۱	۱۴	بھولا	بھلا
۸۸۵	۱۳	میں تووہ	تووہ
۸۹۰	حاشیہ سطر ۴	ییسن وتہ لزلی	میسن وولزلی
۸۹۱	۱۱	بیاما	بتایا
"	حاشیہ سطر ۱	چارٹرٹن	چاٹرٹن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۸۹۲	حاشیہ سطر ۵	میسن وولزلی	میسن وولزلی
؍؍	؍؍	رسل وربان	رسل وریان
۸۹۶	۱۵	جیسا کہ کہ	جیسا کہ
۸۹۷	۷	اشار	اشارہ
۸۹۹	۱۶	جل	جسل
؍؍	۲۲	کی	کے
۹۰۵	۱۴	شمیسفورڈ	شیمسفورڈ
۹۰۸	پیشانی	اور اسس کا اثر ہے	اور اسس کا اثر
۹۱۰	۸	شاہشتگی	شائستگی
؍؍	حاشیہ سطر ۵	پولٹ پیریج کیس سنہ ۱۹	پولٹ پیریج کیس سنہ ۱۹۰۳ء
۹۱۳	؍؍ ؍؍ ۱	دمہ	دفعہ
؍؍	؍؍ ؍؍ ۴	اذ	از
۹۱۸	؍؍ ؍؍ ۸	تیر	نیز
۹۲۱	؍؍ ؍؍ ۵	شاثر	متاثر
۹۲۴	پیشانی	طریق ثبوت	شہادت کا قابل ادخال ہونا اور اس کا اثر
؍؍	؍؍	حصہ دوم	کتاب سوم
۹۳۱	۳	بے تاعدہ گی	بے قاعدگی
؍؍	؍؍	ظاہرہی	ظاہری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۹۶۱	حاشیہ سطر ۹	Masson	Masson V.
؍؍	۲	Scat-lond	Scotland
۹۶۵	۷	حسنبہ	حسبہ
۹۶۹	حاشیہ سطر ۷	نیوزی لانڈ	نیوزی لینڈ
۹۷۱		تیا	یا
۹۷۴	۱۱	Brauzil	Brazil
۹۷۶	حاشیہ سطر ۳	نیوزی لانڈ	نیوزی لینڈ
۹۷۷	۱۹	قبل ازین	قبل ازیں
۹۹۴	۳	دلواہ ئیں	دلوا دیں
؍؍	۴	ہوجائےستو	ہوجائے تو
؍؍	۱۵	ہوئے	ہوتے
۱۰۰۰	۱	لقدمہ	مقدمہ
؍؍	۱۶	رقدمہ	مقدمہ
۱۰۰۹	۵	چاہئے	چاہیے
؍؍	۱۶	من سے	جن سے
۱۰۱۳	۱	نعقص	نقص
؍؍	۲۰	جال چلین	چال چلن
۱۰۱۴	۱۵	کرنے نکس گے	کرنے لگیں گے
۱۰۲۰	۱۶	سابقہ	سابقہ کے
؍؍	۱۷	بڑے	برے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۰۲۱	۴	لے	کے
۱۰۲۵	کالم ۱ سطر ۱۰	اضہار	اظہار
؍؍	؍؍ ۲ ؍؍ ۱۱	جھوٹی	چھوٹی
۱۰۲۹	حاشیہ سطر ۵	لے لیے	کے لیے
؍؍	؍؍ ۶	س	اس
؍؍	حاشیہ سطر ۹	تازہ باتوں	تازیانوں
۱۰۴۰	۲	تجہت	تحت
؍؍	۱۸	نقض	نقص
۱۰۴۱	۲	ہا واقعات	یا واقعات
۱۰۴۲	۲	Daviel	David
۱۰۴۴	۱۳	نامیدی	ناامیدی
۱۰۴۶	حاشیہ سطر ۱	ڈیوڈ بال برائل	ڈیوڈ پال براؤن
۱۰۵۳	۴	گاڈول	گاڈون
؍؍	۱۸	بنیان Daed Thomos Baynon	Doce 'L Thomas Beynon باتن
۱۰۵۷	۲۳	دینے	دیے
۱۰۶۱	۲۰	طورپہ	طور پر
۱۰۶۵	۱۶	[illegible]	یہ
۱۰۶۸	۱۳	واقعہ مومنوع	واقعۂ موضوع
؍؍	۲۰	بتینہ	بینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۰۷۰	۵	تبوت	ثبوت
۱۰۷۲	۱	ادی	مادی
؍؍	۲۲	ماڈی	مادی
۱۰۷۳	۵	دونون	دونوں
۱۰۷۷	۲	تظائر	نظائر
۱۰۸۱	۱۴	بادی	مادی
۱۰۸۲	۸	کہتے	کہیے
۱۰۸۹	پیشانی	سنہ ۹۰۷	سنہ ۱۹۰۷ء
		بایت ہے	بابت ہے
؍؍	۱۹	حس	جس
۱۰۹۴	۹	کی	گی
۱۰۹۵	۲	تمں	میں
۱۰۹۶	۹	لسی	کسی
؍؍	۱۸	با	یا
۱۰۹۷	۱۲	سکرٹری	سکریٹری
۱۱۰۳	۱۴	فوجداء	فوجداری
۱۱۰۵	۵	حفوق	حقوق
؍؍	۹	وکٹوریا	وکٹوریا
۱۱۱۴	۱۲	ادستاویزات)	(دستاویزات)
۱۱۱۵	۸	لقدمات	مقدمات
۱۱۲۰	۲	نمسک	تمسک
۱۱۲۱	۹	ثبوت	ثبوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۱۲۱	۱۰	ثوت	ثبوت
۱۱۲۵	۲۰	۱۵	۳
۱۱۳۳	۱	کانی	کافی
۱۱۵۸	۳	اہ بہرے	اور بہرے
۱۱۶۶	۲۰	نجیل	انجیل
۱۱۶۷	۶	جواس	حواس
۱۱۶۸	۱۹	کما	کیا
۱۱۷۱	۳۵	تا ئیدی	تائیدی
۱۱۷۲	۱۵	تہرائی	ٹھیرائی
۱۱۷۵	۱۶	دیکھیے	دیکھیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۱۷۵	۱۷	تفصبل	تفصیل
۱۱۹۱	۹	طرق	طریق
۱۱۹۱	۲۵	سلی	اصلی
۱۱۹۸	۲۲	شہامت	شہادت
۱۲۰۱	۳	قاعدمے	قاعدے
۱۲۱۷	۲۲	گیے	کیئے
۱۲۱۸	۶	نیوزی لانڈ	نیوزی لینڈ
۱۲۲۰	۱۸	عورتین	عورتیں
۱۲۲۱	۲۰	جریر	تحریر